بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد النبی الامی وعلی الہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

مکشوفاتِ منازلِ احسان

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت دارالاحسان

لِلتقسیم والتوزیع فی سبیل اللہ

لانتفاع و النفع

لِجمیع اُمۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لمرضات اللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آمین

مؤلف : احقر برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین۔ سالار والا ۔ لائلپور (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَبِعَدَدِ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ وَزِنَةَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۱ قرآن کی تعمیل میں ڈرنا کفر اور مرنا شہادت ہے۔ کافر سے بدتر اور شہید سے بہتر کوئی موت نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲ بلبل گایا کرتی ہے، پروانہ جلا کرتا ہے۔ گانا کبھی ختم نہیں ہوتا اور جلنا ایک دم کی بازی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳ گندگی نے کوّے کو نکما کر دیا، ورنہ وہ بھی ایک پرندہ ہے اور باز بھی۔

الحمد للحی القیوم

۴ موتی ہر پرندے کی خوراک نہیں۔ سیمرغ ہی موتی کھاتا اور ہضم[1] کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵ شیطان سالک تھا۔ اگر مجذوب ہوتا کبھی مردود نہ ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۶ سالک پہ حکم اور مجذوب پہ محبت غالب ہوتی ہے۔ حکم محبت کی کبھی برابری نہیں کر سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۷ خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں، متحد ہو جاتے ہیں جب متحد ہو جاتے ہیں بلند ہو جاتے

---

[1] ہضم کرتا ہے۔

ہیں اور خیالات کی بلندی انسانی معراج کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمدللحق القیوم

۸ اہل ذکر اللہ کی راہ میں مرے، اگرچہ اپنے بستر پر مرے۔ انہیں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مُردوں کو حاصل نہیں، پس ہم انہیں عام مُردوں میں کیوں کر شمار کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اسے نہیں سمجھتے۔

البقرہ ۲: ۱۵۴

الحمدللحق القیوم

۹ مُردوں کی قبروں پر بے شک گنبد بنانا منع ہے اور نہ ہی آج تک کبھی کسی نے کسی مُردے کی قبر پر گنبد بنایا۔

الحمدللحق القیوم

۱۰ مقربین حق حقیقتاً زندہ ہیں اگرچہ صورتاً زندہ نہیں۔

الحمدللحق القیوم

۱۱ جس کی قبر زندہ ہے۔ بے شک زندہ ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۲ اسی طرح ان کے اعراس باعثِ برکت، باعثِ رحمت اور باعثِ تقویتِ دین و ایمان ہیں۔

الحمدللحق القیوم

۱۳ کبھی مُردوں کو بھی کسی نے یاد کیا ہے؟ اگر وہ زندہ نہ ہوتے، ان کی یاد زندہ نہ رہتی۔

صدیاں گذرنے کے باوجود کسی بھی دل سے ان کی یاد فراموش نہ ہوئی۔ ہر دل ان کی یاد میں مسرور اور ان کی محبت میں مخمور ہے۔ پھر کیوں کر ہم انہیں عام مُردوں میں شمار کر سکتے ہیں؟

الحمدللحی القیوم

۱۴ وہ اسلام کے شیدائی تھے، اسلام کو جو ناز اُن پر ہے کسی پر بھی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۵ اُن کی یاد قوموں کی زندگی اور ان کا کردار مشعلِ راہ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶ اُن کی حیات جاودانی ہے جب تک دنیا رہے گی، ان کا نام رہے گا۔ یہی زندگی کی مراد اور یہی زندگی کی اصل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۷ جس نے انہیں مردہ کہا متعصب ہے اور کوئی متعصب حقیقت کو نہیں پاسکتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۸ تعصب حسد کی ایک شدید قسم ہے اور حسد نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو۔

الحمدللحی القیوم

۱۹ خالق مخلوق کے ہر اُس کلام کو جس کا متکلم نے عملی نمونہ دیا ہو نگار خانۂ دہر میں خلق کی زبان پر زندہ اور قائم رکھتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۰ ہر قیمتی چیز ہر جگہ، ہر نظر سے اوجھل رکھی جاتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۱ آنکھ دیکھ سکتی ہے، بول نہیں سکتی۔ زبان بول سکتی ہے دیکھ نہیں سکتی، دل جان سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے، نہ بول۔

الحمد للحی القیوم

۲۲ حسن جب تک معصوم رہتا ہے، برقرار رہتا ہے۔ نہ بے نور ہوتا ہے نہ بے قدر۔

الحمد للحی القیوم

۲۳ اللہ کو اپنے اس بندے پہ ناز ہوتا ہے اور صرف اُس بندے پہ جسے عطاو قضا میں کوئی تمیز نہ ہو، ہر حال میں جو بھی وارد ہو۔ راضی رہے، کوئی اعتراض نہ کرے، اور یہ عمل اتم العمل ہے

الحمد للحی القیوم

۲۴ اَمن سے بہتر اور فساد سے بدتر اور کوئی چیز نہیں۔ سلوک کی راہ میں یقین سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۵ ہر کمال کو زوال ہے ، مگر ادب۔

الحمد للحی القیوم

۲۶ علم صفات تک اور عشق ذات تک پہنچاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۷ مُوحّد کے لیے اعلیٰ درجے کے توکّل اور متوکّل کے لیے اعلیٰ درجے کے ایمان کی ضرورت ہے

الحمد للحی القیوم

۲۸ متوکّل وہ ہے جس کو اللہ کی ربوبیت پہ ایسا تکیہ ہو جیسا کہ بچے کو ماں پہ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۹ متوکلین کے لیے نہ وطن ہے، نہ جائیداد، نہ گھر، نہ زر، صبح کی نہ شام کا، اور شام کی نہ صبح

کا نہ ذخیرہ جمع کرنے کی فکر اور نہ ہی زندگی کی کوئی امید۔ متوکلین پرندوں کی طرح صبح بھوکے اُٹھتے اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۰ کرم لامحدود ہے۔ اگر کرم قدر کا مقدور ہوتا، محدود ہوتا اور اگر محدود ہوتا ناقص ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۱ مدبر کی تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی۔ قادر مقتدر ہے، جب چاہے، جیسا چاہے کرے۔ اگر تقدیر اٹل ہوتی، دُعا کا حکم نہ ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۲ جس طرح ہر کسان اپنی بوئی ہوئی فصل میں سے فصل کے سوا ہر دیگر خود رَو گھاس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا کرتا ہے اسی طرح ہر سالک ہر فضول کام اور کلام کو اپنی سلوک کی منزل سے نکال باہر پھینکتا ہے اگرچہ فصل کے علاوہ اُگی ہوئی رنگا رنگ کی بُوٹیاں کھیت کی زینت دوبالا کیے ہوتی ہیں لیکن کسان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ بُوٹیاں اُس کے کسی بھی کام کی نہیں، فضول، کھیت کی طاقت کھا رہی ہیں۔ لہٰذا وہ ان سب کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۳ فرنگی کی فکر کا حاصل، عجائب ایجادات سالار تیری فکر کا حاصل بحث، نفاق اور غم۔

الحمد للحی القیوم

۳۴ فرنگی نے خیال سے حاصل کیا اور تجھے قرآن سے بھی حاصل نہ ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۳۵ فرنگی کی فکر کے فیض سے دنیا فیض یاب اور تیری فکر نے ملت کے شیرازے بکھیر دیے۔

الحمد للحی القیوم

۳۶ فرنگی کو اپنے خیال پر یقین ہے اور تجھ کو اللہ پر بھی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۳۷ جو تو جانتا ہے اُسے مانتا نہیں، جو کہتا ہے کرتا نہیں۔ ورنہ تو سردار ہوتا۔ تیرا حکم چلتا، جو کہتا وہی ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

۳۸ یہ میراث تیری تھی۔ اسے وہ لے گیا۔ کیا تجھے اس کا احساس نہیں؟

الحمدللحی القیوم

۳۹ برسوں گزرنے پر بھی تو اپنی ناداری پہ کبھی نہ رویا اور نہ ہی اس کھوئی ہوئی نعمت کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔

الحمدللحی القیوم

۴۰ اتحاد اسلام کی جان ہے۔ اتحاد کا حامی اسلام کا حامی اور اسلام کا حامی صحیح مسلمان ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۱ ہم عہدیدار ہیں۔ اگر صرف مسلمان ہوتے (اتحاد کی اہمیت سے واقف ہوتے اور) متحد ہوتے اور اگر متحد ہوتے، تو کیا بتاؤں، کر کیا ہوتے۔

الحمدللحی القیوم

۴۲ اگر ہم اللہ کے حکم کے محکوم ہوتے، اللہ کے حکم سے ہمارا (مسلمانوں کا) حکم چلتا ہو سکتے ہوتا۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ۔ ساری خدائی کے ناخدا ہوتے۔ اُمت کے خادم اور کائنات کے ناظم ہوتے۔

الحمدللحی القیوم

۴۳ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط صلاح و نجاح و

فلاح کی کُنجی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۴ اس کا کمال تقریر اور تیرا خاموشی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۵ تقریر میں آفات اور خاموشی میں حکمات پوشیدہ ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۶ خاموشی کی بارگاہ میں تقریر کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ خاموشی غالب اور تقریر مغلوب ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۷ اللہ کے فقیر اللہ کی مخلوق کے خادم ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۸ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی امید نہیں رکھتے۔

الحمد للحی القیوم

۴۹ اللہ کی کوئی مخلوق، کسی مخلوق پہ، کسی بھی قسم کا کوئی تصرف نہیں رکھتی مگر اللہ کے حکم سے۔ نہ کوئی کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان بمگر اللہ کے حکم سے۔ جب تک حکم نہیں ملتا کسی کو بھی، اور کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

۵۰ دانائی بزرگی کا اہم ترین جزو ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱ ہر دانا بزرگ نہیں ہوتا مگر ہر بزرگ دانا ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۲ یہ دونوں صفات (دانائی و بزرگی) لازم و ملزوم ہیں۔ ہر قوم کی صلاح و فلاح انہی دو صفات پر مبنی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۳ اگر ان دو میں سے کوئی ایک صفت دانائی ہو یا بزرگی علیٰحدہ ہو جائے تو وہ قوم اپنی بلندی سے گر جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۴ ہر شے کمال ہی کو پہنچ کر فیض پہنچاتی ہے۔ حق ہو یا باطل۔

الحمد للحی القیوم

۵۵ غور سے سنیں:

حضرت امیر المومنین عمرؓ و علیؓ، حضرت اویس قرنیؓ کی خدمت میں بحیثیت رسول اکرم و افضل صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے لیکن وہ چند ثانیوں سے زیادہ نہ مل سکے۔ یہ محویت کی حقیقت تھی۔ یا حی یا قیوم

اور ہم نے ساری کی ساری اور پوری کی پوری عمر فضولیات میں کھو دی۔

ہوش کن!

تیرے لیے یہ ضروری ہے کہ تو گھڑی کی طرح چلے، تیری چابی کبھی بند نہ ہو، اور تو کبھی نہ رکے اور نہ ہی تجھے کوئی روک سکے، اور تیرے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ تو یہ نہ کرے اور یہ نہ کرے اور یہ نہ کرے۔

الحمد للحی القیوم

ف: یعنی حضرت اویس قرنیؓ ذکر و فکر میں اس قدر محو و منہمک تھے کہ وہ حضرت عمرؓ و علیؓ جیسے جلیل القدر امرائے کبار سے بھی نہ مل سکے۔ گویا کھینا محروم تھے۔

۵۶ لوہے کو جب دیکھتی ہوئی آگ کی آغوش میں رکھا آگ بن گیا۔ وہی رنگ اور وہی خصلت۔ ذات کے سوا کوئی اور فرق باقی نہ رہا۔ لوہا ساکت تھا، آگ محرک۔ حرکت، سکت پر غالب آگئی۔

الحمد للحی القیوم

۵۷ پانی اور ہوا کو جب ایک خاص انداز سے کے ماتحت منظوم کیا گیا، ایک تیسری چیز بجلی پیدا ہوئی۔ یہ بجلی پانی اور ہوا کے باہمی عمل ہی کا دوسرا نام ہے۔ کسی گڑھے میں ٹھیرا ہوا پانی بہت جلد سڑ جاتا ہے، کسی کام کا نہیں رہتا اور بہتا ہوا پانی پاک ہے۔ اسے کوئی گندگی ناپاک نہیں کر سکتی۔

الحمد للحی القیوم

۵۸ اہلِ ذکر کی مثال ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کی مانند ہے جس میں کسی کو بھی گرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ملاح کو بھی نہیں ہوتی اور خشک نالوں میں گدھے لیٹا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۹ جس بندے کا، اللہ آسمان پر ذکر کرتا ہے وہی بندہ دنیا میں اللہ کا ذکر کیا کرتا ہے۔ بندے کا ذکر کرنا اللہ کے ذکر کی بدولت ہوتا ہے۔ جب آپ کسی کو ذکر میں مصروف دیکھیں تو سمجھیں کہ اللہ اس کا ذکر فرما رہا ہے۔ اسی طرح جب تک اللہ بندے پر راضی نہیں ہوتا۔ بندہ اللہ پر راضی نہیں ہوتا۔

جس بندے کو ہر حال میں راضی دیکھو، سمجھو کہ اللہ اس پر راضی ہے اور اس کا ہر حال میں راضی رہنا۔ اس پر اللہ کے راضی ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۰ جس قوم کی تہذیب کا معیار سرمائے پر مبنی ہو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

کسی قوم کو مہذب بنانے کے لیے سرمائے کی نہیں شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱ جب کوئی قوم کسی اخلاق کو اپنا لیتی ہے اللہ اسے دانائی (حکمت) بخش دیتا ہے۔ پھر اُسے ترقی کرنے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے ہی روز نہیں، اور جو سرمایہ جس قوم کے لیے ضروری ہوتا ہے اللہ اسے دیتا ہے۔ اللہ کے لطف وکرم سے ہمارے کہسار اپنی اپنی وادیوں میں موتیوں کے ڈھیر لیے بیٹھے ہیں اور کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔ ہر شے کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ ماشاءاللہ۔

الحمد للحی القیوم

۱۲ کوئی مرد کسی عورت کو تنہائی میں کوئی علم نہیں پڑھا سکتا۔
عورت اگرچہ رابعہ بصریؒ ہو اور مرد خواہ حسن بصریؒ۔
درسِ قرآنِ عظیم ہو اور درس گاہ کعبہ، پھر بھی خطرے سے خالی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۳ بندہ جب تک کسی تعمیری اور ضروری کام میں مصروف نہ ہو کسی علیحدہ حجرے میں بالکل نہ رہے ورنہ اس کا دل غیر ضروری خیالات کا مرکز بن جائے گا۔ سارا دن بیٹھے بیٹھے فضول خیالات میں مشغول رہے گا۔ اللہ کرے تجھے کوئی کام عطا ہو اور تو پھر اس کام کو سرانجام دینے کے لیے حجرہ میں جائے اور تیرا سارا دن اور ساری رات اسی کام ہی کو سرانجام دینے کی تدابیر میں صرف ہو۔
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! ہر لمحہ کراپنے دینِ اسلام کی دعوۃ وتبلیغ کے کام میں ہمہ تن ومن مصروف و مشغول فرما۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اٰمِیْن۔

الحمد للحی القیوم

۶۴　بادشاہوں کو حسرت ہے کہ وہ دنیا میں فقیر ہوتے۔ سب کے سب کہتے ہیں اگر ہم دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے تو کیا خوب ہوتے اور وہ کام کرتے جو یہاں کام آتے۔ کوئی مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی چھوڑ کر یہاں آتے۔ اللہ کا مال اللہ کی راہ میں لگا کر آتے تو کیا خوب ہوتے۔ اللہ کا ذکر کرتے۔ ذکر کی مجلسوں میں جاتے۔ اللہ کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے۔ زندوں کو زندگی کا نمونہ دے کر آتے اور زندگی کی حسرت مٹا کر آتے۔

الحمد للحی القیوم

۶۵　ہم حکومت کے انجام سے بے خبر ہیں ورنہ کوئی کسی بھی قیمت پر کبھی حاکم بننا پسند نہ کرے۔

الحمد للحی القیوم

۶۶　ہر بندے کے لیے ہر معاملے میں اللہ کافی ہے۔ جس کے لیے اللہ کافی نہیں، کوئی کافی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۷　اللہ معطی، اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔ قَاسِمُ الْخَیْرَاتِ الْحَسَنَه۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی۔　　میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ ہی ہے

معاویہؓ ۔ بخاریؒ و مسلمؒ

اللہ عطا کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۸　قاسم کا معطی کے پاس حاضر رہنا ہر وقت ضروری ہے۔ جب بھی معطی کسی کو کوئی شے عطا کرے۔ قاسم کا تقسیم کے لیے حاضر ہونا ضروری ہے۔ اللہ ہر وقت اپنی مخلوق کو لاتعداد عطیات عنایت کرتے رہتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم فرمایا کرتے ہیں

کوئی بھی دم خالی نہیں گزرتا ۔

الحمد للحی القیوم

۶۹ مقام سالک کے اور سالک حال کے تابع ہوتا ہے۔ ہر حال اللہ کی طرف سے وارد ہوتا ہے۔ ہر سالک حال کے ماتحت ہوتا ہے۔ حال جب طاری ہو جاتا ہے ساری خدائی زور لگائے، واپس نہیں ہوتا۔ لیکن جب چلا جاتا ہے۔ پھر اسے کوئی واپس نہیں لا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۷۰ حال طریقت کی وہ کیفیت ہے جو اللہ کی طرف سے سالک کے قلب پہ وارد ہوتی ہے اور وہ حال کے ماتحت نقل وحرکت پہ مجبور ہوتا ہے۔ کبھی رُک نہیں سکتا۔ اللہ جب حال کر بدل دیتے ہیں۔ پھر اُسے کوئی کبھی واپس نہیں لا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۷۱ حال ماضی کا شاہد ہے یعنی جو چیز ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔

الحمد للحی القیوم

۷۲ جتنے کمالات تمام انبیاء علیہم السلام میں تھے، وہ تمام اور ان کے علاوہ بے شمار کمالات ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی پوری جھلک آپ کی ساری امت میں موجود ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۳ اللہ نے جتنے کمالات پیدا کیے ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ ایک صاحب کمال جب انتقال کر جاتا ہے اس کا کمال کسی دوسرے کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ گویا ایک کمال ایک ولایت ہے جس میں صاحب ولایت آتے اور اپنی تقرری کا دور ختم کر کے لوٹ جاتے ہیں اور پھر اسی

وقت کوئی دوسرا ان کی جگہ کو پُر کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۔ جو شئے دنیا میں کل موجود تھی آج بھی ہے، اسی طرح کل بھی رہے گی۔

الحمد للحی القیوم

۵۔ دین علم و فلسفہ نہیں عمل کا نام ہے۔ ہر فلاسفر دین دار نہیں ہوتا۔ لیکن ہر دیندار فلاسفر بھی ہوتا ہے لوگ دین کا فلسفہ غیر اسلامی ممالک میں جا کر غیر مسلم فلاسفروں سے سیکھتے اور فلسفہ کی سند حاصل کرتے ہیں۔

اگر دین کا کمال فلسفہ ہوتا تو اسلام کے غیر مسلم فلاسفر ضرور دیندار ہوتے۔ دین کا حاصل فلسفہ نہیں عمل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۔ دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، اس سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۔ نفس کی اصلاح کے لیے محض مطالعہ کافی نہیں۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ کسی شخصیت کی رہنمائی لازم و ملزوم ہے۔ کوئی آدمی اپنی اصلاح آپ نہیں کر سکتا۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ۔ نہایت مہربان پس پوچھ لے خبر رکھنے والے سے۔

(الفرقان)

جسے خود خبر نہیں کسی کو کیا خبر دے گا۔

الحمد للحی القیوم

۷۸ غیر معمولی عمل ہی سے غیر معمولی حال وارد ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۹ یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے دین اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کو اپنی پوری آب و تاب سے بلند نہ فرمائے۔

الحمد للحی القیوم

۸۰ غور فرمائیں:
دین اللہ کا، دنیا اللہ کی، ہم اللہ کے، ہر کوئی اللہ کا اور ہر شے اللہ کی۔ پھر اللہ کی غیرت کو دین کی بے قدری کیسے گوارا ہو سکتی ہے؟
ایمان اسے کبھی قبول نہیں کر سکتا کہ اللہ کا دین اللہ کی دنیا میں بلند نہ ہو، جب کہ دین کا مالک بھی اللہ ہے اور دنیا کا بھی اللہ۔

الحمد للحی القیوم

۸۱ یقیناً اللہ ہمیں عمل کی توفیق بخشے گا، اور ضرور بخشے گا، جس بے قدری سے ہم دوچار ہیں۔ وہ ہمارے ہی اعمال کی شامت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کبھی مسلمان بھی کسی میدان میں ہارا ہے مسلمان جس میدان میں بھی اترا، بازی لے گیا۔

الحمد للحی القیوم

۸۲ اللہ کی کوئی مخلوق، کافر ہو یا مشرک، فاسق ہو یا فاجر، اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتی کہ اسلام ہی ایک ایسی راہ ہے جس پر کر چل کر وہ امن و سلامتی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اگرچہ تعصب کی بنا پر اپنی ضد پہ ڈٹے رہیں، دل سے ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب اور اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ سادہ، پکا، مقبولِ عام اور مقبول الفطرت۔

الحمد للحی القیوم

۸۳ حوادثِ دہر اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ پہ اثر انداز نہیں ہو سکتے بلکہ تبلیغ حوادثِ دہر پہ اثر انداز ہوا کرتی ہے۔ ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۴ اللہ کے لطف و کرم سے ہماری یہ تبلیغ اُس دن تک جس دن کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صُور پھونکیں گے پُوری آب و تاب سے جاری رہے گی۔ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۵ اس طرح اتحاد ہو سکتا ہے۔ جب اللہ کی راہ میں نکلو۔ دین کے مسائل و فضائل بیان کرو۔ اپنا مسلک بھی بیان کرو۔ اپنے مسلک کی تعریفوں کے پُل باندھ دو۔ اس پر کسی کو بھی اور کوئی بھی اعتراض نہیں۔ لیکن کسی دوسرے مسلک پہ تنقید نہ کرو۔ جب آپ کا وہ مسلک ہی نہیں، اس پہ نکتہ چینی کا کیا فائدہ؟

الحمد للحیّ القیوم

۸۶ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(انفال۔ ۴۶)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا پس عمدگی کے ساتھ صبر کرو۔

(المعارج۔ ۵)

الحمد للحیّ القیوم

۸۷ صبر اللہ کی بہترین نعمت ہے جو اس سے محروم رہا بے شک بھلائیوں سے محروم رہا۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۸ کوئی اگر کسی تکلیف پہ واویلا کرے گا تو کیا پائے گا، واویلا کبھی نقصان کو پورا نہیں کر سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۸۹ واویلا صبر کے اجر کو تو کھا جاتا ہے مگر نقصان کو پورا نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۹۰ صبر کے سوا کوئی اور چیز کسی نقصان کو کسی بھی طرح پورا نہیں کر سکتی اور فقط صبر ہی ہر نقصان کا بہترین اجر اور نعم البدل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱ صبر اللہ کی رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔ یہ نازک تر کر کے دیکھو۔

الحمد للحی القیوم

۹۲ صبر ایک وہ ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا اور وہ حصار ہے جسے کبھی کوئی پھاند نہیں سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۹۳ صبر کے تیر جب چل جاتے ہیں بس چل جاتے ہیں۔ پھر کبھی واپس نہیں مڑتے۔ سائے ڈھل جاتے ہیں، پہاڑ ہل جاتے ہیں، رستم جیسوں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیتے ہیں اور پچھاڑ دیتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۴ صبر ایک وہ لذت ہے جس کا مزا سدا باقی رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۵ کام کر۔ ہمہ اوقات اپنے نفس کو معروف و مشغول رکھ۔ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے لیے کر۔ اپنے لیے کچھ مت کر۔ اپنے تئیں اپنے رب کے حوالے کر جس حال میں

بھی رکھے، راضی رہ، نہ شکوہ کر، نہ اعتراض، تیری کوئی بھی شے تیرے رب سے پوشیدہ نہیں، اور تیرا رب تجھ پر تیری ماں سے سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ پھر کیا تیرا رب تیرے لیے کافی نہیں؟ اور یہ سلوک کی انتہا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۶ بہترین تسخیر یہ ہے کہ تو خلق کو نفع پہنچا لیکن خلق سے نفع کی امید مت رکھ، ہر کسی کی خدمت کر، لیکن کسی سے بھی خدمت کی اُمید مت رکھ۔

الحمد للحی القیوم

۹۷ ہم نے رومی جیسوں کو شراب تک پلا دی اور وہ ہمیں ایک تہبند نہ بندھا سکے۔

الحمد للحی القیوم

۹۸

اے دِل:

تو بات بات پر خوش اور بات بات پر مغموم رہتا ہے۔ تیری یہ حالت میرے اللہ کے کاموں میں مخل ہے، بُری طرح مخل۔ جب تک تو خوشی و غمی سے بے نیاز نہیں ہوتا میرا کام نہیں چلتا تیری حالت کبھی ایک سی نہیں رہتی۔ آن کی آن میں خوش اور آن کی آن میں مغموم۔ خوشی کس بات کی اور غم کس چیز کا؟ یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ تو کیوں خوش اور کیوں مغموم ہوتا رہتا ہے۔

تیری یہ دونوں حالتیں مذموم، مہلک، فانی اور غیر مستحسن ہیں، ان دونوں سے بے نیاز ہو۔ دور ہو، باز آ، اور ایک ایسے حال میں رہ، جہاں خوشی و غمی کو کوئی گزر نہ ہو اور کسی و خل نہ ہو۔ تجھے کبھی بھی کوئی ہنسا نہ سکے اور نہ ہی کبھی رُلا سکے۔

تیرا حال اُٹل ہو، اٹل ہو، جو نہ کبھی ٹل سکے، نہ کسی سے ہلایا جا سکے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

الحمد للحی القیوم

۹۹ کوئی ہستی کسی نیستی کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتی نیستی اگرچہ چھوٹی ہو، بڑی سے بڑی ہستی پہ غالب ہوتی ہے۔ ہستی بھلا مستی کا کیا مقابلہ کرے اور کیوں کر کرے؟ جب کہ وہ بننے اور یہ مٹنے، وہ جینے اور یہ مرنے کی دل دادہ ہے۔ ہستی کی مراد بننا اور مستی کی مٹنا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰ ہستی جب نیستی کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے کشمکش دہر سے نجات پا جاتی ہے۔ قال و مقال سے گزر کر حال کی وادی میں قدم رکھتی ہے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کو کسی حال پہ کوئی خبر نہیں ہوتی کہ کون کس حال میں ہے۔ حال پہ اعتراض غلط ہے۔ کسی کے بھی حال پہ کبھی اعتراض مت کر اللہ ہی اپنے بندوں کے حال کا علیم و خبیر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱ اللہ کے بندے نہ کسی سے ڈرا کرتے ہیں اور نہ ڈرا کرتے ہیں۔ بھلائی کے کام کیا کرتے ہیں اور موت سے کھیلا کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لیے جیا اور اللہ ہی کے لیے مرا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۲ مال ان کی منزل میں ہوتا ہی نہیں، نہ کبھی مال کی طمع کرتے ہیں، نہ جمع کرتے ہیں۔ جو مال اللہ ان کو دیتا ہے اسی وقت اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں، اور اس حال میں شام کرتے ہیں کہ کل کے لیے نہ کوئی ذخیرہ ہوتا ہے، نہ غم اور نہ ہی زندگی کی اُمید۔
گویا دنیا میں مسافروں کی طرح رہا کرتے ہیں اور صابروں کی طرح مرا کرتے ہیں۔ جب اس دنیا سے جاتے ہیں، کوئی میراث چھوڑ کر نہیں جاتے۔ بے شک اس حال میں وہ سورج کی طرح چمکا اور گلاب کی طرح مہکا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۳ مردوں کی طرح جی۔ اے او جینے والے! ہانسے ہانسے جی، اگرچہ ایک دن جی۔ پھر کبھی

یہاں نہیں آتا۔ جی بھر کر جی۔ جیسے جینے کی اُن کو حسرت ہے، ویسے جی۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۴ کعبہ سے بڑھ کر کوئی باعظمت نہیں مگر مومن۔

ارے او اللہ کے بندے! تیری عظمت کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے کاش تجھے اپنے مقام کی خبر ہوتی تو اپنے حال سے بیگانہ اور اپنے مقام سے بے خبر ہے۔ تیری قدر مجھ کو ہے، میں تیری تعظیم کرتا ہوں، تکریم کرتا ہوں۔ بے شک تیری نوازش گویا اللہ ہی کی نوازش ہے۔ تیری نوازش کعبے کے طواف سے بھی بڑھ کر ہے۔ مجھ سے تیری یہ ذلت اور رسوائی دیکھی نہیں جاتی۔ میں تیری تعظیم کا اعلان اور تیری تکریم کا اظہار کرتا ہوں۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۵ محبت کے تیر وحشت کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ محبت دلوں کو سینوں میں زندہ اور بیدار رکھتی ہے۔ محبت وحشت کو کھاتی اور دلوں کو سہلاتی ہے۔ اگر یہ محبت سچی ہوئی اور اونچی ہوئی تو تیرے من کو موہ لے گی اور تیرے دل کو کھولے گی۔ یہی میری اُمید اور یہی میرا دعویٰ ہے۔

میں تجھ سے تیری اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طالب ہوں۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۶ بے قدری کی آغوش میں قدر پوشیدہ ہے۔ جو دنیا میں جتنا بے قدر ہوا اُتنی ہی اُس نے قدر پائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب تک مصر کے بازار میں نہیں بکے، مصر کے بادشاہ نہیں بنے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے صبر کیا۔ نہ شکوہ کیا، نہ اعتراض، اللہ نے خوش ہو کر نبوت دی اور مصر کی بادشاہی بھی۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۷ اللہ جب اپنے کسی بندے سے خوش ہوتا ہے، اسے نیک اعمال کی توفیق بخش دیتا ہے۔

بندہ جب گناہ (اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف قول و فعل) کرتا ہے اللہ ناخوش ہوتا ہے۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی عنایت کردہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو بلا اتارتے ہیں۔

(ہر بلا جو بندے پہ نازل ہوتی ہے، گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہے)

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَآءِ اٰمِیْن

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو عصمتوں کو چاک کر دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ندامت کا وارث بناتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی تقسیم کو روک دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو سختی لاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث بندے کے بندے دشمن بن جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو دعا کو واپس کر دیتے ہیں یعنی جن کے باعث اللہ بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو آسمان سے بارش روک لیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ہوا کو اندھیری کر دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو پردے کو کھول دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث جلد فنا آتی ہے۔

اور بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے ناخوش ہو کر اللہ اپنے بندوں سے نیک اعمال کی

توفیق سلب کر لیتا ہے اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔
جس سے نیک اعمال کی توفیق چھن گیا اس سے ہر شے چھنی۔
اللہ ہمیں ہر گناہ پر سچی اور پکی توبہ کی توفیق عنایت فرمائے اور اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے ہم سے کسی بھی نیک عمل کی توفیق کبھی سلب نہ کرے۔
اٰمین ۔ اٰمین ۔ اٰمین
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰى نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ. اٰمین

الحمد للحی القیوم

۱۰۸ ہر شے کا غلبہ قوت پر موقوف ہے۔ ہر لاغر مغلوب ہوتا ہے۔ فاقہ نفس کو لاغر اور رُوح کو بیدار کرتا ہے۔ کھانا نفس کی اور فاقہ رُوح کی غذا ہے۔ کھا کر تو دیکھ ہی لیا۔ اب بھوکے رہ کر بھی دیکھیں۔ کھانا اگر چہ طیب ہو، پھر بھی فاقے کی برابری نہیں کرسکتا۔ یہ ابحاث و نفسانات اس کھانے ہی کی پیداوار ہیں۔ جہاں سے جو ملا لیا، اور کھالیا۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ یارب! یارب! کرتے ہیں، مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام۔ ایسی حالت میں دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے؟"

الحمد للحی القیوم

۱۱۰ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا، اس کے لیے بد دعا کرتے وہ ہلاک ہوجاتا۔
حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی، جس میں ان حضرات کو

خاص طور سے شریک گیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا:

"میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔"

الحمدللحی القیوم

۱۱۱ اللہ کے بندے بھی اللہ کے بندوں کی بھلا کبھی توہین کیا کرتے ہیں؟ متقی وہ ہے جو اللہ کے حضور میں ہر وقت حاضر ہے۔ اور جو اللہ کے حضور میں حاضر ہے۔ خاموش ہے۔ اس کا کسی اور طرف حاضر ہونا ممکن ہی نہیں۔ عام کھانا (پیٹ بھر کر) کثیف ہے۔ مشکوک کھانا غلیظ ہے۔ کثافت اور غلاظت میں لطافت نہیں آسکتی، اور کبھی نہیں آسکتی۔

جس طرح انواع و اقسام کی اشیائے خوردنی میں قسم قسم کے حیاتین پائے جاتے ہیں جو صحت کیلئے ضروری ہوتے ہیں، اسی طرح انواع و اقسام کے اذکار و دعوات میں عرشِ عظیم تک روح کی پرواز کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

تندرست کے لیے دودھ، گھی، گوشت، مقوی غذائیں ہیں لیکن بیمار انہیں کھا کر اور بیمار ہو جاتا ہے روغنی غذائیں صرف تندرست ہی کو طاقت بخشا کرتی ہیں۔ بیمار کو نہیں۔

اہل دنیا کے لیے سب سے بدتر اور اہل سلوک کے لیے سب سے بہتر چیز فاقہ ہے۔ اہل دنیا فاقے کو مصیبت سمجھ کر شکوہ کرتے ہیں اور اہل سلوک فاقے کو سب سے بڑی نعمت سمجھ کر شکر کرتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲ ہم لوگ:

دنیا میں دنیا نہیں، آخرت کمانے آئے ہیں۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مصیبت آخرت کی کسی بھی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت کی برابری نہیں کرسکتی۔ اسی طرح دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی خوشی

آخرت کی کسی چھوٹی سے چھوٹی خوشی کی برابری نہیں کر سکتی جس مصیبت کا ہم گلہ کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ مصیبتوں کا سامنا آخرت میں ہے۔ جن خوشیوں کی تلاش میں ہم مارے مارے پھرتے ہیں، اُن سے بدرجہا افضل خوشیاں آخرت کی خوشیاں ہیں۔

دنیا کی ہر شے عارضی ہے۔ خوشی ہو یا غمی۔ لیکن آخرت کی ہر شے اَبدی ہے۔

کسی دن کسی قبرستان کی سیر کو جائیے۔ خدا سو چیے یہ سب کے سب ہماری ہی طرح اس دنیاوی زندگی میں مگن تھے اور آج سب کے سب پچھتاتے ہیں، گڑگڑاتے اور واویلا کرتے ہیں کہ انہوں نے زندگی کی بازی ہار دی۔ ان ساتھی دوست آج کوئی اور نہیں۔ گویا ان کی پکاریں سنی نہیں جاتیں۔ ہر کسی سے یہی ایک عرض کرتے ہیں:

"اے اوخوش قسمت جینے والے! اپنی زندگی کے مقصد کو پہچان۔ اللہ نے کیوں تجھ کو پیدا کیا؟ بے شک اللہ نے تجھ کو اپنے لیے پیدا کیا ہے۔ ہر شے تیرے لیے ہے اور تو اللہ کے لیے۔ ہماری یہاں صرف ایک ہی تمنا ہے کہ اللہ ہمیں ایک بار پھر سے زندگی بخشے اور ہم دنیا میں جا کر اس کی ایسی بندگی کریں کہ کسی اور طرف کبھی خیال نہ کریں۔ شب و روز اللہ ہی کی یاد میں محو و منہمک رہیں۔ اللہ کی یاد سے بہتر اور کوئی یاد نہیں اور اللہ ہی اللہ کے کام سے بڑھ کر اور کوئی کام ہے۔"

اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اللہ کے کاموں میں سب سے افضل کام ہے۔ اللہ ہمیں اپنے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کی توفیق بخشے۔ آمین

الحمد للّٰہ الحی القیوم

۱۱۳ ابرہہ دنیا دار تھا۔ اُسے گھمنڈ تھا اپنی طاقت پہ تھا، کعبے کو مسمار کرنے کے لیے مکے پر چڑھائی کی، فوج کے ہمراہ جنگی ہاتھی تھے۔ اللہ نے ابابیلوں کو حکم دیا کہ اپنی چونچوں میں کنکریاں دبا کر ابرہہ کی فوج کے مقابلے میں اُترو۔ جس ہاتھی پر بھی ابابیل کی چونچ سے کنکری گرتی فنا کر دیتی۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

ہر شے میرے اللہ ہی کی ملک اور اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں محکوم و مجبور ہے کسی بھی شے کی اپنی کوئی مرضی نہیں۔ ہر شے کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے کسی دوسرے کو کسی بھی امر پر کوئی دسترس نہیں مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ کا حکم سدا جاری ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور نہیں فرمایا کہ اللہ جب چاہتا ہے ابابیل جیسے چھوٹے سے پرندے سے ہاتھیوں کو ہلاک کروا دیتا ہے، کیا وہی اللہ آج موجود نہیں، جو ابابیلوں سے ہاتھی مروا سکتا ہے وہ مزور ہے۔ پھر ہمیں کسی کا کیا خوف۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمدُ للحیّ القیوم

عمل:

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہمارے عمل پر سو فیصدی عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ یعنی ہمارا کوئی بھی عمل ٹلل نہ ہو جس عمل کو بھی ایک بار اختیار کریں عمر بھر نبھائیں کبھی ترک نہ کریں اللہ نہ ہی ناغہ۔ اگر آپ نے اپنا عمل پورا نہیں کیا تو سمجھ کر کچھ بھی نہیں کیا، یونہی وقت برباد کیا۔

الحمدُ للحیّ القیوم

مُساوات:

اے میرے اللہ کے دینِ اسلام تیرے شیدائیوں کے کس کس قصّہ کو بیان کریں۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ خلیفۃ المومنین جب اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس (دمشق) کا سفر کر رہے تھے تو ایک منزل آپ اونٹنی پر سوار ہوتے اور دوسری پہ آپؓ غلام کو سوار کرتے اور خود اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلتے   جب شہر کے قریب پہنچے تو

تو سواری کی باری غلام کی آجاتی ہے ۔ غلام اصرار کرتا ہے کہ "منزل ختم ہونے کو ہے ۔ لوگ حضورؐ کے استقبال کو آئیں گے اور یہ زیب نہیں دیتا کہ عرب کا ایک گمنام بدو (آپؐ کا غلام) اونٹنی پر سوار ہو اور آپؐ نکیل پکڑے آگے آگے چلیں "
آپؐ نے عدل و مساوات کی حد کر دی اور غلام کی ایک نہ مانی ، اُسے باری کے مطابق اونٹنی پر سوار کیا اور خود آگے آگے چلتے رہے ۔
حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ساری تاریخ میں کہیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایک خلیفۂ وقت (بادشاہ) سواری کی نکیل پکڑے آگے آگے چل رہا ہو اور ایک غلام سواری پر سوار ہو ۔

الحمد للحی القیوم

اہلِ سلوک کے لیے ایک امید افزا عمل :

۱ ۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں ۔
۲ ۔ تجدیدِ وضو پر دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھیں ، سوائے مکروہ اوقات کے ۔
(بعد نماز فجر و عصر تا طلوع و غروبِ آفتاب اور عین نیم روز یعنی دوپہر ، نماز کے لیے مکروہ اوقات ہیں ۔)
۳ ۔ خاموش رہیں ۔ بلا ضرورت اور زائد از ضرورت کلام سے اجتناب کریں ۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
"جو خاموش رہا ، سلامت رہا " نیز فرمایا " مرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے "
عبادت سے مراد یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے ۔
۴ ۔ مراقبۂ معیت :- ـــــــ یعنی ہر وقت ، ہر حال میں ، دن ہو یا رات کھڑا

ہو، یا چلتا پھرتا۔ بیٹھا ہو یا لیٹا۔ جس حال میں جو بھی کام کرتا ہو یہ مذنظر رکھے:

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ
فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا

حضوری یہ ہے کہ دم بھر کے لیے بھی غافل نہ ہو۔ یہ خیال ہمیشہ رہے کہ میرے اللہ میری ہر بات جو بھی میں کہتا ہوں سنتے اور میرے ہر کام کو جو بھی میں کرتا ہوں، دیکھتے ہیں۔ نیز جو بھی میں سوچتا ہوں، جانتے ہیں۔ میرے اللہ میرے پاس اور میرے ساتھ ہیں۔ میری کوئی بھی شے میرے رب سے پوشیدہ نہیں۔

اس حال میں کسی کی نظر کسی اور طرف پھر سکتی ہے؟ یا اللہ کے خیال کے سوا کوئی دوسرا خیال دل میں آسکتا ہے؟ ۔۔۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ کو حاضر و ناظر تسلیم کرنے والا اللہ کے سوا کسی اور طرف متوجہ ہو۔

۵۔ اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کریں۔ حتی الامکان کوئی بھی عمل نفضا نہ کریں، ہر عمل کو ہر حال میں جاری رکھیں، عین ممکن ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو یکسر بدل دے دل گنجینۂ انوار بن جائے۔ توفیق عنایت ہو۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

الحمد للحی القیوم

جذب و سلوک

کی

وہ داستانیں جنہیں پڑھ کر مردہ رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے

حضرت مخدوم الملک سرکار پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کے ایک غلام نے طریقت کی اس

وادی کو، جسے جس نے بھی عبور کیا، رات کی تاریکی میں کیا، دامن بچا کر چپکے سے کیا۔ لیکن انہیں حضرت سرکار پیر و مرشد کی پشت پناہی پہ وہ ناز تھا کہ تمام سابقہ روایتوں کو بالائے طاق رکھ کر علی الاعلان اور دن دھاڑے اجان وشیاطین کی وادی کو صحیح سلامت عبور کر لیا۔ سبحان اللہ کیا جذبہ تھا جب کہا کہ:

"پھر نہ کہنا چپکے چپکے رات کے وقت وادی میں سے گزر گئے۔ ہر خاص و عام کو (جن وشیاطین کو) مطلع کیا جاتا ہے کہ میں اللہ کے بھروسے پہ فلاں دن فلاں وادی کو عبور کرنے والا ہوں۔ جو کوئی مجھے روکنا چاہے اُسے پوری طرح اجازت ہے۔"

جب وہ مرنے مارنے پہ اتر آیا۔ دن دھاڑے وادی کو عبور کر گیا کسی کو بھی مداخلت کی جرأت نہ ہوئی۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۸ تو کچھ مت بن، نہ ہی کچھ بننے کی آرزو رکھ۔ تیرا کچھ بھی نہ بننا، تیرا سب کچھ بننا ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۹ ہر ذرّہ مشین کا ایک ضروری جزو ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۰ کسی سے داد کی خواہش مت رکھ۔ نہ ہی کسی منصب کی کوئی طلب رکھ۔ جس کی کوئی طلب نہیں میرا طالب ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۱ وہ صاحبِ ولایت، جو ولایت سے بے خبر ہے سیفِ زبان ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۲ جو کسی بھی منصب پہ فائز نہیں، فارغ ہے۔ جو کچھ بھی نہیں آزاد ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۳ جس کی کوئی بھی طلب نہیں، اس راہ کا عارف ہے۔ اس کے حضور میں (الحمد للہ) ہر مقام ذلیل اور ہر حال افسردہ ہے۔ جس کی کوئی طلب نہیں۔ اس کی یہ بھی نہیں۔ ہر چیز کی طلب طلب ہے جب تم کسی بھی شے کے طالب نہیں، گویا اس کے بھی طالب نہیں۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۴ جور (ناحق) کسی سے بیزار ہوتا ہے وہی اس کے لیے بے قرار ہوتا ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۵ یہ فلسفہ نہیں۔ امر و نہی کی جنگ ہے۔ اگر محض فلسفہ کافی ہوتا زہد و ریاضت کی ضرورت نہ رہتی۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۶ جو جس شے سے بے نیاز ہوا۔ وہی شے اس کی نیاز مند ہوئی جو ہر شے سے بے نیاز ہوا ہر شے اس کی نیاز مند ہوئی۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۷ کوئی تفریح کسی مجاہد کو کبھی خوش نہیں کر سکتی مگر جیت۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۸ تو سبب پہ متوجہ ہے۔ رب پہ نہیں۔ اگر رب پہ ہوتا سبب سے مستغنی ہوتا۔

الحمدللحق القیوم

۱۲۹ ذکر کے تیر غفلت کے پردوں کو چھلنی کر دیتے ہیں۔

الحمدللحق القیوم

۱۳۰ مدت ہوئی اس گلستان کے کسی پودے کو کوئی پھل نہیں لگا۔ اگر کہیں کسی بوٹے کو لگا بھی تو کھٹا، نہ کھانے کے قابل، نہ منڈی میں لے جانے کے اور تیرے بوستان کا یہ حال تیری رحمت کا اُمیدوار ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۱ توکل، رضا، شکر، صبر۔ ایک ہی خصلت کے مختلف نام و مدارج ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۲ توکل میں دعا واجب اور تفویض میں ممنوع ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۳ صبر سے رحمت کا انتظار کر۔ مقام رضا پہ نہ دُعا ہے نہ بددُعا۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۴ اَدب سب سے افضل اور سب سے مشکل کام ہے۔
اَدب کو سہل مت جان۔
اَدب کی راہ کٹھن ہے۔
اَدب محدود عرصہ تک آسان اور ہمیشہ نبھانا مشکل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۵ حضرت بو علی شاہ قلندر تھے انھوں نے اپنے نفس کو مارا اور اس دور کے قلندر نے اللہ کے دین کو مارا۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۶ فضول وہ ہے جس کا ترک نظام پہ کوئی اثر نہ ڈالے۔ مقبول وہ ہے جو مرکوز نہ ہو اور مردود وہ ہے جو رحمت سے محروم ہو۔

الحمدللحی القیوم

۱۳۷ ہر شے سے افضل ذکر ہے۔
جو شے ذکر کے لیے وقف ہے وہ بھی افضل ہے۔ زمین کا جو خطہ ذکر کے لیے وقف ہے مسجد ہے اور مسجد سے مقدس اور کوئی مقام نہیں۔ نہ محل، نہ دربار۔
جو دل ذکر کے لیے وقف ہے "اہلِ ذکر ہے اور اہلِ ذکر" سے بہتر کوئی درجہ نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۳۸ پھول کے بغیر بلبل بے قرار اور بلبل کے بغیر پھول آزردہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۳۹ حباب جب واقف ہوا، بحر ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۰ جرم کا اقبال مالک کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ ہر مجرم، جو جرم کا اعتراف کرے قابلِ معافی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۱ عالم کا علم اور عامل کا عمل اگر نسبت سے خالی ہے عقیم ہے۔ نسبت سے محروم، ہر شے سے محروم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۲ جو دنیا میں مرجعِ خلائق نہیں، قبر میں بھی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۳ محبت کی ابتدا مت دیکھ، انتہا دیکھ۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۴ یہ رنجی تڑپ اور تڑپ محبت کی جان ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۴۵ عاشق کی آہ معشوق کے سوا ہر شے کو جلا دیتی ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۴۶ یہ دھواں کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا ہمیشہ سلگتا رہتا ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۴۷ اسے مت چھیڑ اور نہ ہی اس کے حال پر کوئی اعتراض کر۔

الحمدللحق القیوم

۱۴۸ اللہ ہی اپنے بندوں کے حال و مقام سے واقف و باخبر ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۴۹ اس کی راہ میں روزی کی فکر حرام ہے۔ تو رزق کی تلاش میں کہیں مت جا، رزق تیری تلاش میں ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۵۰ یہ مقام جلد بازوں کا نہیں جانبازوں کا ہے، جو یہاں آ جاتے ہیں پھر لوٹ کر کبھی واپس نہیں جاتے۔

الحمدللحق القیوم

۱۵۱ یہاں کفر نا ذلت نہیں عظمت ہے۔ رسوائی نہیں مکمل عزت افزائی ہے۔ یہاں کھڑا ناغنیمت ہے۔ یہاں تک کر بال بھی سپید ہوں۔ اُن کے انتظار میں رُکنا بہترین عبادت ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۵۲ تو میرے لیے یہ جگہ وقف کر دے یہی میری جنت اور یہی میری دوزخ ہے۔ اس دل سے

تو نیا تھوتھا اور نو نشا ور اچھی رہی۔ اس کا خالق اللہ اور اس کا ایک فرنگی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۳ جب تک تو یہ نہیں کہتا کہ تیری دنیا میں بسنے والا ہر مسلمان میرا بھائی ہے یارب! پورا مومن نہیں بنتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۴ تمیز نفاق کی ایک علامت ہے۔ تقدار تمیز اور محیط اتحاد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۵ اس بہتے ہوئے پانی اور لہراتے ہرے کھیت کو دیکھ کر کس احتیاط و اہتمام سے دریا کا پانی نہر میں، نہر کا راجباہ میں، راجباہ کا کھال میں، کھال کا کھیت میں اور کھیت سے ہر پودے کا ہر پتی میں آتا ہے۔ یہ پودا اگر دریا کے کنارے ہوتا، دریا اسے بہالے جاتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۶ بندہ بندے کو اللہ تک پہنچاتا ہے ورنہ کوئی کسی بھی طرح وہاں نہیں جا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۷ یہ راہ ایسی پیچیدہ ہے کہ کوئی راہی، رہنما کی راہبری کے بغیر کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۸ اس راہ میں اتنی پگڈنڈیاں ہیں کہ راہ نما تک راہ کھو بیٹھتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۹ رب مت ڈھونڈ۔ راہبر ڈھونڈ

الحمد للحی القیوم

۱۶۰ رَبّ دور نہیں۔ راہبر دُور ہے۔ جب تک تجھے راہبر نہیں ملتا۔ اس

راہ میں سُست چل۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۱ اس راہ کو سیدھی سمجھ کر اکیلا مت چل، کبھی مت چل۔ یہ راہ نہایت نازک و خطرناک ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۲ لیکن اگر راہبر ساتھ ہے تو یہی راہ بہترین راہ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۳ آدم کا منکر شیطان ہے۔ شیطان آدم کا منکر ہے، اللہ کا منکر نہیں۔ اللہ کا اب بھی منکر نہیں۔ آدم کے انکار ہی کی بدولت مردُود و ملعون ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۴ اے قوم! تیری یہ کورانہ تقلید ہی تیری پستی و ذلت کا باعث ہے۔ قوموں کی صلاح و فلاح عمل پہ اور عمل نمونہ پہ موقوف ہے۔ لاریب۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۵ کسی کام کو کسی انوکھے انداز میں کرنے کو نمونہ کہتے ہیں۔ تو کوئی نرالا نمونہ پیش کر، ایک مدت سے وقت کی یہ پکار ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۶ ارے او جینے والے! اس جگ میں ایسے جی کر جگ جائے گے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۷ نہ تو نے بار بار اس جگ میں آنا اور نہ ہی تجھے بھیجا جانا ہے۔ تیرا جینا تیری قوم کے لیے ایک نمونہ ہو۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۸ وہ طیس نہ طیں، تلاش میں تیر اسپلا تبرہو۔ یہی زندگی کا مقصد اور یہی ان کی مرضی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۶۹ خیالات تبدیل ہوتے دیر نہیں لگتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۰ خیالات ماحول کے تحت تبدیل ہوا کرتے ہیں، وقفے کے نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۱ کیا آپ نے کبھی اس پر غور فرمایا کہ آپ کے ہر سانس کے ساتھ نئی ہوا آپ کے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ بنت نئی خوراک ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۲ اخلاق انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے مقبول اور منکر اخلاق کی میزان کے دو پلڑے ہیں، ہر کسی کا قول و فعل ان ہی دو پلڑوں میں تولا جاتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۳ یہ عبادت گاہ ہے تفریح گاہ نہیں۔ مردوں کا اکھاڑہ ہے، بازیچۂ اطفال نہیں۔ جو یہاں سو یا اس نے بہت کچھ کھویا۔ بے شک اس کا دل ریا کا کھیل سویا۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۴ یہ میکدہ ہے، عشرت کدہ نہیں، دار المحن ہے، دار الامن نہیں۔ اس میدان میں جو جھنڈا بھی لہرایا اخلاق ہی کی بنیادوں پر لہرایا۔ مگر عبادات کی۔ جس کا جتنا بلند اخلاق، اتنا ہی اونچا مقام ہوتا ہے

الحمدللحی القیوم

۱۷۵ اخلاق کی کمی کو عبادت پورا نہیں کر سکتی۔

لیکن عبادت کی کمی کو اخلاق پورا کر دیتا ہے۔

اللہ ہمیں مقبولِ عام اور مشہور الاسلام اخلاق عنایت فرمائے۔ آمین۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۶ پانی جب دودھ میں مل جاتا ہے دودھ بن جاتا ہے۔ نہ رنگت میں فرق رہتا ہے نہ لذت میں

الحمدللحی القیوم

۱۷۷ اے اللہ کے بندے اللہ میں ایسے جذب ہو جیسے کہ دودھ میں پانی۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۸ کسی شے کی، کسی شے میں جذب ہو کر اصل فنا نہیں ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۹ جب تک کوئی شے اپنی ہستی فنا نہیں کرتی۔ کسی دوسری شے میں جذب نہیں ہو سکتی

الحمدللحی القیوم

۱۸۰ ہر ایک شے ہر دوسری شے میں جذب ہو سکتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۱ ہر شے جو اپنے مرکز سے دور رہتی ہے بے تاب رہتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۲ قطرے کی اصل دریا ہے۔ جب دریا میں ملا، دریا ہوا۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۳ جو جس پہ فدا ہوگا اسی کی اتباع کرے گا۔ بلا عشق کبھی کوئی کسی کی اتباع نہیں کر سکتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۴ یہ عشق جو آج ہر زبان پہ جاری ہے محض زبانی ہے ورنہ اگر کوئی واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہو جاتا تو کبھی کوئی قدم کسی سنت کے خلاف ہرگز نہ اٹھاتا

اور ہر سنّت کو اپناتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۵ ہر معشوق کو اپنے عاشق کا احساس ہوتا ہے اور کوئی معشوق اپنے عاشق کو کبھی کسی در پہ جانے نہیں دیتا۔ اگر یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہوتے تو غیرت مند ہوتے۔ کبھی در در نہ پھرتے اور نہ ہی ان کی یہ حالت ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۶ اللہ کے بندے نہ کسی کے حال میں مبالغہ کرتے ہیں، اور نہ ہجو۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۷ کسی کے حال میں مبالغہ کرنے والے ہی اس کی ہجو کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو کسی حال میں مبالغہ کرتے سنو، سمجھو یہی کسی دن اس کی ہجو بھی کرے گا۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۸ نہ کسی کا مبالغہ کرنہ ہجو، دونوں ہی مذموم ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۹ ظاہر میں باطن پوشیدہ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۹۰ جسم میں رُوح اور رُوح میں راز پوشیدہ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۹۱ جو ظاہری احکام کی پابندی نہیں کر سکتا، باطنی احکام پہ کیونکر چل سکتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۹۲ شریعت جڑ ہے، جب جڑ ہی نہیں، برگ و بار کہاں ؟

الحمد للحی القیوم

۱۹۳ ہر حال میں نیک ہو یا بد راحت تلاش کر۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۴ **خبردار ! ــــــ خبردار ! ــــــ خبردار !**

شام ہو چکی ہے۔ بازار بند ہونے کو ہے اور سودا خریدا ہی نہیں اور یہ وقت کی آخری گھڑی پکار رہی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۵ **ہوشیار ! ــــــ ہوشیار ! ــــــ ہوشیار !**

تیرا دل غیر حاضر، آنکھ بے حیا اور زبان بے قابو ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۶ بہترین و مقبول ترین کام خلق کی خدمت ہے۔ خلق کی خدمت میں پہلا نمبر بیمار کی خدمت کا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۷ خلق عام ہے۔ مومن ہو یا کافر، درند ہو یا خزند، پرند ہو یا چرند، ہر اجر و شر سے بے نیاز ہو کر خدمت کر۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۸ ملت کی بے لوث خدمت خادم کو مخدوم بنا دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۹۹ خدمت بہترین عبادت ہے اور بہترین مخلوق کو عطا ہوتی ہے۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۰ ہر قول و فعل جو کہ باعثِ راحت و تسکین ہو خدمت ہے۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۱ ہر باخبر ہر زمانے میں نظر سے بے خبر رہا حالاں کہ ہر زمانے میں ہر بے خبر کو باخبر باغ کہہ بے خبر کہا گیا۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۲ جس نے خبر پائی، گم ہوا اور اس کی خبر کسی نے نہ پائی۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۳ نہ لکھ ــــ نہ کہہ ــــ کر کے دکھلا ــــ یہی وقت کی پکار ہے۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۴ جو مرا نہیں ــــ مرا نہیں ــــ جو مرا نہیں ــــ ملا نہیں۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۵ قباحت، حُسن کا ایک جزو ہے۔ حسین و قبیح دونوں ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں۔ حسین پر فدا ہو قبیح پر بھی ہو۔ قباحت سے کراہت خالق سے کراہت ہے۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۶ خلق سے خائف، خالق کو نہیں پا سکتا۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۷ اللہ تیرے اندر موجود ہے اسے اپنے ہی اندر ڈھونڈ۔ نہ کہ کعبہ میں۔

الحمدللحق القیوم

۲۰۸ جہاں اللہ موجود ہے وہاں اللہ کی ساری خدائی موجود ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۰۹ حضور اقدس رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فخرِ موجودات (کا نُور) ہر موجود میں موجود اور ہر موجود کے شاہد ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۰ شہر کا ہر گھر بادشاہ کی ملک ہوتا ہے۔ صرف محل ہی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۱ ہر خیمہ جس میں بادشاہ ہو، محل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۲ بادشاہ اور چور دونوں ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ جہاں بادشاہ رہتا ہے چور نہیں رہتا۔ کوئی چور شاہی رعب کی تاب نہیں لاسکتا۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۳ سائنس کے سوا ہر شے کثیف اور سائنس لطیف ہے، سائنس بے رنگ، بے بُو، بے شکل ہے

الحمدللحی القیوم

۲۱۴ ہر کسی کو اپنی تدبیر پہ اعتماد ہے۔ کارساز کی کارسازی پہ نہیں، ورنہ کوئی کبھی کسی کا محتاج نہ ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۵ بے شک اے جانِ من! تو منافق ہے۔ جلی ہو یا خفی۔ اگر تو نفاق سے پاک ہوتا، اللہ کا نائب ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

۲۱۶ اے نوجوان! ہر کسی کو شیطان نے دھوکا دیا تو شیطان کو دھوکا دے۔ یہ جوانمردی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۱۷ جس نے اس میدان میں شیطان کو ہرایا وہی جوانمرد اور وہی مردِ میدان ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۱۸ جو کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ کبھی نہیں بکتا وہ اللہ کے ہاں بکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۱۹ جس نے اللہ کے ہاں بکتا ہو وہ کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ نہیں بکتا۔

الحمد للحی القیوم

۲۲۰ راہگیر راہبر ہے ورنہ کبھی کوئی گمراہ نہ ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۲۲۱ جب تک مسلمان مائیں بچے جنتی رہیں گی ٹیپو کے پیدا ہونے کی بھرپور اُمید ہے اور اسی اُمید پہ یہ زندگی قائم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۲۲ اپنی کوشش سے کوئی بھی کسی ملک کا بادشاہ نہیں بن سکتا۔ ہر ملک کی بادشاہی اللہ ہی کے حکم سے بندوں کو عنایت ہوا کرتی ہے۔ یا حیُّ یا قیوم

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (اللہ تعالیٰ
مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ	سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے
تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ	آپ جس کو چاہیں ملک دے دیتے ہیں اور جس سے
مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ	چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو چاہیں آپ غالب
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (آل عمران:۲۶)	کر دیتے ہیں اور جس کو چاہیں پست کر دیتے ہیں۔

آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ
آپ ہر چیز پر پُوری قدرت رکھتے ہیں ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۳ ہر آدمی ، ہر وقت ہر بات سیکھ سکتا ہے ۔ سکھلانے والا چاہیے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۴ ہر کوئی علم و فن جسے کہ وہ نہیں جانتا سیکھنے کا متمنی ہے سکھلانے والا نہیں ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۵ سیکھنے والوں کی کمی نہیں ، سکھلانے والوں کی ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۶ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے (کشف و کرامات کا نہیں) ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۷ ذکر اختیاری اور کشف غیر اختیاری ہے ۔ ذکر کسبی اور کشف وہبی ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۸ ذکر و طاعت مطلوب اور کشف غیر مطلوب ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۲۹ ذکر معتبر اور کشف غیر معتبر ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۳۰ ذکر فی نفسہٖ مصدق اور امرِ الٰہی کی تعمیل ہے ۔ کشف میں سراب و فریب کا امکان ، اور واجب التصدیق ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۲۳۱ کشف کا سمجھنا کافی مشکل ہے۔ صحیح کشف وہ ہے جو قرآن و سنت کی تائید میں ہو اور جس کی قرآن و سنت تصدیق کرے۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۲ آپ کی دلچسپی کے لیے کشف کی اقسام درج ہیں۔ عموماً کشف کی دو ہی قسمیں بیان کی جاتی ہیں کشف القلوب اور کشف القبور۔ حالانکہ کشف کے بے شمار درجات ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

کشف الاحیاء، کشف الجدید، کشف الصمد، کشف الوریدوغیرہ

الحمد للحی القیوم

۲۳۳ ادب کی اصل فرمان کی تعمیل ہے۔ محبت کا ادب محبوب کے ارشاد کی تعمیل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۴ قرآن کریم کا ادب قرآن کریم کی تعمیل ہے۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں کیا ہم قرآن کریم کا ادب کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۵ عشق فطرت بدل دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۶ اسلام کی سب سے بڑی صفت حیا ہے جس آنکھ میں حیا ہے اللہ کی آنکھ ہے، ہر آنکھ سے نرالی، شوخ و بے باک وہی آنکھ نور کے جمال کی مستی میں مدہوش ہے۔ جس طرف اُٹھ جاتی ہے دَم میں دَم آجاتا ہے۔ ہر دل کو موہ لیتی ہے۔ یہی آنکھ مومن کی تلوار ہے۔ اس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ آنکھ برق ہے۔ دلوں کا قرار چھین لیتی ہے۔ مہرِ جمال بھی ہے اور قہرِ جلال بھی۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۷ یہ راہ عاشقوں کی راہ ہے۔ لطائف و وظائف کی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۸ جس علم پر معلّم کو عبور حاصل نہیں
متعلّم کو کیونکر عبور ہو سکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۳۹ ایمان یقین ہے، جسے یقین ملا، اللہ ملا۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۰ یقین وہم کو کھا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۱ نکتہ چین کی ساری عمر نکتہ چینی میں کٹ جاتی ہے، جب کسی کام کا نہیں رہتا۔ اس کے پاس چلا جاتا ہے جو کسی کام کا نہ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۲ ہر تحقیق کے بعد تصدیق اور تصدیق کے بعد تقلید ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۳ جو ایک قول سے پھرا ہر قول سے پھرا۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۴ ہر عمل نُور، نُور قوت، اور قوت معراج ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۵ ہر عالم منوّر نہیں ہوتا لیکن ہر منوّر عالم ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۶ ہر عمل کو زندگی کا آخری عمل جان۔ یہ نصیحت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۷ کل کا فکر تیرے دل کی جمعیت کو منتشر کر دے گا۔ کل کی کسے خبر۔ آئے نہ آئے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۸ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مفتاح الخیر اور خیر مفتاح الجنت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۴۹ ہر بات عمل ہے۔ نیک بات نیک عمل اور بری بات برا عمل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۵۰ علم عشق اقرب تک پہنچا کر ختم ہو جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۵۱ قرب محبوب عام ہے، ہر شے کو حاصل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۵۲ ہر کسب کوشش، ہر کوشش توفیق اور ہر توفیق عطا ہے۔ بہترین کسب یہ کسب ہے۔ یہ کسب ہر کسب سے مشکل، اور یہی کسب ہر کسب سے آسان بھی ہے۔ جب عطا و بلا کی تیز اٹھی، آسان ہوا۔ یہ کسب روح کی راحت اور نفس کی مخالفت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۵۳ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ آپ اکثر یہ سنا کرتے ہیں کہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ نماز قائم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک آپ کوئی برائی اور بے حیائی کا کام نہ کریں آپ کی نماز قائم ہوئی۔

الحمد للحی القیوم

۲۵۴ اگر آپ بُرائی بھی کرتے رہے اور بے حیائی بھی تو کبھو نماز قائم نہیں ہوئی۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۵ ایک بُت کی عبادت کفر ہے، اپنے دل کا جائزہ لیں، کیا یہ بتوں سے خالی ہے؟

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۶ تو کعبے کا اور کعبہ تیرا پاسبان ہے۔ تیرا دل اور بُت کدہ، ——— حیرت ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۷ شریعت فطرت ہے، فطرت کے خلاف مت چل۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۸ دَم فطرت ہے، دَم مت روک۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۹ دل آئینہ ہے۔ ذرا سی ضرب سے چور چور ہو جاتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۰ سوچ صلاحیت کی اصل ہے، خود سوچ، غور سے سوچ۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۱ ہائے یاشیخ! برہمن بازی لے چلا۔ جو محویت برہمن کو بت کے سامنے ہے، ہمیں کعبہ میں بھی نہیں، برہمن کا معبود اس کے رُوبرو ہے۔ برہمن نے اپنے معبُود ہی کی عبادت کی۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۲ اے مسلم! تو اقوامِ عالم کا پیشوا تھا۔ آج سب سے پیچھے ہے۔ دین کا حارث تو تھا۔ تو نے اس کی بنیاد ہلا دی۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۳ کائنات کی ہر شے میں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کا ذکر) اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ حیّ القیوم ہے

الحمدللحی القیوم

۲۶۴ تیرے ایمان کا شیشہ نفاق کی شراب سے لبریز ہے۔ اس میں مستی کی بُو تک بھی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۲۶۵ قربِ نوافل احسان ہے اور یہی قرب مطلوب ہے اور ایک حد تک اختیاری ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۶۶ ہر شے دوسری شے سے تقویت حاصل کرتی ہے مراقبۂ معیت کی تقویت مراقبۂ موت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۶۷ جو دنیا کی حقیقت سے واقف ہوا، دنیا سے متنفر و بیزار ہوا۔ یہ معرفت کی ابتدا ہے۔
جو اپنی حقیقت سے واقف ہوا، بے کیف ہوا، پر کیف ہوا۔ یہ معرفت کا ریاض ہے۔
جو اُن کی حقیقت سے واقف ہوا، چُپ ہوا۔ یہ معرفت کی انتہا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

الحمدللحی القیوم

۲۶۸ روزی جب تک پاک رہی۔ اقوال و افعال پاک رہے۔ خیالات پاک رہے، برکت رہی، سطوت رہی، آدمیت کا احترام رہا، اکرام رہا۔

الحمدللحی القیوم

۲۶۹ رزق جب مشکوک ہوا، جائز و ناجائز کی تمیز اُٹھی، ہر شے رخصت ہوئی۔

الحمدللحی القیوم

۲۷۰ پھر کیا ہوا؟

گلستان کی کایا پلٹ گئی، جمعیت بکھر گئی، بحث آئی، تنقیص آئی اور برستان ملت کے ٹھکتے ہوئے

پھولوں کے لیے خزاں کا ایک دل سوز ساماں لائی۔
نرگس نے گردن جھکالی۔
گل کا ننھا سا دل گھائل ہوا۔
لالہ زار کی رنگت ماند پڑگئی۔
نیلوفر پانی میں کملا گیا۔
گیندے کی رخساریں پیلی پڑگئیں۔
یاسمین کی نکہت ماند پڑگئی۔
لالہ کا جگر داغدار ہوا۔
گلاب کی مخملی پتیاں مرجھاگئیں۔
سوسن نے خون کے آنسو بہائے
باغبان نے پیچ و تاب کھائے۔
مالی نے شور مچایا۔
ایک راہگیر نے دُعا دی تیرا یہ بوستان خزاں کے جھونکوں سے محفوظ اور سدا ہرا بھرا رہے۔
تیری ملت کا یہ بوستاں سدا پھلا پھولا رہے۔
یہ مہکتے ہوئے پھول اور مہکتی ہوئی کلیاں سدا بہار ہوں۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۷۱ چھوٹی چھوٹی اور غیر ضروری باتوں پر اتنی اتنی بحث، اتنی کڑی نکتہ چینی، اور اتنی تحقیق کی کہ بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ اور اتحاد جو اسلام کی روح ہے، کے پرخچے اُڑا دیے۔
ہر بات پر بحث، ہر بات پہ تنقید، ہر بات پہ نکتہ چینی، ہر کسی کو حقارت آمیز نگاہ سے

دیکھنا ہرگز اسلام کی تعلیم نہیں۔

جس طرح قیامت کے دن مقتول اللہ رب العالمین کے حضور استغاثہ کریں گے کہ قاتلین نے انہیں کیوں قتل کیا۔ اسی طرح اللہ کے دینِ اسلام کے مبلغ بھی اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کے حضور میں یہ مطالبہ کریں گے کہ انہیں تیرے بندوں نے تیرے گھروں سے تیرے ذکر سے کیوں روکا۔

مسجد اللہ کا گھر ہے، کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اللہ کے گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو، تو کس کا ہو؟ اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں کو اللہ کے گھروں سے اللہ کے ذکر سے نہ روکا کرو بلکہ ذکر کی تلقین کیا کرو۔

اوّل تو ایک مدت سے یہ میخانہ ہے ہی بند۔ اگر کہیں کسی نے اسے کھولنے کی کوشش کی تو اس کے گرد ہو گئے اور بُری طرح روکا۔

یا اللہ

تیرے ذکر کا یہ معاملہ تیری رحمت کا محتاج ہے:

نوجوان نوشال ہر میدان میں پیش پیش رہے۔ یہاں تک کہ تبلیغ کے میدان میں بھی بازی لے گئے حضرت صاحب نے مسجد میں ذکرِ الٰہی سے روکا تو مشتعل نہیں ہوئے، حلم کی حد کر گئے، بغیر توقع اخلاق کا نمونہ دیا۔ بات بات پہ درگزر کیا۔ لیکن وہ صاحب اپنی ہٹ پہ بضد رہے کہ:
میری مسجد میں کسی کو بھی ذکر کی اجازت نہیں دی جاسکتی، خاموش واپس لوٹ جاؤ ورنہ جھگڑا ہو جائے گا۔

نوجوان بولے:

• محترم: جس جھگڑے کی دھمکی دیتے ہو، ہم تو اسے مٹانے اور محبت پھیلانے نکلے ہیں، نہ کہ منافرت:۔ ہمارا آپ سے کس بات پہ جھگڑا ہونا ہے ہم آپ کو اللہ کا ایک

مقبول بندہ سمجھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، ہماری طرف سے کبھی بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی گستاخی کبھی نہ پاؤ گے "

نوجوان کا یہ فقرہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے، جب انھوں نے عرض کی کہ،

" آپ ہماری اصلاح فرمائیں اور ہماری کمی سے آگاہ فرمائیں تاکہ ہم اسے دور کریں۔
آپ اللہ کے دینِ اسلام کے عالم ہیں، ہماری اصلاح فرماکر ہماری دلجوئی فرمائیں، اور ہمیں مزید شوق سے سرفراز فرمائیں "

اس پہ وہ بولے:

" جب تک تم فلاں فلاں کو کافر نہیں کہتے، ہم کسی بھی طرح تم سے ملنے کو تیار نہیں۔
یہاں تک کہ سلام بھی کہنے اور سننے کو تیار نہیں "

اس پر بھی انھوں نے نہایت حلیمانہ انداز میں عرض کی کہ:

" محترم! ہمارے حضور اقدس و اکمل، اطیب و اطہر، روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ابھی یہ بات یہیں تک پہنچی تھی کہ انھوں نے بہت کچھ کہا اور وہ بے چارے اللہ اللہ کرتے اللہ کے گھر سے نہایت ہی بے قدری سے نکال دیے گئے۔ آخر میں آن سب نے الوداعی سلام کہا اور کہا کہ:

" حضرت صاحب! ہم نے زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ آپ کی خدمت میں رہنا تھا۔ آپ کے اس اخلاق سے ہمیں تو کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ البتہ اللہ کا دینِ اسلام ضرور اس سے نالاں ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۲ متوکل کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ اللہ کی مرضی ہی اس کی مرضی ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی

مرضی سے کسی بھی حرکت پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۲۷۳ دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہ ۔ اور مسافر کا کوئی وطن نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ کسی کا دوست یا دشمن ہوتا ہے ۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۲۷۴ مسافر راہگیر ہے۔
ذرا سی دیر کے لیے آیا۔ تھوڑی دیر ستایا اور چلا گیا اُسے کِسی کسی معاملہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ معاملات میں اُلجھا کرتا ہے ۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۲۷۵ کبھی راہگیر بھی راہوں میں دل لگاتے اور مکان بنایا کرتے ہیں۔
راہ گیروں کے مکان درخت ہوتے ہیں۔ وہی ان کے محل اور وہی ان کی تفریح گاہیں ہیں۔

ھ

نال پردیسی نیوں نہ لائیے بھاویں لکھ سونے دا ہووے
اک گئوں پردیسی چنگا، حبد یاد کرے تد رووے

الحمدُللحیّ القیّوم

۲۷۶ تیرا وطن گور ہے ۔
تُو اپنے اس وطن میں، جہاں کہ تُو نے سدا رہنا ہے، اپنے رہنے کے لیے ایک عالیشان محل تیار کر اور اپنی زندگی کی کمائی اس پہ لگا ۔
یہاں کے لیے ایک کُٹیا کافی ہے ۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۲۷۷　مسافرت، ترک کی اصل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۷۸　مسافر تارک ہے۔
تارکِ وطن، تارکِ ارض، اور تارکِ مکان۔

الحمدللحی القیوم

۲۷۹　مسافر کوئی مال اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، مگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات کی ایک گٹھی، جسے گردہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے۔ گویا مسافر کی ساری دنیا ایک گٹھی میں ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۸۰　مسافر متوکل علی اللہ ہوتا ہے۔ صبح کی تو شام کا اور شام کی تو صبح کا۔ نہ ذخیرہ کرتا ہے، نہ فکر اور نہ ہی زندگی کی اُمید۔

الحمدللحی القیوم

۲۸۱　جس طرح بچے کو ماں پر تکیہ ہوتا ہے، متوکل کو رحمٰن پر ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۸۲　تیری نظروں میں سونا اور مٹی یکساں ہو۔

الحمدللحی القیوم

۲۸۳　تجھے کھانے کو روٹی، پینے کو پانی، پہننے کو کپڑا، اور رہنے کو ایک کُٹی درکار ہے۔
اس کے سوا نہ کسی اور چیز پر تیرا کوئی حق ہے اور نہ ہی تجھے کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۸۴　اگر تو اپنا مال اپنی ضرورت کے مطابق رکھے۔
ضرورت سے زیادہ کوئی مال اپنے پاس جمع نہ کرے تو تیرا سارا وقت میرے

پاس کام ہی کے لئے ہو۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۵ ہر شے جو ضرورت سے زائد ہے فضول ہے۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۶ فضول مال کی حفاظت میں جو وقت لگا، فضول گیا۔ اپنا وقت یوں مت کھو۔ تیرے پاس وقت سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۷ دنیا میں مال کی کوئی کمی نہیں، ہر قسم کے مال کے ڈھیر لگے پڑے ہیں لیکن پھر بھی غریب پیٹ سے بھوکے اور تن سے ننگے مارے مارے پھرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۸ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام نے اپنے بعض بندوں کو مالوں کے انبار بخشے ہیں تاکہ وہ فراغت سے رہیں اور اپنے محتاج بھائیوں کو اس مال میں سے خیرات کرکے ثواب حاصل کریں۔

لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ کوئی مالدار کسی حاجت مند کو اپنے مال میں سے کچھ دینے کو تیار نہیں۔

پس یہ مال اس کے لیے عذاب کا موجب ہے۔

اللہ جل شانہ نے فرمایا؛

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ	اور جو لوگ بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں
بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ	اور جو مال اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے،
فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا	اسے چھپا چھپا کر رکھیں۔ اور ہم نے ایسے ناشکروں

مُّهِيْنًا ۝ (النساء: ۳۷) کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

الحمد للحی القیوم

۲۸۹ اگر مالدار اس معاملہ میں ذرا سی بھی نرمی برتیں، اور اس امانت کو حقدار تک پہنچا دیں تو دنیا میں کوئی محتاج نہ رہے، اور نہ ہی ان کے مالوں میں کمی واقع ہو۔

جو مال خرچ نہیں کیا جاتا، کسی نہ کسی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔

گویا بخل مال کو بھی لے جاتا ہے اور ثواب کو بھی۔ واللہ باللہ۔

اللہ جل جلالہ اور عم نوالہ نے فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ (آل عمران۔۱۸۰)

"جو لوگ بخل کرتے ہیں، اس مال سے، جو اللہ نے انہیں دیا ہے اپنے فضل سے، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ اُن کے لیے بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔"

الحمد للحی القیوم

۲۹۰ اپنے بھائی کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھ، اور ہر شے، جو بھی تیرے پاس ہے اپنے حاجت مند بھائی کو دے کر سرفراز ہو جا۔ کسی حاجت مند کو خالی مت لوٹا، کبھی مت لوٹا، یہی آدمیت ہے اور یہی اسلام۔

اللہ تبارک و تعالےٰ عز و جل ذو الجلال و الاکرام نے فرمایا۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ

(اے مومنو!) اور جو مال ہم نے تم کو دیا ہے، اس میں سے اس وقت سے پہلے خرچ

وَلَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ (منافقون : ۱۰)

کہ لوگوں میں سے کسی کی موت آ جائے، تو اس وقت کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہوتا ۔

الحمد للحی القیوم

۲۹۱ ہر مال جو بھی اس دنیا میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کا مال ہے، تو اس میں بخل مت کر اور نہ ہی اس کا مالک بن، مال کو مال کے حقداروں تک پہنچا۔ بے شک محتاجوں کی دعا میں تیری قسمت پلٹ دیں گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ط

(السبا : ۳۹)

الحمد للحی القیوم

۲۹۲ یہ مال آزمائش ہے، اس آزمائش میں پورا اتر۔

جیسے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ — "تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے"

(التغابن : ۱۵)

کسی مال کو اپنا مال مت جان، اور نہ ہی اسے اس کے حقداروں سے روک۔ اس مال کو محتاجوں تک پہنچا دے، بھوکوں کو کھلا دے، اور ننگوں کو پہنا دے۔

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۔ (الذاریات : ۱۹)

"یعنی ان (مالداروں) کے مالوں میں سوال کرنے والے اور (سوال نہ کرنے والے) مفلس کا

حق ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۹۳ یہ مال اللہ تبارک وتعالے عزوجل ذوالجلال والاکرام کا مال ہے۔ اور کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ "اور جو کچھ تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا" (الانفال، ۶۰)

الحمدللحی القیوم

۲۹۴ تیرے اس در پہ ترا لپال تیری مخلوق کو قیامت تک تقسیم ہوتا ہے۔ یہی ہم سب کی دعا ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اٰمین ثم اٰمین

الحمدللحی القیوم

۲۹۵ نہ معلوم سونے کی دنیا میں کیوں اتنی قدر ہے حالانکہ یہ نمائش و زیبائش کے سوا اور کسی کام نہیں آتا۔ اس کے مقابلے میں،

لوہا بڑی کارآمد چیز ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۹۶ ہر وقت جس کے بغیر زندگی کا گذارہ چل سکے غیر ضروری ہے۔
سونا اگر کسی کو کبھی نہ ملے تو کسی کا بھی کوئی کام کبھی نہ رُکے لیکن لوہا زندگی کا اہم جزو ہے۔
اس کی شاہ کو بھی ضرورت ہے اور گدا کو بھی۔ شیخ کو بھی اور برہمن کو بھی۔

الحمدللحی القیوم

۲۹۷ ملکی، قومی اور مذہبی ترقی کا انحصار تعلیم پر، اور تعلیم کا نصاب اور نصاب کا شخصیت پر موقوف ہوتا ہے۔ گویا تعلیم کے لیے نصاب اور نصاب کے لیے شخصیت کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔
قوم کی کامیابی کے لیے عوام کا تعاون ضروری ہے ورنہ کوئی ملک اور کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی

الحمدللحی القیوم

۲۹۸ بُرے کو ہر بات بُری معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ بُرا نہیں، بُرے کو ہی بُرا معلوم ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۲۹۹ ولایت نبوت کی، اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہے جو شئے نبوت، نے ناپسند کی، ولایت اسے کیسے پسند کر سکتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۰۰ شریعت کی پابندی، نفس کی عین مخالفت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۰۱ نفس کی سب سے مرغوب شئے شہرت ہے

الحمدللحی القیوم

۳۰۲ نفس کی مخالفت میں جو مقام ملامت کو حاصل ہے، کسی اور کو نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۳۰۳ نبوت کا ظاہری کام، احکام پہنچانا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۰۴ اتقا کا فخر زوال کی ابتدائی علامت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۰۵ گنہگار کو اپنے گناہوں پہ ندامت، اور متقی کو اپنے تقویٰ پہ فخر ہوتا ہے۔ ندامت کا مقام

فخر سے اعلیٰ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۰۶ سنت کا اتباع قوی و مستقیم عمل ہے، پہاڑ سے مضبوط، سمندر سے گہرا، ریگستان سے وسیع، آندھی سے سخت اور طوفان سے بھی تیز۔ ماشاءاللہ، جو اس سے ٹکراتا ہے، پاش پاش ہو جاتا ہے

الحمد للحی القیوم

۳۰۷ بادشاہ جب عوام کے مفاد سے غافل و بے خبر ہو کر ذاتیات میں معروف ہو جاتا ہے، بدل دیا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۰۸ مغل شہزادوں کی تباہی کا باعث آسائش و استراحت ہی تو تھا ورنہ جب تک وہ تیغ و سناں سے کھیلتے رہے، ساری دنیا میں تمکنت رہی۔ آسائش قوموں کی رسوائی اور تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے

الحمد للحی القیوم

۳۰۹ بابا آدم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور اماں حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۰ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت کے لیے اور اماں حوا کو آدم کی دلجوئی کے لیے بنایا۔ گویا عورت آدمی کے لیے اور آدمی اللہ کے لیے ہے۔ عورت گھر کی مالکہ اور منتظمہ ہے۔

گھر سے باہر اس کا کوئی کام نہیں۔

عورت اندر کے لیے ہے اور مرد باہر کے لیے۔

عورت جب بھی باہر نکلی، خرابی ہوئی۔

عورت کبھی حاکم نہیں ہو سکتی، مگر گھر کی

اور کبھی سلامت نہیں رہ سکتی، مگر گھر میں

اور کبھی ناظم نہیں ہو سکتی مگر بچوں کی
اور اسی لیے اس کو بنایا گیا ہے۔
عورت وزیر بنا کرتی ہے، بنا نہیں کرتی۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۱ علم اہم امانت ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی خیانت کبھی مت کر۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۲ تفنّنات کی اصل مال ہے۔ مال ختم، تفنّنات ختم۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۳ اس حال میں اللہ کو آج مرجانا ہے اور اس حال میں سو کو صبح نہیں اٹھنا۔ موت کا یہ مراقبہ کا یا پلٹ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۴ آدم کا انکار کفر اور تکبر شیطان ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۵ جو بندہ جس کام کے لیے پیدا ہوا ہے اُسے اسی قسم کا علم دیا جاتا ہے۔
لوہار کا یہ گُر کہ اسے جوتا بنانا نہیں آتا عیث ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۶ لوہار تلوار بناتا ہے، موچی جوتا۔
ہر صاحب فن اپنے اپنے فن میں ماہر ہے، نہ کہ ہر فن میں۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۷ جو چیز جس کے لیے ضروری ہوتی ہے دی جاتی ہے، جو نہیں دی جاتی سمجھے، اسے اس کی ضرورت ہے

اس لیے کہ کوئی مالک کسی کاریگر کو اوزاروں کے بغیر کبھی کارخانہ میں نہیں بھیجا کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۸ فقر انبیاء علیہم السلام کی وہ سنت مؤکدہ ہے جس پر کہ سید الانبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا۔

الحمد للحی القیوم

۳۱۹ جس فقر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا۔ آہ، ہم اس سے بیزار ہیں۔ یہ نسبت کیسی؟

الحمد للحی القیوم

۳۲۰ آج فقر سے بڑھ کر ہمیں کسی اور شے سے نفرت نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۲۱ درویش تارک الدنیا ہوتا ہے نہ کہ تارک السنت۔ تارک السنت گمراہ ہے، اگرچہ کوئی ہو۔

الحمد للحی القیوم

۳۲۲ خلافت عام ہے۔ کسب پر موقوف ہے، نسب پر نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۲۳ مشاہدہ یقین کو محکم کرتا ہے۔ یقین خواہ کتنا ہی بلند ہو، مشاہدے کا متمنی ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۲۴ انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز وقت ہے، اور کوئی عقل مند کسی قیمتی چیز کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۲۵ ہر دل ہر شے کا خزینہ ہے، اپنے دل سے پوچھ۔ بے شک دل کی تصدیق اللہ تعالیٰ

کی تصدیق ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۲۶ باطن امرِ مخفی ہے۔ کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۲۷ اللہ نے کوئی بھی شے بے فائدہ نہیں بنائی، ہرشے کار آمد و مفید ہے۔ تخلیق میں جو اہمیت لعل کو حاصل ہے، وہی سنگ کو، جو گُل کو ہے، وہی گِل کو۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۲۸ جب تک کوئی کسی گناہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔ گناہ سے نفرت نہیں کرتا اور جب تک نفرت نہیں کرتا، باز نہیں رہتا۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۲۹ جب بھی کسی پہ گناہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے متنفر ہو جاتا ہے اور جب متنفر ہو جاتا ہے تائب ہو جاتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۳۰ ایک سچی توبہ ساری عمر کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۳۱ یہ توبہ کوئی توبہ نہیں۔ اگرچہ ثواب سے یہ بھی خالی نہیں۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۳۲ ولایت کے بے شمار مدارج ہیں، تائب کی ولایت ابدی اور سب کی سردار ہے۔ توبہ کے دفتر میں تیری توبہ کا پہلا نمبر ہو۔

الحمدللحیّ القیوم

۳۳۳ دلوں کے علم دلوں ہی سے سیکھے جاتے ہیں۔ یہ علم وہبی ہے کسبی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۴ دلوں کے استاد دل ہوتے ہیں۔ دل ہی دلوں کو پڑھایا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۵ یہ شاہی سکّے، دل ہی کی ٹکسال میں ڈھالے جاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۶ بے کار، آخر بیکار ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۷ جس کار کا کاریگر حکم دے کر۔ ان کی حمد و ثنا مطلوب ہو تو اجر و عطا سے بے نیاز ہو کر اور اس انداز میں کر کہ تجھ پہ اُن کو ترس آئے، تیرا عجز، تیرا نیاز، تیرا نالہ، تیری زاری، تیری خودی تیرا سکوت، تیرا اشک، تیرا انتظار، تیرا عزم، تیرا استقلال، ان کی رحمت کو کھینچ لائے۔ یہی تیری بازی اور یہی تیرا کمال ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۸ ولایت نہیں۔ ولایت کا معیار حاصل کر۔

الحمد للحی القیوم

۳۳۹ خالق مخلوق کے ہر اس کلام کو جسے کہ متکلم نے عمل نمونہ دیا ہوتا ہے، لگا رخانۂ دہر میں مخلوق کی زبان پہ زندہ اور قائم رکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۰ اللہ مطلوب، زندگی منزل اور نفس مسافر ہے۔ مسافر جب تک سفر ختم نہیں ہوتا، بے آرام رہتا ہے۔ گویا زندگی منزل ہے اور نفس مسافر۔ اور کوئی مسافر، بوڑھا ہو یا جوان۔ کبھی راہ

میں ڈیرہ نہیں جماتا جب تک سفر ختم نہیں ہوتا۔ برابر چلتا رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۱ مرکر جینے والا کبھی نہیں مرتا۔ کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہتا ہے۔ تو یہاں رہنے نہیں رہنا سکھلانے آیا ہے۔ الحمد للحی القیوم

۳۴۲ وہ ترکِ دنیا تھی۔ یہ ترکِ تمنا
وہ ترکِ رنگ و بُو، اور یہ ترکِ ہستی ہے۔
گویا وہ آغاز تھا، یہ انجام، وہ خیال تھا اور یہ تکمیل۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۳ مستی نے جب نیستی کا لبادہ اوڑھا ہر شے سے دست بردار ہوئی، مستغنی ہوئی، بے نیاز ہوئی، اور جب بے نیاز ہوئی، کشمکش دہر سے آزاد ہوئی۔ مستی آئی اور ابدی ہستی لائی۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۴ **ترکِ دُنیا:**
بچوں کا کھیل نہیں، مردوں کا اکھاڑا ہے۔ اس میدان میں بڑے بڑے جوانمرد گھٹنے ٹیک گئے۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۵ زیادہ بولنا یا بالکل ہی چپ ہو جانا ایک ہی حال (مستی) کے دو مختلف انداز ہیں، البتہ چپ ہو جانا بولنے سے بہتر ہے۔ اگر منصور چپ رہتا کبھی سولی پہ نہ چڑھتا۔ اور اگر سولی پہ نہ چڑھتا عشق کی کتاب بے ذوق رہتی۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۶ تُو نے اے جانِ من! صرف سنا ہے، دیکھا نہیں۔ اگر تو محبت کے جلال کو دیکھ لیتا رونگٹے کھڑے ہو جاتے، اور جیتے جی کبھی نام تک نہ لیتا، نہ ہی کچھ کہتا۔ پھر اس نے کہا کہ ہم ایک مدت اپنے محبوب کے جلال کا تختۂ مشق بنتے رہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۷ اور یہ سب اس لیے ہوتا ہے، کہ ہر کوئی ان کی محبت کا دعویدار نہ بن بیٹھے

الحمد للحی القیوم

۳۴۸ ملاح جب کسی بھی طرح نہ مانا، وہ دریا میں کود پڑا

مرحبا۔ اے ہمتِ مردانہ مرحبا۔

مرحبا۔ اے جوشِ رندانہ مرحبا۔

موت و حیات سے بے پروا ہو کر دریا میں چھلانگ لگا دی۔

الحمد للحی القیوم

۳۴۹ "کسی کی اُمید پہ رکنا کوئی جوانمردی نہیں" یہ سوچ کر دریا میں کود پڑا۔

مرحبا۔ اے ہمتِ مردانہ مرحبا

تیری بلائیں دور اور تیری منزل نزدیک ہے۔

طوفان کی موجوں سے کھیلنے والے نوجوان کو ہاتف نے پکارا، اسے دلاسا دیا اور کہا:

اب کوئی طوفان تجھے ڈبو نہیں سکتا، نہ ہی تو کبھی ڈوب سکتا ہے۔ تیرے ڈوبنے کا وقت گزر چکا، اب کوئی موج تجھے ڈبو نہیں سکتی، یہ بے چارہ گرداب تیری ہمت کی بھلا کیسے تاب لا سکتا ہے، یہ سب کچھ ہے لیکن تیرے سامنے کچھ بھی نہیں۔ یا حیُّ یا قیّومُ

یہ موج تیرا کیا مقابلہ کر سکے، اور کیسے کر سکے، دریا کی دریائی تیری ہمت پہ نازاں اور تیرے عزم پہ قربان ہے۔ تیرا عزم دریا کی ساری دریائی پہ غالب ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۰۔ اگر اجتماع کمال ہوتا تو میرے مولا، میرے آقا، میرے مخدوم، میرے صابرؒ کی مجلس کبھی برخاست نہ ہوتی۔

حال یہ تھا کہ شمس الارض شمس الدین ترکؒ کے سوا کسی کو بھی باریابی نصیب نہ ہوئی، یہاں تک کہ بعد وصال بھی کسی کو حاضری کی جرأت نہ ہو سکی، جنگلی درندے ہی آپ کی دربانی پہ مامور رہے

اگر شہرت کمال ہوتی تو حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ (عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) قرن کے ایک سنسان جنگل میں اپنے بھائی کے اونٹ چرا کر چپ چھپ کر بھٹ نہ لگاتے

اگر عبادت کمال ہوتی، شیطان کبھی مردود نہ ہوتا۔

اگر تقویٰ کمال ہوتا، برصیصا کبھی راندا نہ جاتا۔

ندامت کا لبادہ اوڑھ کر محبوب کی ناز برداری کمال اور محبوب کے فراق میں گھلنا کمالِ کمال ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۱ اہلِ طریقت، اہلِ وفا، اہلِ محبت اور اہلِ جستجو رات کو نہیں سوتے، ساری رات کبھی نہیں سوتے، نہ ہی انہیں رات بھر سونا زیب دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۲ نفع دینے والے علم سے مراد وہ علم ہے۔
جو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع دے۔

ے گزارتے۔

دنیا میں عزت و ایمان کا موجب ہو اور آخرت میں نجات کا۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۳ کفر اسلام کی ضد ہے۔ نہ کبھی ایک فیصلے پہ متفق ہو سکتا ہے، نہ ایک مرکز پہ متحد۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۴ طلب و تمنا سے دستبردار ہو کر، بے نیاز کی ناز برداری محبت کا ایک کمال۔ بے پروا کی بے پروائی سے بے پروا ہو کر ان کی محبت کے فراق میں گھلنا کمالِ کمال ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۵ ہر شے کی تکمیل کے لیے مادی ہو یا رُوحانی، مقدار کی مناسبت لازمی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۶ خدائی کاموں سے خدائی طاقت پیدا ہوتی ہے اور خدائی طاقت ہی سے بندہ خدا تک پہنچا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۷ ہر بندہ کو ہر کام میں کامیاب ہونے کے لیے خدائی طاقت درکار ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۸ کوئی بندہ جب کسی خدائی عادت کو اپنا لیتا ہے خدا اسے اس کے مثل خدائی طاقت عطا فرما دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۵۹ خدا ہی کی توفیق سے بندہ خدائی کام کر سکتا ہے۔
خدا سے توفیق مانگ۔

الحمد للحی القیوم

۳۶۰ ہر کسی کی قسمت میں کام نہیں ہوتا۔ کام کسی قسمت والے ہی کو ملا کرتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۱ جسے کام ملا اُسے ہر شے ملی، اور سب کچھ ملا۔ الحمد للہ

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۲ انعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر کام میں محو ہو۔ کام بذاتِ خود ایک انعام ہے۔
کاریگر اپنے کام میں محو ہو کر کام کے سوا کسی اور فکر میں کبھی متفکر نہیں ہوتے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۳ اہلِ فن کبھی متفکر نہیں ہوتے۔ کوئی حادثہ کسی اہلِ فن کو کبھی متفکر نہیں کر سکتا۔ فن کار کا استغراق ہر فکر پہ حاوی ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۴ جب تک کوئی فن کار کلیتاً اپنے فن کی دھن میں ہمہ تن محو و مستغرق نہیں ہوتا باثر انہیں ہوتا۔ یہ تمام ایجادات روحانی ہوں یا مادی، فکر ہی کی بدولت اور فکر ہی کا حاصل ہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۵ تو اپنے کسی کام پہ نازاں مت ہو، کام لیا جاتا ہے، کیا نہیں جاتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۶ کوئی زمانہ کسی صفت سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔
ہر زمانہ ہر صفت سے متصف ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۶۷ حال ماضی کا شاہد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۶۸ جو صفت ماضی میں تھی، حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں، ماضی میں بھی نہ تھی۔

الحمد للحی القیوم

۳۶۹ جس طرح عشرہ مبشرین کے سوا کسی بندہ کی بابت کوئی قطعی جنتی ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اُسی طرح صحابہ کرامؓ کے بعد کسی بندہ کی بابت بھی کوئی بندہ یہ فتویٰ نہیں دے سکتا کہ بے شک اللہ اس پہ راضی ہوا۔ اگرچہ کوئی بھی زمانہ اللہ کے اُن بندوں سے کہ جن پہ اللہ راضی ہوا کبھی خالی نہیں ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۳۷۰ کیا اتنی بڑی مخلوق میں سے اللہ اپنے کسی بھی بندہ پہ راضی نہ ہوا؟ یا کوئی بھی بندہ اپنے اللہ کو راضی نہ کر سکا؟

بے شک اللہ اپنی مخلوق میں سے بہت سے بندوں پہ راضی ہوتا ہے اگرچہ ہر بندہ پہ نہیں

الحمد للحی القیوم

۳۷۱ ماحول بدل ؛

ہر انسان ماحول ہی کے ماتحت پرورش پاتا ہے۔ انسانی تربیت میں جو اہمیت ماحول کو حاصل ہے کسی اور تعلیم کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۷۲ جب تک کوئی اپنا ماحول نہیں بدلتا، یا جب تک اللہ کسی کا ماحول نہیں بدلتا۔ کوئی نہیں بدلتا۔

الحمد للحی القیوم

۳۷۳ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ
یہ جلیل القدر کلمہ معرفت کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۴ احوال و مقامات اسی کے تصور کی پختگی کے مختلف مدارج ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۵ گویا تیرا یہ تسلیم کرنا کہ تو کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی اپنی مرضی کے مطابق کچھ کرنے پہ قدرت رکھتا ہے۔ تیری نیستی کی دلیل ہے۔ اور یہ نیستی اگر دل سے ہو، عین بندگی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۶ جس نے بھی اللہ کی پرواہ کی، ماسوا سے بے پرواہ ہوا۔ اللہ کی پرواہ ہر پرواہ سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۷ زُہد کا ناز، زاہد کو عاجز بننے نہیں دیتا۔
عجزِ عبُودیت کا وہ فخر ہے جس پہ کہ معبُود کو ناز ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۸ جس قدر گنہگار اپنے رب سے ڈرا کرتا ہے، زاہد نہیں ڈرتا اس لیے کہ گنہگار کو اللہ کے سوا کسی کا کوئی آسرا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی لاگو ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۷۹ گناہ اگرچہ بُری چیز ہے، بڑی چیز ہے، ایک گناہ سارے مان توڑ دیتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۸۰ کعبہ سجدہ گاہ ہے ـــــــــ رب معبود

کعبہ دور ہے ـــــــــ رب حضور

کعبے کا کا اتنا ادب ـــــــــ اور رب کی پرواہی نہیں

الحمد للحی القیوم

۳۸۱ جس کی بنیاد نفاق پہ رکھی گئی ہو اُس میں محبت کا پھول کبھی کھل نہیں سکتا۔ اور محبت قوموں کی زندگی کی روح رواں ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۲ اگر کوئی کسی سے ایک نیکی کرے اور پھر عمر بھر بدی کرتا رہے۔
مرد وہ ہے جو اس کی ایک نیکی کو ہمیشہ یاد رکھے، کبھی فراموش نہ کرے، اور اس کی تمام بدیاں فراموش کر دے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۳ محبت کبھی نفرت میں تبدیل نہیں ہوتی۔ جو محبت نفرت میں تبدیل ہو سمجھو صفاتی تھی اگر ذاتی ہوتی، اٹل ہوتی، کبھی نہ بدلتی۔
اس لیے کہ محبوب کی بے رُخی محب کی محبت پہ بے اثر ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

جسے بقا حاصل ہو جاتی ہے، قیامت تک زندہ اور باقی رہتا ہے۔
اس کا حکم ربّی حکم ہوتا ہے۔
اور ہر مخلوق، ارضی ہو یا سماوی، بری ہو یا بحری، نوری ہو یا ناری اُس کے حکم کی تعمیل کرتی ہے

ماشاءاللہ

الحمد للحی القیوم

۳۸۵ قدر نقل اور بے قدری اصل مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۶ جس کا جتنا بلند مقام ہوتا ہے اتنی ہی اس کی اس دنیا میں بے قدری ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۷ یوسف علیہ السلام جب تک مصر کے بازار میں نہ بکے، مصر کے بادشاہ نہ بنے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۸ ہر بے قدری میں اعلیٰ درجے کی قدر پوشیدہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۸۹ جو راحت بےقدری میں حاصل ہو، ابدی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۹۰ یہ بے قدری تیری نہیں نفس کی ہے اور ہر نفس جب تک وہ مزکی نہیں ہوتا بے قدر اور بے قدری ہی کا مستحق ہوتا ہے۔ ہر نفس مکار، عیار اور سرکش ہے۔ کوئی تہذیب کسی نفس کو مہذب نہیں بنا سکتی مگر بے قدری۔

اور بے قدری

تزکیۂ نفس کے لیے بہترین تہذیب ہے۔ بے قدری ملامت ہی کا دوسرا نام ہے

اور ہر نفس،

کرامت کا طالب ہے، ملامت کا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۳۹۱ علم قال میں اور عشق حال میں مصروف ہے۔ قال دردِ سر اور حال دردِ جگر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۳۹۲ جس طرح ہر انسان اپنے رہنے کے لیے گھر، کھانے کے لیے خوراک اور پہننے کے لیے لباس کا آپ ذمہ دار ہے اسی طرح ہر انسان اور ہر قوم اپنی اصلاح کی بھی آپ ہی ذمہ دار ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۳ جب کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا تہیّہ کر لیتی ہے اللہ اسے اُسی وقت ضروری اسباب عنایت فرما دیتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۴ جس آدمی یا قوم نے دنیا میں ترقی کی، اسی اصول کے ماتحت کی کسی دوسرے کو کسی کے لیے کوئی عمارت کے بنانے کی کیا ضرورت۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۵ جب تک کوئی آدمی یا قوم اپنی اصلاح کا عزم بالجزم نہیں کرتی کوئی دوسرا کبھی کچھ نہیں کرسکتا۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۶ انسان خود ہی اپنی پسند کی عمارت تعمیر کیا کرتا ہے، کوئی دوسرا اس کے لیے اس سے بہتر عمارت نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح اپنی ہی پسند کا کھانا اور لباس پسند کرتا ہے۔ کسی دوسرے کی پسند کبھی پسند نہیں کرتا۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۷ اصلاح کا جذبہ ہر جد وجہد کا، انفرادی ہو یا اجتماعی، راہنما ہوتا ہے اور ہر معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی، پوری راہنمائی کرتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۳۹۸ اصلاح میں جو اہمیت جذبے کو حاصل ہے، کسی اور عمل کو نہیں۔

الحمدللہ الحق القیوم

۳۹۹ قابلیت قوم کا بہترین سرمایہ، اور یہی قوم کی معمار ہوتی ہے۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۰ انتخاب و عنایت کسب کی قابلیت پہ ہو نہ کہ نسب پہ۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۱ قومی تعمیر میں نسب کوئی چیز نہیں۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۲ قومی فخر کا معیار و مدار کسب پہ ہوتا ہے نسب پہ نہیں۔ بالکل نہیں

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۳ قابلیت انسان کی وہ سفارش ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا یہ کسی اور سفارش کی محتاج نہیں۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۴ قابلیت کی تحسین فنکار کی وہ دل جوئی ہے جس کی برابری کوئی اُجرت نہیں کر سکتی۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۵ اور بے قدری فنکار کو سست اور لاپروا بنا دیتی ہے۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۶ گویا تحسین بہترین اُجرت اور تحقیر بدترین بے قدری ہے۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۰۷ صاحبِ فن تحسین و تحقیر سے بے نیاز ہو کر اپنے فن ہی کی تکمیل کے لیے اپنے فن میں مشغول

ہوا کرتے ہیں۔
اور یہ مقام ہر فنکار کا نہیں، اہلِ فن کا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۰۸ جس فنکار کا فن بین الاقوامی اہمیت کا امین ہوتا ہے اُسے اللہ اُجرت کی ندامت سے مبرا رکھتا ہے۔ کسی فن کار کے فن کی عالمگیر مقبولیت بہترین اُجرت ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۰۹ حضرت شیخ صنعان یکتائے زمانہ تھے۔

ساری دنیا میں چالیس ابدال ہوتے ہیں، اس زمانہ کے چالیسوں ابدال آپ ہی کے مرید تھے، جب حج کی راہ میں چلے، ان پر ایک حال طاری ہوا، اور سفر ترک کر کے وہیں راہ میں بیٹھ گئے۔ آپ کے ہمراہ انتالیس ابدال تھے انھوں نے ہر چند سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ ایسا نہ کریں، کعبے کو چلیں۔ آپ پر حال کا غلبہ تھا۔ فرمانے لگے کہ:
"کعبہ اب وہاں نہیں رہا، یہاں آگیا ہے"
آخر مایوس ہو کر وہ کعبے کو چل دیے، جب کعبے میں پہنچے، اور اپنے اس چالیسویں ساتھی سے جو ان سب کا سردار تھا، اور کسی وجہ سے اُن کے ساتھ نہ جا سکا تھا، ملے اور شیخ صاحب کا سارا ماجرا بیان کیا تو انھوں نے ایک وہ بات کہی جو قیامت تک اہلِ طریقت کے لیے مشعلِ راہ ہے، آپ نے فرمایا:
دوست کو اکیلے چھوڑ کر کیوں یہاں آئے۔ دوست کے ساتھ کیوں نہ رہے۔ دوست کے ساتھ کافر ہو جانا، دوست کو جنگل میں اکیلے چھوڑ کر کعبے میں آنے سے بہتر تھا، تم نے دوستی کے نام کو لاج لگا دی، دوست بھی کبھی دوست

کو تنہا چھوڑ کر کہیں جایا کرتے ہیں۔ اور پھر اس حال میں۔

(طریقت کے ایک اہم سوال کے جواب میں)

الحمد للحی القیوم

۴۱۰ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق کسی مخلوق پہ کسی قسم کے تصرف و تسلط کی کوئی قدرت رکھتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔ مخلوق مخلوق پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا آبی مگر اللہ کے حکم سے! ورنہ ہر طاقت ور کمزور کو کھا جاتا۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۱ جب تک حکم نہیں ملتا کوئی ذرہ کسی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۲ تیرے حضور میں دنیا ذلیل ہوا کرتی تھی لیکن آج تو اس کے حضور میں ذلیل ہے۔ آہ

الحمد للحی القیوم

۴۱۳ تو اسے ایسا منہ کے بل گرا کہ دوبارہ اُٹھنے کی طاقت ہی نہ رہے۔

یہ مردانگی ہے

الحمد للحی القیوم

۴۱۴ جسے تو حلال سمجھتا ہے، مُردار ہے۔ اور کسی کی کوئی دلیل۔ مردار کو پاک نہیں کر سکتی۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۵ تُو قوم کا راہنما تھا۔

اگر جیسے تو کہتا ہے، کرتا۔ قوم تیرے قدم چُومتی۔

قوم اب بھی تیری قدر دان ہے۔

تو جو کہتا ہے، حق ہے لیکن جو کہتا ہے، کرتا نہیں۔ تیرا فعل تیرے قول کے خلاف ہے

یہی وجہ ہے کہ تیری خطابت دین کے شیرازے بکھیرے جارہی ہے۔ کاش! تو چپ ہوتا، ملت پرور ہوتا نہ کہ ملت شکن۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۶ اُس نے کہا:

میں تیرے کرم کا محتاج اور تیری رحمت کا امیدوار ہوں! تو اپنی اس مملکت پہ اپنی رحمت کی بارش برسا، اور کرم کے دریا بہا۔ بے شک تیرا کرم مکمل اور تُو کریم بے مثل ہے۔ آمین

الحمد للحی القیوم

۴۱۷ اے قوم:

تجھے کائنات کی تربیت کا معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تو کائنات کا معلم ہے، نہ کہ کائنات تیری۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۸ تیرے ملک میں نہ کوئی غیر مدرسہ ہو، نہ مطب۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۹ زحمت جب اُٹھالی جاتی ہے تو کوئی نحوست باقی نہیں رہتی۔

یہ مدرسہ فرنگی زحمت کی نحوست ہے جسے کہ وہ یہاں چھوڑ گیا۔ گریا زحمت اگرچہ اٹھ گئی نحوست اب بھی باقی ہے۔

اے قوم:

تو اس نحوست کو اپنے ملک سے مٹا، اور ضرور مٹا۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۰ فرنگی کے اس مدرسے کو بند کرنا تیرے بس میں ہے۔ تو اپنے بچے کو مت بھیج۔ بس بند ہے

کسی کو بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اور بالکل نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۴۲۱ جو خوبی ان میں ہے تو اپنے میں پیدا کر۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ تاکہ وہ تیرے مدرسے میں آئیں جیسے کبھی آیا کرتے تھے۔

الحمدللحی القیوم

۴۲۲ روزی روز ملتی ہے، ہر ذی روح کو ملتی ہے، ضرورت کے مطابق ملتی ہے اور روزی کا رازق مطلق اللہ ہے۔

روزی کھانے کے لیے کسی کی بھی کم نہیں ہوتی۔ جمع کرنے کے لیے کم ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۲۳ **جُہدُ البقا**

یعنی حیاتِ جاودانی کی جدوجہد آخری دم تک جاری رہتی ہے۔ کبھی کم نہیں ہوتی۔ کبھی ختم نہیں ہوتی۔

عمر جذبے پہ کوئی اثر نہیں رکھتی۔

جذبہ عمر پہ پورا اثر رکھا کرتا ہے۔

ماضی کے اس قول کی حال نے ہر حال میں تائید کی، تصدیق کی کہ مومن کا جذبہ ہمیشہ قائم اور زندہ رہتا ہے۔

ہر کسی نے ہر میدان میں یہی کہا کہ :

عمر۔ اگرچہ گزر چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

جوانی۔ اگرچہ ڈھل چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

قوت۔ اگرچہ گھٹ چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

حوصلہ۔ اگرچہ پست ہو چکا ہے، پھر بھی باقی ہے
جوشش۔ اگرچہ سرد ہو چکا ہے، پھر بھی باقی ہے
تمنا۔ اگرچہ مٹ چکی ہے، پھر بھی باقی ہے
اُمید۔ اگرچہ ٹوٹ چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

اور

یہ باقی سدا باقی رہے۔ یا باقی! آمین۔

الحمد للہ القیوم

۴۴۴ تونے اپنی مخلوق کی صلاح و فلاح کے لیے کیا کیا جتن کیے۔ کیسے کیسے رنگ بدلے۔ کس کس روپ میں پرگٹ ہوا۔
کبھی نبوت، کبھی رسالت، کبھی امامت اور کبھی ولایت
تیری ہر طرز نرالی اور عقل سے بعید تھی۔
کہیں سالک، کہیں مجذوب، کہیں غازی، کہیں شہید۔
تیرے سارے سروپے میں یہ رنگ اور وہ رنگ نہایت دلکش اور دلآویز ہے۔ تیرا کربلائی رنگ کتنا گہرا اور رقت آمیز تھا۔
تیری مخلوق تیرے ہی وسائل سے ہر میدان میں تیرے ہی مدِمقابل رہی اور تو خاموش رہا۔
قدرت کے باوجود کسی کی قوت سلب نہ کی، نہ ہی کسی پر اپنی ہیبت طاری کی۔
مخلوق کے ہر معرکے میں تیری رحمت تیرے غصے پر حاوی رہی تیرے جلال کے آگے تیرے جمال نے پردے تان دیے اور حلم نے درگزر فرمایا۔
واہ سبحان اللہ تیری شان! ذوالجلال والاکرام! تو کتنا بڑا رب اور ہم کتنی ناشکری مخلوق ہیں۔ کسی نے بھی اور کسی نعمت پہ تیرا شکر نہ کیا۔ تیری عنایت کو اپنی کوشش

سے منسوب کیا۔
اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچی تو تیرے ذمہ کی۔ خود بری الذمہ رہا۔
بے شک تیری شان وراء الوریٰ اور تیری حکمت بعید از عقل ہے۔
یہ مقالات کتاب سے نہیں، ام الکتاب سے نقل کیے جاتے ہیں۔
اور ان کا راوی یہ راقم الحروف نہیں، راقم الحروف کا ہادی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۵ غلام اگر وفادار ہو۔ مالک کا قائم مقام ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۶ سعد

مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کا جانثار غلام تھا۔ شہزادۂ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوا۔

مَرحبًا مکرمًا مشرفًا

سعد شہادت کی سعادت سے مسعود ہو کر اہلِ بیت میں شمار ہوا اور اس سے بڑھ کر کوئی اور درجہ نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۷ اسی طرح،

فیروز۔ شہزادۂ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا وفادار تھا۔ حضور کے ہمراہ شہید ہوا۔

مرحبًا مکرمًا مشرفًا

فیروز کا شمار اہلِ بیت میں ہوا اور یہ عطاکی حد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۸ ہماری پیاس دریا بھی نہ بجھا سکا۔ اگرچہ ہم سالہا سال اُس کے کنارے کھڑے رہے۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۲۹ دریا میں پانی کی کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن ہر کوئی دریا سے پانی پینے کی جرأت نہیں رکھتا۔ پھسلنے گرنے اور ڈوب مرنے کا اندیشہ لاحق رہتا ہے۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۰ ہم مذہب کے لیے جھگڑتے ہیں۔ مذہب کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل کرتے، کسی بھی قسم کی کوئی بے لذتی کبھی پیدا نہ ہوتی۔
محبت کا دَور دَورہ ہوتا۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۱ عورت کی عقل خام اور حکم ناقص ہوتا ہے۔ کبھی حاکم نہیں ہو سکتی۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۲ جس نیک بخت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، بمنزلہ صحابی ہے

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد ہر زمان میں بمنزلہ حدیث ہے۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۴ آدمی ذکر نہیں کرتا اور شکر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی حال میں خوش نہیں رہتا۔ نہ شاہی میں خوش رہتا ہے، نہ گدائی میں ہر آدمی جس بھی حال میں ہے بے قرار ہے۔
اور یہ بے قراری ترکِ ذکر ہی کے باعث ہے۔
یہی ناشکری کی سزا بھی ہے، جو ہم سب کو مل رہی ہے۔

الحمدُ للحی القیوم

۴۳۵ کسی کا کوئی حیلہ کسی کے حال کو کبھی بدل نہیں سکتا۔
کسی کا بھی کوئی حیلہ کسی کے حال کو کبھی بدل نہیں سکتا۔
پیر ہو یا فقیر، مُلّا ہو یا صوفی۔

الحمدللحی القیوم

۴۳۶ ہر حال میں شکر کر، نہ کر شکوہ۔ اس لیے کہ کوئی بھی حال حکمت سے خالی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۴۳۷ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق کسی مخلوق پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ اللہ کے حضور میں ہر مخلوق مجبور و محکوم ہے۔
کوئی کسی پہ کسی کو نہ مسلط کر سکتا ہے، نہ مسترد مگر اللہ کے حکم سے۔

الحمدللحی القیوم

۴۳۸ قرآن کی حقیقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور
سنّت نبوی کی حقیقت، فقرِ حیدری ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۳۹ بھنگ پی کر بھنگڑا مارنا فقرِ حیدری نہیں۔ فقرِ حیدری کی توہین ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۴۰ سنّت نبوی کی کامل اتباع فقرِ حیدری ہے
اللہ کی قسم اے جانِ من! سنّت نبوی کی کامل اتباع ہی فقرِ حیدری ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۴۱ یہ محل، یہ ذخیرے، یہ تقریبیں، یہ تفریحیں، سنّت نبوی کی اتباع نہیں، صریح خلاف ورزی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۴۲ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کھجور کی چٹائی پہ گزاری ۔ اور کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا نہ ہی کبھی کوئی فاخرہ لباس پہنا ۔ اور یہ ترک ، سنت مؤکدہ ہے ۔
جس پہ کہ ہم میں سے کسی کو کبھی گزر نہیں ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۳ کسی نے تیرے کسی پیراہن کو کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا ۔ حالانکہ یہ سنت مؤکدہ ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۴ اگر سالن ختم ہو جائے تو مہمان ۔ اگر روٹی نہ ہو تو میزبان ذمہ دار ۔
طریقت الاسلام کی معروف درس گاہوں میں ، ایک دوسرے سے ورروٹی کھانے کا کام دستور ہوتا ہے ۔
ہم اپنی زبان میں یوں کہا کرتے ہیں کہ ،

دال مُک جائے تے کھان والے دا قصور
روٹی مُک جائے تے کھلان والے دا قصور

الحمد للحی القیوم

۴۴۵ اے مُسلمان :
تو اپنے مقام سے بے خبر ہے تو اللہ کی وہ مخلوق ہے کہ دنیا میں جب جیتا ہے تو تیری کامیابی کے لیے کائنات کی ہر شے دعا کرتی ہے اور تجھ پہ رحمت بھیجا کرتی ہے ۔
یہاں تک کہ کیڑی بھی تیرے مقام سے بے خبر نہیں ۔ اور جب تو مرتا ہے تو کائنات کی ہر شے تجھ پہ روتی ہے ۔ زمین روتی ہے ، آسمان روتا ہے ۔
افسوس ! آج تو غفلت کی گہری نیند سو رہا ہے اور کسی بھی آواز سے نہیں جاگ رہا ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۶ اے مسلمان : کیا تجھے یہ نہیں پتہ کہ :

تجھے مٹانے کے لیے اللہ کے دشمن صدیوں سے تیرے در پے ہیں۔ کیا تو نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ ساری دنیا کی ساری طاقتیں تجھے مٹانے کے لیے ایک مرکز پر متحد ہیں، لیکن تو کسی بھی طرح مٹ نہ سکا :

تو توحید و رسالت کا علمبردار ہے، تو مٹ سکتا ہی نہیں اور نہ ہی کوئی کبھی تجھے مٹا سکتا ہے۔ اللہ کے دین اسلام کی دشمن طاقتیں تیری تاک میں ہیں اور گھات میں ہیں۔ وہ تجھے کبھی مٹا نہیں سکیں۔

اس لیے کہ :

تو مٹنے کے لیے نہیں، مٹانے کے لیے آیا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۴۷ ایک صاحب، ایک صاحب کی لکھی ہوئی ایک کتاب لے کر ایک صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تبصرے کی فرمائش کی۔ انہوں نے کہا کہ :

دین اللہ اور اللہ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اگر اس میں کوئی کمی ہو تو بتا۔ آپ کی اس کتاب کا مصنف آپ ہی کی مانند ایک عالم ہے، رسول نہیں۔ ہر عمل کا دار و مدار نیت پر موقوف ہوتا ہے یقیناً اُن کی نیت میں قطعی گستاخی نہ تھی۔ اگر کسی عبارت میں کوئی کمی ہو، اللہ اسے معاف کرے۔ اللہ ہر کمی کو پورا کرنے پر قادر ہے، اتنے ضخیم مسودے میں اگر سہواً کوئی کمی ہو تو اسے گستاخی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ ابتلاء کا دور ہے۔ اس دور میں اگر اس راگ کو بند کر دیا جائے، رحمت کی اُمید ہے۔

دین اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور ساری خدائی کے لیے ایک اور قیامت تک کے لیے ہے اور دین میں کوئی کمی نہیں

ہر لحاظ و اعتبار سے کامل و اکمل ہے۔ کیا یہ دین کافی نہیں ؟
مذہب بندوں کی طرف سے ہے ۔ ایک دوسرے سے مختلف ہے ۔

چار مذاہب معروف ہیں

چاروں کے مقلدین سیدھی راہ پر ہیں ۔ اس سے زیادہ ہم نے کسی بھی بحث میں نہیں اُلجھنا ، اور یہ ختم الکلام ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۸ اللہ کا بندہ اللہ کے ذکر و طاعت میں مصروف و مشغول ہو کر اللہ کی مخلوق کا خیر خواہ ، دعا گو اور خادم ہوتا ہے ۔ لیکن خالق و مخلوق کے مابین مخل نہیں ہوتا ۔ قدرت کو حکمت اور حکمت کو اللہ کی طرف سے بھلائی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے والا ہوتا ہے ۔ معترض نہیں ہوتا ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۹ کسی ملک کی بین الاقوامی شہرت میں صنعت ایک اہم کردار رکھتی ہے ۔
چاند مارکہ لالٹین کی قیمت تین روپے ہے اور شاید ہی کیس تین دن سے زیادہ چلی ہو ۔ دوسرے نہیں تو تیسرے دن تو ضرور ہی بھک بھک کر کے بجھ جاتی ہے ۔
اور یہ ہماری پچیس سالہ صنعتی جدوجہد کا حاصل ہے ۔ اگر اس کی پائیداری بین الاقوامی معیار کی ہوتی پھر اگر اس کی قیمت تیس روپے بھی ہوتی تو لینے والے کو اتنا قلق نہ ہوتا ۔ ایک بار لیکر ایک مدت اطمینان سے جلاتا ۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۰ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ
اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے ۔
جب کسی کے دل میں اتر جاتی ہے ، گھر کر لیتی ہے ۔

پھر اس میں کسی اور شے کی نہ گنجائش رہتی ہے، نہ ضرورت۔
سورفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔
اسی میں جلال ہے، اسی میں جمال۔
اس میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی۔
عزت بھی ہے، منزلت بھی۔
قوت بھی ہے، جبروت بھی۔
بسم اللہ کی ’ب‘ کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے اُبلا کرتے ہیں اور اللہ کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے۔

جب یہ نازل ہوئی

شیطان نے اپنے سر پہ خاک ڈالی اور اس پہ پتھر برسائے گئے۔
اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ:
جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، برکت ہوگی۔
جس بیمار پہ پڑھا جائے گا، شفا ہوگی۔
جو اسے پڑھے گا، جنت نصیب ہوگی۔

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

ہم سے پہلے کسی بھی اُمت پہ یہ پوری اور ہمیشہ کے لیے نازل نہ ہوئی۔ یہ شرف اس اُمت ہی کو حاصل ہے۔

الحمدللہ القیوم

(باقی کسی دوسری مجلس میں)

انوارِ مجلسِ ثانیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

۴۵۱ جب تو نے ہر کام اور کلام سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہا تو گویا اقرار کیا کہ تو اس کام اور کلام کو شروع کرتا ہے اپنے اس رب کے نام سے جس نے کہ تجھے اور کائنات کی ہر شے کو پیدا کیا اور وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ پس بے شک تیرا رب تجھ پر خوش ہوا، اس لئے کہ تو نے یاد کیا اپنے رب کو، اس کی بہترین صفت سے، کہ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۲ پس کھول دیئے تیرے رب نے وہ دروازے جو بند تھے، اور ڈال دی اس کام اور کلام میں جسے کہ تو کرنے لگا ہے، ہر قسم کی برکت۔ اور دور فرما دی ہر بُرائی جو کہ اس کام اور اس کلام میں تھی۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۳ چونکہ کائنات کی ہر خیر و شر کا واحد رب اللہ ہے۔ پس کیوں کر کوئی شے حائل ہو تیری راہ میں جب کہ شروع کیا تو نے وہ کام، یا کوئی کلام ساتھ نام رب سب کے۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۴ بے شک اسمِ اعظم ہے یہ اسم اور جوہر ہے سارے قرآن کریم کا۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۵ ہر صفت اللہ ہی کی صفت ہے۔ رحمٰن و رحیم ہر صفت سے بہتر صفت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۶ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے لائق و سزاوار ہیں۔ وہ اللہ جو رب ہے ہر شے کا، رحمن و رحیم ہے

الحمد للحی القیوم

۴۵۷ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کی مفتاح سورۃ الفاتحہ سے کی اور قرآن کی مفتاح بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ کو بنایا۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۸ یوں کہ تو ان باتوں کو بلا سوچے سمجھے یونہی پڑھے چلا جا رہا ہے، اس لیے تو اس کی عظمت سے بے خبر ہے ورنہ اگر اس راز میں ذرا سا بھی غور کرے تو تجھ پہ اس کی اہمیت منکشف ہو؛ اور پھر اگر تو اس ایک ہی اسم پہ اکتفا کرے یہی تیرے لیے کافی ہو جائے اور دنیا و آخرت میں تجھے کسی اور جستجو کی حاجت ہی نہ رہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۹ اگرچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہر اسم اسمِ اعظم ہے۔ لیکن جو رتبہ اسے حاصل ہے، کسی دوسرے کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۰ کائنات گوناگوں ہے۔ اس میں کافر بھی ہیں، مومن بھی۔ اور ایسے بھی ہیں، جو اپنے رب کو رب ہی تسلیم نہیں کرتے، لیکن وہ رحمٰن و رحیم پھر بھی ان سب کو اپنی مخلوق جان کر کسی پہ بھی ظلم و تشدد نہیں کرتا، نہ ہی کسی سے اپنی کوئی نعمت روکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۱ اگر وہ رحمٰن و رحیم نہ ہوتا تو رب کیسے کہلاتا۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۲ تیرا یہ اقرار کہ تیرا جینا، تیرا مرنا، تیری وفا، تیری خطا اللہ ہی کے نام سے ہے جو تیرا رب ہے

اور رحمٰن و رحیم ہے۔ کافی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۳ یہ اسمِ اعظم نور ہے اور اپنے قاری کو منور کر دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۴ اس کا قاری بے شک پاک ہوا ہر گناہ سے اور بے شک واجب کی اس کے لیے جنت اس کے رب نے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۵ جب میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر قبر (کی منزل) میں داخل ہوں گا۔ اور میرے گناہوں کی بدولت قبر کے فرشتے مجھ کو عذاب دینا چاہیں گے تو میرے پاس کوئی ڈھال نہیں ہوگی مگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۶ اے میرے رب۔ میں تو تجھے رحمٰن و رحیم تسلیم کر کے یہاں آیا ہوں اور گناہوں کا ایک لشکر اپنے ساتھ لایا ہوں۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۷ اے میرے رب!
بے شک میں گنہگار و بدکار ہوں لیکن میں تجھے رحمٰن و رحیم مان کر آیا ہوں۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۸ میں تیری رحمت کا سہارا لے کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۹ اللہ کی قسم! میرا رب رحمٰن و رحیم ہے۔ مجھ کو معاف فرمانا اس کے لیے کوئی بات نہیں۔

(اسی معانی کے لیے ہم سب عبادت کرتے ہیں اور اسی معانی کے لیے یہ ساری حمد و حمد ہے۔)

الحمد للحی القیوم

۴۷۰ گویا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ساری عبادت کا جوہر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۱ جس مریض پہ یہ اسمِ اعظم پڑھا، شفا ہوئی اُسے۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۲ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شفا ہے ہر مرض کی۔ جس مریض پہ بھی یہ اسمِ اعظم پڑھا جاوے، ماشاء اللہ شفا ہو۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۳ جب تو نے اپنے رب کو یاد کیا۔ اے میرے رب! تو رحمٰن و رحیم ہے۔ شفا دے اپنے اس بندے کو! پس فوراً شفا ہوئی (ہر مرض سے) اس سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۴ یہ اسمِ اعظم حصار ہے ہر شیطان سے اور شرمندہ کرنے والا ہے ہر بلا کو، جو نازل ہوئی، اور جو ابھی (آسمان میں ہے، اور) نہیں نازل ہوئی، اور بے بس کرتا ہے ہر دشمن کو، اور ٹھنڈا کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کو۔

لَا رَیۡبَ فِیۡہِ

الحمد للحی القیوم

۴۷۵ بند ہوتے ہیں اس سے دوزخ کے دروازے اور کھلتے ہیں جنت کے بند دروازے۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۶ پُشت پناہ ہے یہ اسمِ اعظم ہر طالبِ صادق کا، اور نور ہے یہ ایسا کہ نہیں بجھا سکتی کوئی شے اس نُور کو ہرگز اور منوّر ہوتے ہیں نفس و قلب اس سے، اور بُلند کرتا ہے یہ نور روح کو تاکہ معراج ہو اس کو۔ ماشاءاللہ

الحمدللحی القیوم

۴۷۷ بے نیاز کرتا ہے یہ اپنے قاری کو ہر شے سے، اور دفع کرتا ہے ہر قسم کی تنگی، اور کھینچ لاتا ہے برکت، کبھی محتاج ہونے نہیں دیتا یہ اپنے قاری کو، کسی کا اور نہ ہی کبھی گھرنے دیتا ہے ہم و غم میں۔

الحمدللحی القیوم

۴۷۸ عزت دی گئی اس کے قاری کو، ہر عزت، اور دور کی گئی اُس سے ذلت۔

الحمدللحی القیوم

۴۷۹ نہیں کوئی بدل اس کا اور بے شک یہ نعم البدل ہے سب کا اور نعم البدل ہے کُل کا۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۰ اس کی قرأت ہر قرأت کی کفایت اور کوئی قرأت اس کی کفایت نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۱ گویا جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو سکے، یہ وہ اسمِ اعظم ہے۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۲ یہ تسخیر ہے کل کی، نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا آبی۔ مسخر کرتی ہے ہر شے (موجود) کو اپنے قاری کے لیے۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۳ ایسا منتر ہے یہ کہ جب بھی پڑھا جاوے اور جس پہ بھی پڑھا جاوے دُور ہو وحشت اُس کی

اور زائل ہو وے خشکی ، بے شک مطیع و فرمان بردار ہو وہ فوراً ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۴ تندرستی پکڑیں بیمار قلوب اور بیمار رُوحیں ذکر اس کے سے ۔معاف کر دی جائیں تمام رنجشیں ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۵ آزاد ہوں غلام اور غلاص ہوں جسم ، اور ملے ہر مانگنے والے کو مراد ۔ برکت اس کی سے اور وسیلے اس کے سے ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۶ بے شک تدبیر کرتا ہے شیطان بیچ تیرے قلب کے کہ نہ پڑھے تو یہ اسم اعظم ۔
اور پیش کرتا ہے طرح طرح کی اور باتیں کہ تو لگ جاوے خیال ان کے میں ۔
اور نہ رشتہ جوڑے اس اسم اعظم سے ۔
اس لیے کہ جس نے بھی جب جوڑا رشتہ اس سے ، گویا توڑا رشتہ اُس سے ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۷ نہیں چلتی کوئی تدبیر شیطان کی : نہ ہی اس کے کسی لشکری کی ۔ آگے اس ہتھیار کے ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۸ بے شک یہ قلعہ ہے مضبوط ، اور کبھی داخل نہیں ہو سکتا اس میں کوئی شیطان ، اور نہ ہی کر سکتا ہے شگاف بیچ فصیل اس کی کے ۔

الحمدللحی القیوم

۴۸۹ شیطان کامیاب رہا بہکانے میں ہر طالب کے ۔ پر کبھی کامیاب نہ ہوا اُس پر جس نے کہ بنایا اُسے اپنا وظیفہ ، اس لیے کہ برسائے جاتے ہیں پتھر اوپر شیطان کے اور نہیں زور چلتا

اُس کا اُس پر ۔

الحمد للحی القیوم

۴۹۰ یہ پردہ ہے بیچ طالب اور شیطان کے ۔
اور یہ دیوار ہے درمیان دونوں کے ، مضبوط دیوار ۔

الحمد للحی القیوم

۴۹۱ یہ راہ ہے پہنچانے والی اللہ تک ، راہ سیدھی ۔

الحمد للحی القیوم

۴۹۲ یہ کنجی ہے ہر مشکل کی
اور راحت ہے واسطے ہر طالب کے ، راحت ابدی ۔

الحمد للحی القیوم

۴۹۳ یہ تعریف ہے رب کی ، تعریف بڑی

الحمد للحی القیوم

۴۹۴ **یقین :**
اگر تو کھالے زہر پڑھ کر یہ اسم اعظم تو ہرگز ہلاک نہ کرے تجھے وہ زہر ۔

الحمد للحی القیوم

۴۹۵ پھر اس نے کہا کہ :
میرا اپنا یقین اتنا بلند تھا اور اتنا بلند تھا کہ اگر میں اس اسم اعظم کو پڑھ کر پانی پر چلنا چاہتا تو پانی کی سطح سڑک کی مانند ہو جاتی لیکن تیری ہم نشینی نے میرے اس یقین کی بنیادیں ہلا دیں ۔
اے ہم نشین ! جب تک تو دُور نہیں ہوتا ،

میرا یقین پھر سے محکم نہیں ہوتا۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۹۶ جس نے دوست رکھا اسے، دوست رکھا اللہ نے اس کو۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۹۷ تو اسے اپنا دوست بنا۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۹۸ جب کہ تو نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسے اپنا دوست بنایا ہے، کبھی مت آزما، کسی بات میں بھی مت آزما، اور نہ ہی کبھی کوئی فرمائش کر۔

الحمدللہ الحق القیوم

۴۹۹ تو اپنا اور اپنے ہر سائل کا ہر معاملہ اللہ کے سپرد کر۔ اور کسی معاملے میں اپنا ہویا پرایا کوئی دلچسپی نہ لے۔

الحمدللہ الحق القیوم

۵۰۰ دوست کی آزمائش دوستی کی ضد ہے۔ دوست کو کسی معاملے میں مت آزما۔

الحمدللہ الحق القیوم

۵۰۱ دوست کبھی دوست کو نہیں آزماتا۔

الحمدللہ الحق القیوم

۵۰۲ دوست دوست کی خاطر جان دے دیتا ہے۔ دوستی پہ دھبہ نہیں آنے دیتا۔

الحمدللہ الحق القیوم

۵۰۳ دوست کے حکم سے دوزخ میں جانا، جنت سے کم نہیں۔

الحمدللہ الحق القیوم

۵۰۴ دوزخ اور جنت، دونوں دوست ہی کی مِلک ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۰۵ پاک کرتا ہے یہ اسمِ اعظم اپنے قاری کو بغیر وضو کے۔ اور نہیں پاک ہونا وضو کرنے والا بغیر اس کے۔

الحمد للحی القیوم

۵۰۶ یارب! میں دوست رکھتا ہوں تجھ کو اور تیرے اس اسمِ اعظم کو۔ دوست، خالص، بے لوث دوست۔ محض اس لیے کہ تو میرا رب ہے، رحمٰن و رحیم اور یہ ہے تیرا اسمِ اعظم۔ پس قبول فرما میری اس محبت کو، اگرچہ نہیں ہے یہ تیرے لائق اور ناقص ہے ہر پہلو سے، پھر بھی تو اسے جیسی بھی یہ ہے، قبول ہی فرمائے یارب! آمین ثم آمین۔

الحمد للحی القیوم

۵۰۷ عالمگیر اتحاد بین المسلمین کا اصطلاحی نام ملت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۰۸ قطار تیز اور محیط اتحاد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۰۹ ہم سب قطار میں یعنی محیط میں ہوں، ایک دوسرے کے بازوؤں میں بازو ڈالے، ایک دوسرے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے، نہ کوئی آگے ہو نہ پیچھے، نہ کوئی اعلیٰ ہو نہ ادنیٰ، اور یہی وہ مضبوط رسی ہے جسے کو مضبوطی سے تھامنے کا اللہ رب العالمین نے ہمیں حکم دیا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۰ اس سے سنسان اور ویران تیری دنیا میں کوئی اور جگہ نہیں۔ خاندانِ مغلیہ کے نامور شہزادہ سلیم

کا یہ محل آج بالکل غیر آباد ہے

چند سو سال پہلے :

یہ فرش، یہ در و دیوار اترایا کرتے تھے۔ اور آج آدم زاد کے نام کو ترستے ہیں۔ صدیاں گذریں، کسی نے بھی اس طرف منہ تک نہ کیا، ایک آدمی کے چند دن رہنے کے لیے ہزاروں معمار شب و روز برسرِ پیکار رہے، جیسے کہ اس نے ہمیشہ یہاں رہنا تھا۔ جو رونق اس پیالے کی قسمت میں تھی، اس دور ہی میں تھی۔ اُس کے بعد کسی نے بھی اس میں قدم نہیں رکھا۔

اور آج چمگادڑوں کا مسکن ہے۔

اس مقام کی یہ ذلت فخر کی بدولت ہے۔

یہ مقام بڑا اترایا کرتا تھا کہ مجھ سا خوش نصیب کوئی اور مقام نہیں۔ میں شہزادے کا شیش محل ہوں۔

اور آج یہ ندامت کا لبادہ اوڑھے فریاد کرتا ہے کہ کاش میں کسی گمنام فقیر کا ایک حقیر مسکن ہوتا اور لوگ مجھ سے فیض حاصل کرتے۔

یہ قلعہ جو کبھی شہزادوں کی آرام گاہ تھا۔ آج اہلِ بصیرت کی خاموش درس گاہ ہے۔

جب وہ قلعے کے در و دیوار سے مخاطب ہوا کہ بتا تو سہی، تو اتنی شان سے بس کر کیوں اُجڑا ؟

اس پہ اُس نے غم کے آنسو بہائے اور کہا کہ :

مجھ میں ہر شئے تھی، ایک اللہ رب العالمین کا ذکر نہ تھا، شب و روز شاہی ارباب کا جمگھٹ رہتا، یہاں کیسے کیسے دیوان لگے، لیکن ذکرِ الٰہی کی محفل ایک بھی نہ لگی۔ یہ قلعہ ذکرِ الٰہی کی محفل کو ترستا ہی رہا۔

لیکن کوئی بھی وقت رقص و سرود کی محفل سے خالی نہ ہوتا۔

پھر اس نے حق کی بھرپور تائید کی کہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مقامات اللہ رب العالمین کے ذکر ہی سے آباد اور قائم رہا کرتے ہیں۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اللہ کی رحمت برسا کرتی ہے اور وہ کبھی نہیں اجڑتا۔ یا یوں کہ جو مقام اللہ کو پسند ہوتا ہے، اللہ وہاں اپنے ذکر کی توفیق بخش دیتا ہے۔ کاش یہاں اللہ کا ذکر ہوتا اور یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

پھر اُس نے کہا:

> شہزادے جب شکار سے واپس لوٹتے تو یہ سمجھتے کہ وہ دنیا و دین کا کوئی اہم معرکہ سر کر کے آئے ہیں، اب اُن کے ذمے کوئی اور کام نہیں رہا ہے کہ وہ کریں بھر محل سرائے میں داخل ہو جاتے، اور دوسرے دن تک باہر نہ آتے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۱ میرا ایک دوست یورپ سے پڑھ کر آیا ہے۔ اس نے مجھے ایک وہ بات بتائی جس کا ذکر اس رسالہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس نے بتایا کہ ایک دوست نے ہماری دعوت کی۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، سؤر کا گوشت ہم نہیں کھاتے، اس لیے ہمارے دسترخوان پہ گوشت پیش نہ کرنا۔ اس کے جواب میں میزبان نے ایک عجیب لہجے میں کہا کہ شراب تو آپ پیتے ہیں لیکن سؤر نہیں کھاتے۔ حالانکہ مسلمان کے لیے شراب اور سؤر ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۲ پودا جب پھل پہ آتا ہے، پھول جھڑ جاتے ہیں۔ پھول کی آغوش میں پھل ہوتا ہے۔ بعض پھل تُرش، بعض شیریں ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ دونوں ضروری ہیں۔ لیکن بازار میں جو مقبولیت شیریں کو حاصل ہوتی ہے، تُرش کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۳ ضرورت کے لحاظ سے ترش کی بھی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی کہ شیریں کی۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۴ ہر بیماری کا علاج — ہر پریشانی کا ازالہ
ہر غم کا چارا — ہر درد کی دوا
ہر اعتراض کا جواب — ہر لڑائی کا ہتھیار
ہر وار کی ڈھال — ہر محصور کے لیے قلعہ
ہر کمی کی تکمیل — ہر جد و جہد کا مقصود
ہر شیطان سے حصار — اور — ہر ایجاد کی ابتداء
اللہ کا ذکر اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۵ ذکر و محبت کی اہلیت عنایت کی جاتی ہے۔ اپنے آپ نہ کوئی اہل ذکر ہوا، نہ اہل محبت۔ مگر جسے بھی چاہا، نواز لیا۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۶ **بندہ جب:** ان کے کرم سے مکرم ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، دونوں عالم سے بے خبر و بیگانہ ہوتا ہے، بے خود ہوتا ہے، مدہوش ہوتا ہے، بے پروا نہیں، بے پروا کا نیازمند ہو کر لا پروا ہوتا ہے۔

اور محبت کے انداز کا یہ ایک مقام ہے۔

اور جب: وہ بندہ ناچیز کی طرف اپنے کریمانہ انداز میں متوجہ ہوتے ہیں، ایک ننھے سے دل میں کل کائنات کا ظہور ہوتا ہے، دل کی دنیا کا ہر ذرہ ممنون ہوتا ہے، مسرور ہوتا ہے اور ایک چھوٹے سے دل میں علم و حکمت کے چشمے اُبلنے لگتے ہیں ماشاء اللہ۔

اور ھر طالب: ہر وقت ان دو مقامات میں سے کسی ایک مقام میں ہوتا ہے دونوں مقامات حال ہیں اور حال ہی پر عنایت ہوتے ہیں اور ان سے ہوتے ہیں۔ ان کی قسم ان کے سوا کوئی اور کسی کو بھی، نہ حال عنایت فرما سکتا ہے نہ سلب کر سکتا ہے مگر اُن کے امر سے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحق القیوم

پھر جب: وہ بندہ کسی بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُسی وقت اس کی فرمائش کے مطابق اللہ اس کی کیفیت بدل دیتے ہیں۔

ایک آدمی ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوا، کہنے لگا: "یہ نماز نہیں پڑھتا، میرا کہنا نہیں مانتا اور بھی برائیوں سے باز نہیں رہتا"
یہ سن کر انھوں نے لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔

"نماز پڑھا کر، ان کا کہا مانا کر، نیکی کیا کر اور بدی سے باز رہا کر"

اور بس اس دن سے لے کر پھر اس کی کوئی نماز کبھی قضا نہ ہوئی، والدین کا مطیع و فرمانبردار ہوا گویا اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔

ایک دن اس کے باپ نے اس سے کہا کہ میں نے ایک عرصہ سے ان کی خدمت میں حاضری دی ہے اور تو صرف ایک دن گیا۔ جو مقام تجھے ایک حاضری میں حاصل ہوا مجھے سالوں میں بھی نہ ہو سکا۔ اس پر اس لڑکے نے وہ بات کہی جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل اور طریقت کا نچوڑ ہے۔

لڑکے نے اَبا سے کہا:

تو ان کی طرف متوجہ ہے، وہ اللہ کی طرف۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ

اس دن وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور اُسی وقت اللہ نے میری کیفیت بدل دی: الحمد للہ۔ آپ کا مقام کسی بھی طرح مجھ سے کم نہیں۔ طالب جب تک اپنے شیخ کی محبت میں محو نہیں ہوتا، طریقت کا کوئی اسرار کبھی اس پہ کھل نہیں سکتا۔ طریقت الاسلام میں جتنے بھی مقامات ہیں ان سب کا دار و مدار شیخ ہی کی اتباع و محبت پہ موقوف ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۷ ضرورت اور زینت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔
ضرورت محدود اور زینت لامحدود ہے
ضرورت رکتی نہیں اور زینت تھکتی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۸ درویش نہیں، درویش کا طالب بن۔
مخدوم نہیں، مخلوق کا خادم بن۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۹ جو کام اللہ کو منظور نہیں ہوتا، کبھی نہیں ہوتا، اگرچہ کوئی لاکھ جتن کرے۔ ہر کام کا ہونا نہ ہونا، میرے اللہ ہی کے بس میں ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۲۰ جس لکڑی کو جلانا مقصود ہوتا ہے۔ اسے درخت سے کاٹ کر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے تاکہ رطوبت خشک ہو۔ اور جلانے میں آسانی ہو ورنہ گیلی لکڑی کا جلانا دھواں ہی دھواں ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۲۱ ہر وصل کی شرطِ خلوت ہے، حقیقی ہو یا مجازی۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۲ رُوح کی خلوت خیر اور نفس کی خلوت شر ہے۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۳ ایک آدمی کی موجودگی خلوت کو باطل کرتی ہے۔ جب تک وہ دور نہیں ہوتا، راز و نیاز نہیں ہوتے۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۴ ہر خیر و شر کی جزا و سزا ہر دو عالم میں ملا کرتی ہے۔ دنیا میں بھی ملتی ہے، اور آخرت میں بھی۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۵ ناقص تعلیم، ناقص حال کی حامل ہوتی ہے۔ یہ تعلیم ان کی ہے کامل و اکمل۔ اس میں نقص کا کوئی امکان ہی نہیں۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۶ اس کا حامل کامل ہے اور یہ شرف کسی اور عمل کے عامل کو ہرگز حاصل نہیں۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۷ اگر کسی نے کسی اور علم کو اس علم پہ ترجیح دی، عمر بھر بھٹکتا رہا، فیض سے محروم رہا، کہیں اماں نہ ملی اور نہ ہی اس علم نے اُسے کوئی فیض دیا۔
یہ علم ہر علم کی ماں، اور ہر علم اس علم ہی سے زندہ اور جاری ہے۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۸ اس علم کے بے ادب کو کسی علم نے کوئی فیض نہ دیا، جو مراد اس سے نہ ملی، کہیں سے نہ

ملی ۔ یہ سمندر ہے جس کی پیاس یہاں نہ بجھی، کہیں نہ بجھی۔

الحمد للحق القیوم

۵۲۹ جو علم تجھ کو آتا ہے، اُس پہ عمل کر؛ تاکہ جس علم کا تو متلاشی ہے، عنایت ہو؛ جب تک کوئی اپنے موجودہ علم پر عمل نہیں کرتا۔ مطلوبہ علم عنایت نہیں ہوتا۔

الحمد للحق القیوم

۵۳۰ ہر غیر اختیاری امر غیر ضروری ہوتا ہے اور طاعت و ذکر کے سوا ہر امر غیر اختیاری ہے غیر اختیاری اُمور کا طالب حقیقتاً اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔

الحمد للحق القیوم

۵۳۱ کشف و کرامت لامحدود اور لامطلوب ہیں، ان کا طالب ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے اُسے وہ سکون جو اللہ والوں کو حاصل ہوتا ہے کبھی نصیب نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحق القیوم

۵۳۲ کسی ولایت میں نہ کشف ضروری ہے، نہ کرامت لیکن ہر ولایت میں ذکر ضروری ہے اور اطاعت۔

الحمد للحق القیوم

۵۳۳ ذکر و طاعت کے بغیر کوئی طالب کسی مراد کو نہیں پہنچ سکتا۔ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے نہ کشف کا وعدہ ہے، نہ کرامت کا۔

الحمد للحق القیوم

۵۳۴ جب تم فرش پہ اللہ کا ذکر کرتے ہو۔ سمجھو کہ اللہ عرش پہ تمہارا ذکر کر رہا ہے۔ تم بندوں میں اس کا ذکر کرتے ہو، وہ فرشتوں میں تمہارا ذکر کرتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ اس سے بہتر انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک ناچیز بندے کا ذکر اللہ رب العالمین کرے اور فرشتوں

میں کرے۔

الحمدللحی القیوم

۵۳۵　ذکرِ کثیر کی تعداد

نفی اثبات ذکر میں تین سو اور تقویٰ میں لا محدود ہے، ستر ہزار ہے، سوا لاکھ ہے اور اس سے بھی زیادہ۔

الحمدللحی القیوم

۵۳۶　ذکر کے لیے پانچ چیزیں ضروری ہیں

مرکز ـــــ وقت ـــــ قوت ـــــ قلب ـــــ اور ـــــ نصاب

الحمدللحی القیوم

۵۳۷　بلاضرورت اور نہ بلاضرورت مرکز سے جدا مت ہو۔

مرکز عبادت گاہ ہو، نہ کہ تفریح گاہ اور عبادت گاہ میں معصیت حرام ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۳۸　وقت بڑا ہی قیمتی ہے۔ تیرا کوئی وقت کبھی ضائع نہ ہو اور تیرا قلب مشغول ہو کر بھی فارغ ہو، نہ کہ فارغ ہو کر مشغول جیسے کہ اب ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۳۹　پیٹ کا روزہ روز ممکن نہیں اس کی بجائے زبان کا روزہ رکھ۔

اگر زبان آزاد ہے تو پیٹ کا روزہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اور زبان کا روزہ اگرچہ پیٹ بھرا ہو بڑی تاثیر رکھتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۴۰　تو ہر کسی کو دوست کہہ کر دوستی کے نام کو شرمندہ مت کر۔ دوست ذاتی ہوتا ہے نہ کہ

صفاتی۔ اور ذاتی دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۱ سب سے مشکل انتخاب دوست کا انتخاب ہے، دینی ہو یا دنیوی۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۲ تیرا کسی عورت سے ملنا ــــــ زوال کی علامت ہے۔

کیا تجھے برصیصا کا قصہ یاد نہیں؟

یہ جس بھی بیڑے میں بیٹھی، ڈوب گیا۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۳ خاوند کی خدمت میں عورت کی ولایت ہے نہ کہ تیری۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۴ تیری اپنی لڑکی کے سوا تیری کوئی لڑکی نہیں۔

اگرچہ ہر لڑکی، تیری لڑکی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۵ بدی چھپ کر کرتے ہو، نیکی بھی چھپ کر کرو۔ یہی اخلاص ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۶ جب عمرؓ و علیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جبّۂ اطہر لے کر حضرت اویسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں نماز میں پایا۔ حضرت اویسؓ سلام پھیر کر فرمانے لگے۔ آج سے پہلے کبھی کسی نے مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اللہ۔ اللہ۔

الحمد للحی القیوم

۵۴۷ ہر سیرت بلا صورت مقبول اور ہر صورت بلا سیرت نامقبول ہے۔ تو سیرت پر مَر،

نہ کہ صورت پر۔

الحمدللحی القیوم

۵۴۸ جو اللہ کا طالب نہیں، اُس کا کوئی طالب نہیں۔ اور اللہ کے طالب کی ہر شے طالب ہے یہاں تک کہ نباتات بھی ہے اور معدنیات بھی۔

الحمدللحی القیوم

۵۴۹ مداری اپنے کمیل کی طرف متوجہ ہوتا ہے، نہ اپنی طرف متوجہ ہوتا ہے نہ تیری طرف۔ مداری کا کرتب دیکھ، لباس مت دیکھ۔

الحمدللحی القیوم

۵۵۰ تیرا یہ سمجھنا کہ تیرا ہر قول و فعل، جلی ہو یا خفی، ان کے روبرو ہے۔ ہر مراقبہ کی اصل ہے۔ اس مراقبہ سے بڑھ کر تیرے لیے کوئی اور مراقبہ مفید نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۵۵۱ ہر گناہ میں شامت ہے۔
ہر گناہ عمل کو باطل کرتا ہے۔
اور ابطالِ عمل سے بڑھ کر اور کوئی شامت نہیں۔
جب تک عمل قائم رہتا ہے، کوئی شامت نہیں آتی۔

الحمدللحی القیوم

۵۵۲ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرا سب سے بہتر دوست تیرا اپنا عمل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۵۳ جس کلمے کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہوتا ہے، جب تک وہ اس کلمے کا منکر نہ ہو کافر

نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۵۵۴ جس چیز کی ممانعت نہیں، جائز ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۵۵ تو مسلمان بن، نہ دیوبندی بن، نہ بریلوی۔

دیوبند اور بریلی ایک ہی دین کی دو درسگاہیں ہیں۔

یہ دونوں درسگاہیں سو سالہ ہیں۔

ان سے پہلے ہم کون کہلاتے تھے۔

الحمد للحی القیوم

۵۵۶ جب ہم تعصب سے بالاتر ہو کر فراخ دلی سے دورِ حاضرہ کی اس سب سے بڑی کشمکش کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ،

دیوبندی اور بریلوی

دونوں ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں۔

دونوں ہی کا مقصود رضائے الٰہی ہے۔

دونوں ہی ایک امام کے مقلد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

مولانا جامیؒ

۵۵۷

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے شیدائی تھے، جس انداز سے آپ کا نام و کلام زندہ ہے کسی اور کا نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر جو کلام لکھا جاتا ہے، اثر رکھتا ہے، باقی رہتا ہے، مقبولِ عام ہوتا ہے اور مقبول

الاسلام ۔ ماشاء اللہ

الحمد للحق القیوم

۵۵۸ مصنف چلا جاتا ہے، تصنیف چھوڑ جاتا ہے ۔
بہترین تصنیف وہ ہے جو قرآن و سنّت کی تائید کرے اور قرآن و سنّت اس کی تصدیق کرے تیرا کوئی کلام اور تیری کوئی تحریر، دین کے کسی کلام اور کسی تحریر کے کبھی خلاف نہ ہو، تیرا کلام محبت کا ایک پیغام لائے اور بچھڑے دل ایک دوسرے سے متنفر و بیزار ہو کر منہ موڑ بیٹھے ہوں انہیں پھر سے ملائے ۔

الحمد للحق القیوم

۵۵۹ اختلاف میں نفاق اور اتفاق میں محبت ہے ۔ اگر کر سکے تو محبت پیدا کر ۔
نفاق قوموں کی تباہی اور محبت زندگی ہے ۔

الحمد للحق القیوم

۵۶۰ جن میں اتفاق ہوتا ہے ، جیت جاتے ہیں ۔ جس میدان میں بھی جاتے ہیں ، بازی لے جاتے ہیں ۔
دیکھا ، اُن میں اتفاق ہے ، جیت گئے ، اُن میں بھی ہے ، وہ بھی جیت گئے ۔ اور ہم ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں ۔

الحمد للحق القیوم

۵۶۱ کیا کبھی آپ نے اس بات پر غور بھی کیا کہ آخر کس بات پہ ہم اب بھی باہم دست و گریبان ہیں ۔ ایک ہی امام کے مقلد ایک دوسرے کو سلام تک کرنا پسند نہیں کرتے ۔ یہاں تک نفرت پھیل چکی ہے کہ :
ایک ہی پیر کے مرید آپس میں متفق نہیں ۔ ایک دوسرے کو گرانے اور مٹانے کے درپے ہیں

ہمارا یہ حال مستحسن نہیں، مذموم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۶۲ جب تک اللہ کی رحمت سے ہمارا یہ حال نہیں بدلتا۔ ہماری کوئی بھی کمی دور نہیں ہو سکتی اللہ کی فروعی نہیں، بنیادی ہے۔

اللہ کرے ہماری یہ کمی دور ہو اور یہ مصنوعی دیواریں جو ہم نے کھڑی کی ہیں، منہدم ہوں۔

آمین

الحمد للحی القیوم

۵۶۳ طاقت:

بذات خود کوئی چیز نہیں۔ اتفاق ہی کا اصطلاحی نام ہے۔ جب بہت سے اجزاء ایک مرکز پہ متحد ہو جاتے ہیں، طاقت بن جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۶۴ اگر تجھے اپنی قوم سے کوئی ہمدردی ہے تو محبت کی بنیاد ڈال۔

ہم اسلام کے لیے نہیں، نام کے لیے لڑ رہے ہیں۔

اگر اسلام کے لیے لڑتے ہوتے تو محبت ان تمام اختلافات کو مٹا دیتی۔

الحمد للحی القیوم

۵۶۵ اپنے مسلمان بھائی کو

بُرا مت کہہ، بُرا مت جان، دل مت دکھا، دل مت ستا، عیب نہ ٹٹول، پردے نہ کھول، عار مت دلا، حقیر مت جان، ذلیل مت کر، ظلم مت کر، لعن مت کر، طعن مت کر، اللہ سے ڈر اور کسی حد سے تجاوز کبھی مت کر، اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر مت کہہ، کبھی مت کہہ۔

ہم گنہ گار ہیں، کافر نہیں۔

الحمدللحیّ القیوم

۵۶۶ انسان، انسان پہ حکومت کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اسے قبول نہیں فرماتا۔
تُو اپنے نفس پہ حاکم ہو، اور اپنے ہم جنس کا خادم۔

الحمدللحیّ القیوم

۵۶۷ کیا تیرے لیے اللہ اور اللہ کا رسول کافی نہیں؟

الحمدللحیّ القیوم

۵۶۸ فرنگی کوہ پیمائوں نے ہمالیہ کی چوٹی تک پہنچنے کے لیے اپنی جانیں وقف کیں۔ کیا تو اللہ تک پہنچنے کے لیے ایک جان وقف نہیں کر سکتا؟

الحمدللحیّ القیوم

۵۶۹ اے مخاطب! اے میری جان!
یہ زندگی اگرچہ سو سالہ ہو۔ یہ گئی، یہ گئی اور یہ گئی۔
نہ معلوم! یہ باتیں کیوں تیرے دل میں نہیں اترتیں۔
کسی دن قبور کی سیر کو جا، اور دیکھ!
ایک ملکہ کی قبر پہ گیدڑوں ہی کا ڈیرا لگا رہتا ہے، گیدڑوں کے ساتھ گدھے اور گتے موجود ہوتے ہیں۔ کیا عبرت کے لیے یہ منظر کافی نہیں؟

الحمدللحیّ القیوم

۵۷۰ وہ کہنے لگے:
اگر ہمیں اپنی اس بے قدری کا دنیا میں پتہ ہوتا، دم بھر کے لیے بھی دنیا میں جی نہ لگاتے، اور کسی بھی شان سے بسنا پسند نہ کرتے۔ اگر ہمیں دنیا کی ناپائیداری

اور بے وفائی کا دنیا میں علم ہوتا، گلے میں اُلفیاں ڈال کر جنگلوں کو چل دیتے اور مُردوں کی طرح جیتے اور کبھی دنیا میں جی نہ لگاتے۔ اللہ ہی کی رضا کو راضی کرنے کے لیے ذکر وطاعت میں مصروف رہتے۔

ٹاٹ کو اطلس اور پہننے کے دانوں کو اُس پلاؤ پر جس سے کہ انسانیت کا وقار مجروح ہو ترجیح دیتے۔ صرف ایک ہی افسوس ہے کہ ہم دنیا میں اپنے رب کو راضی نہ کر سکے اس کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے، ہمیں بڑا وقت دیا گیا اور ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اپنا قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع کیا، ہمیں مال دیا گیا لیکن اس میں سے آخرت کی کوئی تجارت نہ کر سکے۔ دنیا میں مال آخرت کی تجارت کے لیے دیا جاتا ہے، افسوس! ہم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

عمل کے لیے علم دیا گیا

وہ بھی ہم نے دنیا ہی پر صرف کیا، جو علم اللہ نے ہمیں دیا تھا، ہم نے اس پر کبھی عمل نہ کیا بلکہ اسے دنیا ہی کا ذریعہ قرار دیا۔ ہمارے پاس بہت سے بتلانے والے آئے لیکن کسی کی بھی بات کو مطلق نہ سنا۔ ہمیں سمجھانے کے لیے زبانیں ملیں، قلم چلے، لیکن کسی بھی بات کو کبھی دل میں جگہ نہ دی۔ آج ہم سا نشتا کوئی بھی نہیں۔

کہنے لگے کہ:

ہماری نگاہیں دنیا والوں کی طرف لگی رہتی ہیں، لیکن ہمارے کسی عزیز نے بھی ہمیں یاد نہ کیا، نہ ہی کبھی کوئی تحفہ بھیجا، ہمارے اعمال ختم ہو گئے۔

دُنیا دارُ العمل ہے

یہاں کوئی عمل نہیں کیا جاتا، جو عمل دنیا میں کسی نے کیا ہوتا ہے، اُسی کا بدلہ یہاں ملتا ہے یہاں شاہ و گدا ایک ہی حال میں پچھتا رہے ہیں کہ دنیا میں رہ کر آخرت کیوں نہ کمائی،

یہاں کسی کا کوئی کچھ نہیں لگتا، ہر کوئی اپنے حال میں مبتلا ہے، باپ اپنے حال میں، اور بیٹا اپنے میں، اسی طرح ماں کو بچے کی اور بھائی کو بہن کی کوئی خبر تک۔

کاش :

ان باتوں کا ہمیں دنیا میں پتہ ہوتا کہ دنیا کی ہر شے ناپائیدار، فانی اور فریب و سراب ہے۔ کبھی اس کے دھوکے میں نہ آتے۔ اللہ ہی کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے۔ اللہ کی راہ میں دنیا کی ہر شے لٹا آتے۔ اللہ نے جو بھی شے دنیا میں دی تھی اللہ ہی کو دے کر آتے، ہمیں یہ پتہ ہی نہ تھا کہ ہماری یہ چند روزہ زندگی برزخ کی ابدی زندگی کے لیے ہے۔ دنیا کے لیے نہیں، لیکن ہمیں آخرت کی کوئی پرواہ نہ تھی، اگر آخرت کی کوئی خبر سناتا، ہم اس کا مذاق اڑاتے، ہم نے دنیا میں زندگی کی بازی ہار دی اور یکسر ہار دی۔ آج ہم ساتھی دست کوئی نہیں۔

اے دنیا میں بسنے والے خوش نصیب بندو :

ہماری زندگی سے عبرت حاصل کرو۔ آخرت کے لیے عمل اختیار کرو۔ یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں چھوڑ کر خالی ہاتھ آنا ہے۔ کسی بھی سامان کو ساتھ نہیں لانا اور نہ ہی کسی نے پیچھے پہنچانا ہے اس دنیا کی یاد ایک خواب کی طرح ہے جیسے کہ کوئی راہگیر دم بھر کے لیے کہیں ستایا ہو۔ جو بھی یہاں آتا ہے۔ روتا ہوا آتا ہے، روتا ہی رہتا ہے۔ صرف ایک حسرت لے کر آتا ہے کہ اللہ اسے ایک بار پھر سے دنیا میں بھیجے اور وہ دنیا میں جا کر اللہ کی عبادت کرے۔ دم بھر کے لیے بھی کبھی غافل نہ ہو لیکن اس کی یہ مراد کبھی پوری نہیں ہوتی۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ :

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے چند ایک کے نام باقی ہیں، دوسروں کا نام تک کسی کو یاد نہیں۔

جس دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے نام یاد نہیں رہے اور کس کے رہ سکتے ہیں؟

الحمد للحی القیوم

۵۷۱ آپ کا موجودہ علم، عمل کے لیے کافی ووافی ہے۔

علم میں نہیں عمل میں اضافہ کر؛

الحمد للحی القیوم

۵۷۲ اس ملاقات کے بعد اس "دار الاحسان" میں ذکرِ الٰہی کی ایک مجلس لِمَغْفِرَةِ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ۔

یعنی:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت کے لیے قائم کی گئی۔ اللہ کرے ذکرِ الٰہی کی یہ مجلس قیامت تک قائم وجاری رہے ——— آمین

ذکرِ الٰہی کی مجلس کے افتتاح پہ یہ دعا کی۔ اور اسی طرح اللہ کے لطف وکرم سے ہمیشہ کرتے رہا کریں گے۔

اِنْشَاءَ اللهُ تَعَالَى الْعَزِيْز ——— وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللهِ

حِزْبُ الْوَاهِبُ الْحَسَنَاتْ

لِمَغْفِرَةِ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

*

یہ دعا اس 'دارُالاِحسان' میں ہر روز ہر مجلس کے اختتام پہ کی جاتی ہے، مجالسِ ذکرِ الٰہی کے اختتام پہ کی جائے۔

*

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ وَ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ اَنْ یَّغْفِرَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. یَآ اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیوں کہ تو ہی ہے اللہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا؛ اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ یا حیّ یا قیّوم! میں خدائے عظیم، ربِ عرشِ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دے۔ اے تمام جہانوں کے معبود، اے رحمٰن، اے رحیم: اے ربِ عرشِ کریم: اے ربِ عرشِ مجید: اے ربِ عرشِ عظیم: اے صاحبِ جلال وعظمت: میں اس ذکر کا ثواب تیرے رسول

اَجْعَلْ ثَوَابَ هٰذَا الذِّكْرِ اِلٰى رَسُوْلِكَ
وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى وَاَحْمَدَ
الْمُجْتَبٰى لِمَغْفِرَةِ اُمَّتِهٖ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا حَيُّ
يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
اٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْنَ ؛

رَبَّنَا اَعْطِ ثَوَابَ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَمِيْلِ
اِلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِكَ وَحَبِيْبِكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَيِّدُهُمْ وَمَوْلَاهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ
لَمْ يُرْضُوْكَ وَلَمْ يَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ
حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِتَقْصِيْرِهِمْ وَعَجْزِهِمْ
وَلَمْ يَزَالُوْا فِي الدُّنْيَا يَعْمَلُوْنَ
السَّيِّئَاتِ وَلَمْ يَتَزَوَّدُوْا لِقُبُوْرِهِمْ
اِلَّا الْحَسْرَةَ وَالنَّدَامَةَ وَيُعَذَّبُوْنَ
فِيْ قُبُوْرِهِمْ بِالْاَعْمَالِ السَّيِّئَةِ الَّتِيْ
اِرْتَكَبُوْهَا يَا رَبِّ فَاغْفِرْ لِكُلِّ اَحَدٍ

اور تیرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ، احمد
مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی مغفرت
کے لیے پیش کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب
تو ہماری طرف سے قبول فرما! بیشک تو
سننے والا، جاننے والا ہے۔ یاحی یاقیوم! یاحی
یاقیوم، یاحی یاقیوم۔ آمین ثم آمین۔

اے ہمارے رب! اس ذکرِ جمیل کا ثواب ان لوگوں کو پہنچا
جو تجھ پر اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے اور جنہوں نے تجھے رحمٰن اور رحیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنا آقا اور مولا تسلیم کیا۔ مگر نہ تو وہ تجھے
راضی کر سکے۔ اور نہ ہی تیرے حبیب حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پابندی کر سکے
بوجہ اپنی کوتاہیوں اور عجز کے، اور دنیا میں
ہمیشہ بُرائیاں ہی کرتے رہے اور سوائے
حسرت اور ندامت کے اپنی برزخ کی
زندگی کے لیے کوئی بھی زادِ راہ تیار نہ کر
سکے اور اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے
جو اُن سے سرزد ہوئے، اپنی قبروں میں
عذاب پا رہے ہیں۔

یارب العزت! ہمارے آقاو

مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ فَاِنَّ كَرَمَكَ الْجَمَّ وَلُطْفَكَ الَّذِيْ عَمَّ لَا يُدْرِكُهُ اَحَدٌ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْن

مولائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ہر فرد کو بخشش دے اور عذاب میں مبتلا نہ رکھ۔ یا حی یا قیوم ! یا حی یا قیوم ! یا حی یا قیوم ! کیوں کہ تیرا کرم کمل اور لطفِ عام کسی کے بھی احاطۂ علم میں نہیں آسکتا۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالے۔ اے سب رحم رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

آمین ثمّ آمین :

وَهٰذَا هَيِّنٌ لَّكَ وَمَا عَلَيْكَ بِعَزِيْزٍ ۝ فَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ ۝ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ؛ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

اے میرے مولی ! یہ تجھ پر آسان ہے اور تجھے کوئی مشکل نہیں کیوں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر التجا قبول کرنے کے لائق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے زندہ، اے ہمیشہ قائم رہنے والے۔ اے صاحب جلال وعظمت

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَوْلَايَ وَاَنَا عَبْدُكَ ضَعِيْفٌ وَّمِسْكِيْنٌ اَنْتَ الْمَالِكُ الْاَحَدُ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ اَنْتَ الْقَادِرُ الصَّمَدُ وَاَنَا مُحْتَاجٌ اَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَاَنَا لَسْتُ بِشَيْءٍ ۝ يَا سَمِيْعُ فَاسْمَعْ اِسْتِغَاثَتِيْ وَتَقَبَّلْ دُعَائِيْ فَاغْفِرْ اُمَّةَ

اے اللہ ! تو مولی ہے اور میں تیرا ضعیف و ناتواں بندہ ہوں : تو مالک ہے احد اور میں مملوک تو قادر ہے اور بے نیاز اور میں محتاج ، تو قادر ہے ہر چیز پر اور میں کوئی چیز بھی نہیں۔ اے سُننے والے ! بس تو میری فریاد کو سُن اور میری دعا کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امت کی مغفرت کے لیے قبول فرما!
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ - یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اے زندہ! اے ہمیشہ قائم رہنے والے اے صاحبِ عظمت وجلال۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمِیْن

*

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

"اے لوگو! تم اس وقت تک ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک اللہ کی راہ میں اپنی پیاری محبوب چیز خرچ نہ کرو!"

آلِ عمران: ۹۲

ف: بے شک نیکیاں انسان کا محبوب ترین مال اور باقیات وصالحات ہیں!

*

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

یعنی "دوسروں کی حاجت براری کے لیے بخشش کرتے ہیں یعنی اپنے نفسوں پر دوسروں کو بخشش کے طور پر مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ انہیں اس کی خود بھی ضرورت ہو اور ایثار کرتے ہیں اگرچہ خود اس کے حاجت مند ہوں۔"

(سورۃ حشر: ۹)

*

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (سورۂ نوح: ۲۸)

یعنی اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں۔ ان کو (یعنی اہل وعیال کو) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجیے۔

✽

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔ (سورۂ حشر: ۱۰)

"اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی (مغفرت فرما) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے! اے رب! آپ بڑے شفیق اور رحیم ہیں۔"

✽

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي قَبْرِهِ إِلَّا شِبْهُ الْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ وَلَدٍ أَوْ صَدِيقٍ ثِقَةٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ

بحوالہ بیہقی "شعب الایمان" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ میت قبر میں غرق ہونے والے فریادی کی مانند ہوتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ، بیٹا، دوست مخلص کی دعا کی منتظر ہوتی ہے جو اس کے لیے ساری دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ سبحانہٗ اس دعا کے اجر کو پہاڑ کی مانند قبر میں داخل فرماتے ہیں اور زندوں کا ہدیہ مردوں کے لیے ان کی بخشش و مغفرت طلب

اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ کرتا ہے۔
اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔

(شرح الصدور صفحہ ۳۰۶)

◆

مالک ابن دینار سے ابن نجار نے روایت کی ہے کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے غیب سے آواز آئی کہ اے مالکؒ بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے، جس کو قبر والے بھائیوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ بخدا تم مجھے بتاؤ، یہ کیا تحفہ ہے؟ کہا۔ ایک مومن نے وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص پڑھی اور کہا، اے اللہ! اس کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان بھائیوں کو میں نے بخش دیا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر روشنی اور نور بھیجا اور ہماری قبروں کو کشادہ کیا۔

مالکؒ بن دینار کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ جمعہ کی رات کو اسی طرح سے دو رکعت نماز پڑھ کر مُردوں کو بخشتا ہا۔ پس میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے مالک بن دینار! جس قدر تو نے میری اُمت کے لیے نور کا تحفہ بھیجا ہے اس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور اسی قدر تم کو ثواب دیا اور تمہارے واسطے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جس کا نام منیف ہے۔

(شرح الصدور: ۳۰۵)

ف: اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے یہ نماز اور یہ سورتیں ہی مخصوص ہیں،

بلکہ یہ مطلب ہے کہ یہ ایک اللہ کے بندے کا ایک عمل ہے جو اس نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا۔ اسی طرح ہر کوئی ہر وقت ہر قسم کی ہر شے پڑھ کر بخش سکتا ہے۔ نماز ہو یا قرآن۔ تسبیحات ہوں یا دعوات۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی نے ایک لاکھ پچیس ہزار بار کبھی کلمہ طیبہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ طیبہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے، اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے فرمایا اس پر کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔

تحذیر الناس صفحہ ۳۴ از مولانا محمد قاسم نانوتوی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ	وسلم نے، جو شخص ہر روز مومن مردوں
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ كُلَّ يَوْمٍ	اور مومن عورتوں کے لیے ستائیس یا
سَبْعًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَوْ خَمْسًا	پچیس بار مغفرت کی دعا کرے گا یعنی
وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَحَدَ الْعَدَدَيْنِ	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ	تو وہ ان مستجاب الدعوات لوگوں میں

وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ۔ ہو جائے گا جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔

(ابی الدرداءؓ / حصن حصین صفحہ ۱۲۷)

دوسری روایت میں ہے، جو مومن مرد اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ اس کے نامۂ اعمال میں ہر مومن مرد و عورت کے بدلہ میں ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

اِنَّ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلٰوةً كَانَ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةَ قُرْاٰنٍ اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ جَمِيْعِ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَيَصِلُ ذٰلِكَ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهٗ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ۔

انسان کو اپنے اعمال کا ثواب دُوسرے کو پہنچانا درست ہے، نماز ہو یا روزہ حج ہو یا صدقہ یا قرآن کریم کی تلاوت یا اس کے سوا ہر قسم کے نیک اعمال ہوں۔ اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۸ و شرح کنز وغیرہ)

الحمد للحیّ القیوم

۵۷۳ ہر آدمی کو ہر وقت اپنی ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کی طرف سے دُعا مانگنے کی اجازت ہے۔ اسی اجازت کے تحت بندہ اور بندے کے تمام دوست احباب ان مسلمان بھائیوں کی مغفرت کے لیے، جو قبروں میں ہیں، دعا کرتے ہیں کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحیمی کریمی کے صدقے ان سب کو بخش دے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ آمین

الحمد للحیّ القیوم

۵۷۴ ہر قوم کی بنیاد پتھروں پہ نہیں، شہداء کی ہڈیوں اور خون پہ رکھی جایا کرتی ہے۔
ہر قوم کو اپنے شہداء پہ ناز ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۵ ہر مہمان واجب التعظیم ہے ———— مومن ہو یا کافر۔
اور مہمان کی تعظیم شرعی حدود تک محدود رکھ۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۶ حکیم: ————
اگر چہ بقراط و سقراط ہو، نہ ہر مرض کی تشخیص کر سکتا ہے، نہ علاج۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۷ سب سے بڑا غم ہجر ہے۔ لیکن جو لطف ہجر میں ہے، وصل میں نہیں۔ جو دُوری میں ہے، حضوری میں نہیں۔ اسی طرح جو لُطف گناہ کے بعد توبہ میں ہے، معصومیت میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۸ سرما کی ساری رات سو کر گزار دی۔
اگر تو جاگنے کی لذت سے آشنا ہوتا تو کبھی سونے کے لیے بستر نہ بچھاتا۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۹ میں حلیم ہوں۔ میرے سوا کوئی بادشاہ کسی غلام کی کسی نافرمانی پہ کبھی درگزر نہیں کرتا۔
اور تو:
ایک مُدت سے میرے رُوبرو میری نافرمانی کر رہا ہے، میں نے کبھی تجھ سے پُوچھا ہی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۰ یہ کہہ کر کہ میری کوئی بھی طلب و تمنا نہیں مگر یہ اور صرف یہ کہ مجھ کو تیری طاعت اور تیرے ذکر کی پوری توفیق عنایت ہو اور میرے گلے میں تیری غلامی کا طوق پہنا دیا جائے تاکہ بازار دنیا کا کوئی گاہک کسی قیمت پر بھی مجھے خریدنے کی کوشش نہ کرے۔ میرے گلے میں تیری غلامی کا پٹہ پہنے دیکھ کر ہر کوئی کہے کہ یہ غلام سلطان کے ہاں بک چکا ہے۔ اب اسے کوئی کبھی خرید نہیں سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۱ جس کی نظر میں اثر نہیں، اس کی خبر میں بھی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۲ جو مخلوق پر راضی ہوا، خالق اس پر راضی ہوا۔ اور یہ رضا کا ادنیٰ مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۳ جو قضا پر راضی ہوا، اس پر قاضی راضی ہوا۔ یہ رضا کا میانہ مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۴ جو رضا پر راضی ہوا، اس پر اللہ راضی ہوا۔ صاحب مقام رضا ہوا۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۵ جب اللہ کسی بندہ پر راضی ہو جاتا ہے، بندہ اللہ پر راضی ہو جاتا ہے۔ ورنہ بندہ کسی بھی حال میں کبھی اللہ پر راضی نہیں ہوتا۔

الحمد للہ علی کل حال

الحمد للحی القیوم

۵۸۶ یوں کہو۔

تو میرا رب ہے، مجھ پر راضی ہو جا یا رب!

الحمد للحی القیوم

۵۸۷ صالحیت، دین کی شان، فقر کی آبرو اور عظمت کی جڑ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۸ دین تیرا، دنیا تیری، ملک تیرا، ہم تیرے، اور تو ہمارا ہے۔

ربّ ذوالجلال والاکرام!

الحمد للحی القیوم

۵۸۹ یہی تسلیم ہمارا ایمان اور اسی ایمان کے ایما پر ہم دُعا کی جسارت کرتے ہیں۔ اپنی طاقت و تدبیر تو ہم دیکھ ہی چکے، اب ہم تیری قدرت کو دیکھنے کے متمنی ہیں۔ تیرے لطف و کرم سے تیرے اس ملک کا اقبال بلند ہو۔

تیرا یہ ملک ایک بار نہیں، کئی بار آزمایا جا چکا ہے۔ اب یہ تیری دل جوئی کا مستحق ہے تو اس پہ اپنی رحمت نازل فرما۔

یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! اٰمِیْن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اٰمِیْن ! اٰمِیْن ! اٰمِیْن !

الحمد للحی القیوم

۵۹۰ ماں نے جب بھی اپنے کسی بچے کو پیٹا۔ پھر اس کی دل جوئی کی۔ بچے کی شرارت سے جھنجلا کر ماں نے اسے خوب پیٹا۔ بچہ رونے لگا، ماں کی ممتا کو یہ ناگوار گزرا۔ فوراً ہی بچے کو گود میں لے کر اس کی دل جوئی کرنے لگی، کھانے کو مٹھائی دی حتیٰ کہ وہ خوش ہو کر پھر سے

کھیلنے میں مصروف ہوا۔
اور تو اے میرے رب! ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے۔ پٹائی تو ہماری ہو ہی چکی ہے اب دلجوئی باقی ہے۔
تو اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی نبوت و رسالت کی عزت و عظمت کے صدقے ہماری کھوئی ہوئی عظمت و وقار کو پھر سے بحال کر کے دلجوئی فرما۔

الحمد للحی القیوم

۵۹۱ جیسے جس کے اعمال تھے ویسے ہی اس کی قبر کا منظر تھا۔
(جیسا وہ دنیا میں کیا کرتا تھا، اسی طرح اس کی قبر پہ دیکھا۔)
بادشاہ کی قبر پہ حسرت ——— اور ——— فقیر کی قبر پہ رحمت
برس رہی تھی۔

الحمد للحی القیوم

۵۹۲ مساوات انسانیت کے احترام اور عدل کی حد ہے۔ عمر فاروق کے سوا کوئی اور اس حد تک نہ پہنچ سکا۔

الحمد للحی القیوم

۵۹۳ عرب کے ایک بدو کو یہ جرأت حاصل تھی کہ بھرے مجمع میں یہ کہہ دے کہ ایک چادر میں عمرؓ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا، دوسری چادر کہاں سے آئی؟
عمرؓ نے اس جسارت کی تحسین کی، ان کی جبیں پہ شکن تک نہ آئی، سائل کے سوال کا پورا جواب دے کر مطمئن کیا کہ دوسری چادر ان کے بیٹے کی تھی جو اس نے ان کو دے دی۔

الحمد للحی القیوم

۵۹۴ یہ حکم بھی صرف عمرؓ نے ہی دیا کہ کوئی گورنر اپنے گھر کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائے۔ جو بھی آئے، بلا جھجک داد پائے۔
گھر کے در ہمیشہ کھلے رہیں اور در پہ دربان نہ ہو۔

الحمدللحی القیوم

۵۹۵ صدیقؓ کو محبت، عمرؓ کو عدل، عثمانؓ کو حیا، اور علیؓ کو حکمت عطا ہوئی۔
(حدِ درجے کی عطا ہوئی) اور بدرجہ اُتم عنایت ہوئی۔
پھر ان کے بعد کسی کو بھی اور کسی بھی زمانے میں یہاں تک رسائی نہ ہوئی۔

الحمدللحی القیوم

۵۹۶ جس تحریر سے لکھنے والے کی تسلی نہیں ہوتی، پڑھنے والے کی کیسے ہو سکتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۹۷ بلّی کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں، بھدے ہوتے ہیں۔ بلّی انہیں چاٹ چاٹ کر خوبصورت بنایا کرتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۹۸ اللہ تجھے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کا محتاج نہ کرے اور کفایت کے درجہ تک روزی عنایت فرمائے۔ آمین!
بے شک رزق کی بہتات اور قلت دونوں بُرائی ہی کی طرف لے جایا کرتی ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۵۹۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی، ایک ایک، دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔
چنانچہ "کتاب الاستیعاب" جلد دوم صفحہ ۷۶۵ پر ہے:

قَالَ اَبُوْعُمَرَ لَمْ يَنْكِحْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَيْرَهَا (اَىْ غَيْرَ عَائِشَةَ)	حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح نہیں کیا۔

تو یہ سنّت سے ثابت طریقہ ٹھیرا۔

اور حدیث میں ہے کہ :

"جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقہ کو پھر پھیلائے اور جاری کرے، اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا" (مشکوٰۃ شریف)

اسی لیے

بیوہ عورتوں سے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا، اور اس کا رواج پھیلائے گا، اُسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا، اور جو بیوہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اور، رواج پڑنے کے لیے نکاح کرے، وہ بھی سو شہیدوں کا ثواب پائے گی۔

صحابی عورتوں میں بھی بیوہ عورتیں نکاح ثانی کر لیا کرتی تھیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح ثانی کا ذکر صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۰ اور اصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ پر مذکور ہے۔

"حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح خنیسؓ ابن حذیفہ سے ہوا تھا، غزوہ بدر میں حضرت خنیسؓ زخمی ہو گئے اور اسی سبب سے واپس آکر شہادت پائی۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نکاح کے سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ آخر کار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی صورت پیدا ہو گئی، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہو گیا۔"

الحمد للحی القیوم

۶۰۰ کسی بیوہ کا یہ اصرار کہ وہ اللہ اللہ کرتی اپنی زندگی گزار دے گی، نفس کی فطرت کے خلاف، اور سنتِ راشدہ کے منافی ہے۔
بے شک ایک نکاح ہزار برائیوں کی روک ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۰۱ ایک زمیندار، ایک پٹواری کو چنے کے ہوئے کھلا رہا تھا کہ اتنے میں تحصیل کا چپراسی ایک فرمان لے کر حاضر ہوا۔
زمین دار نے پوچھا، کیا حکم لایا ہے؟ پٹواری نے جواب دیا کہ میری تبدیلی فلاں جگہ ہو گئی ہے۔
زمیندار نے چنوں کے وہ دانے جو پٹواری کی ہتھیلی پہ ڈالے تھے، واپس لے لیے اور کہا گیا
پٹواری نے حیرانی سے پوچھا، یہ کیا؟ جواب دیا: "یہ آپ کے جانشین کو دوں گا"

الحمد للحی القیوم

۶۰۲ لارڈ کرزن ہندوستان کا وائسرائے تھا۔
جب اپنے عہدے سے فارغ ہو کر انگلستان جانے کے لیے جہاز پہ سوار ہونے لگا تو اس نے
ایک الوداعی تقریر کی اور کہا کہ،
"اگرچہ میں ہندوستان میں ایک ممتاز عہدے پہ فائز تھا لیکن پھر بھی ایک حسرت لے کر اپنے وطن واپس جا رہا ہوں۔ کہ کسی گاؤں کا پٹواری نہ بنا"

الحمد للحی القیوم

۶۰۳ جو جانتا نہیں ——— اور جانتا نہیں کہ وہ جانتا نہیں ———

——— جاہل ہے

مثلاً ایک نے کہا،
کہ وہ جس سے بھی ملا اور جس بھی کام کے لیے ملا وہ جانتا نہیں تھا ——— اور جانتا نہیں تھا

کر وہ جانتا نہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

۴.۴ جو جانتا ہے، اور جانتا ہے ——— کہ وہ جانتا ہے ———

——— دانشور ہے

مثلاً اس کی تشریح اُس نے یوں کی:

کہ وہ یہ جانتا ہے، اور خوب جانتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمدللہ الحی القیوم

۴.۵ یہ بھی نہیں جانتا:

کہ یہاں آنے سے پہلے کہاں تھا، اب کہاں جائے گا، اور کب جائے گا؟

شرعی احکام کا اجراء ظاہر پہ ہے اور ظاہر ہی ہیں باطن پوشیدہ ہے؛

جہاں کوئی شے ظاہر میں نہیں، ——— باطن میں بھی نہیں۔

انسان کا جسم الوجود گویا ایک جہان ہے۔ جو اس میں ہے سارے جہان میں ہے۔

انسان دھوکے میں ہے۔

عارف کہلاتا ہے، عارف بالکل نہیں۔

آنکھوں کی بصارت، کانوں کی سماعت، زبان کی گویائی کی حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں، کہ کس کی آواز کون سنتا ہے اور کیسے سنتا ہے؟

اسی طرح

یادداشت دماغ میں کیسے محفوظ رہتی ہے۔؟

یہ اپنی جان کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا، کل کیا کرے گا، اور کیا ہوگا؟

عیب کسی کمال کا دعویٰ کرتا ہے، سننے والا شرماتا ہے۔
اس کے بس میں کوئی شے نہیں، اور اسے کسی بھی شے پر کوئی قدرت نہیں۔
اس کی ہر شے اس کے خالق کی طرف سے ہے۔
کیا ہی اچھا ہو، جو خالق ہی کے لیے ہو۔

الحمد للحی القیوم

۶۰۶ شہزادۂ کونین سَیِّدُنَا اِمَام حُسَیْن عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں جو عبارات لکھی گئی ہیں، ترمذی شریف جلد دوم اور غنیۃ الطالبین سے نقل کی گئی ہیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ یہ عبارات غلط ہیں اور وہ انہیں غلط ثابت کریں گے۔ انہوں نے مناظرے کی فرمائش کی۔

بندہ نے جواب دیا کہ بندہ اور بندے کے تمام دوست شہزادۂ کونین سَیِّدُنَا اِمَام حُسَیْن عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے اہلِ بیت کے وفادار و جاں نثار، ازلی غلام ہیں۔ اُن کی شان میں کسی سے بھی اور کوئی بھی کلام کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ یہ مناظرہ کسی اور ہی سے کریں، کیونکہ محبت کے شیدائی بھی اپنے محبوب میں کوئی نقص نکالا کرتے ہیں اور پھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے شہزادۂ کونین میں۔

حُسَیْن میرے مولیٰ ہیں اور میں بغیر کسی دلیل کے آپ کا غلام ہوں، اور یہ کافی ہے۔

آپ کی شان میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ

حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں

اور یہ ابلاغ کی حد ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

۷۰۷ شہر میں ، علم ہوتا ہے اور ظلم ہوتا ہے۔
جنگل میں ، جہل ہوتا ہے اور برکت ہوتی ہے۔

الحمدللحق القیوم

۷۰۸ جہل:
تخلیق کا ہیولیٰ، تہذیب کا محرک اور دانش کا خادم ہے۔

الحمدللحق القیوم

۷۰۹ جہل:
عرفان کے چشمے کا منبع ، حقیقت کا متلاشی اور اپنی حیات کا ارتقائی عروج ، علم کے جیسے میں حاصل کرنے کا آرزومند ہوتا ہے۔
گویا انسانی زندگی کی جدوجہد کا آغاز جہل ہی سے ہوتا ہے۔

الحمدللحق القیوم

۷۱۰ جہل:
فتوے سے پاک اور مرفوع القلم ہے۔

الحمدللحق القیوم

۷۱۱ جہل:
جسے کہ ہم حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتے ہیں، بہت سی انسانی صفات سے متصف ہوتا ہے سادہ لوح ، خاموش طبع اور کم گفتار ہوتا ہے ، غریب ہوتا ہے ، بھولا ہوتا ہے ۔ ہر کسی کو اپنے سے افضل سمجھا کرتا ہے ، متواضع ہوتا ہے ، عاجز ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ کسی کے بھی برابر بیٹھنے کی جرات نہیں کرتا۔ محبت کا طالب و متمنی ہوتا ہے لیکن کوئی بھی اس سے محبت نہیں کرتا۔ کسی کے معمولی سے احسان کو کبھی نہیں بھولتا۔ ہمیشہ یاد رکھتا ہے ۔ ذرا سی عزت پہ خوش ہو جاتا ہے،

اپنے محسن کو سر پر بٹھالیتا ہے۔ اس کے لیے جان تک دینے سے گریز نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۶۱۲ محبت کے میدان میں وفا کا علم غریب ہی کے ہاتھ رہا اور امیر کی دوستی مطلب تک محدود ہوتی ہے۔

مطلب ختم۔ ۔ ۔ دوستی ختم

الحمد للحی القیوم

۶۱۳ جو دنیا کی بے ثباتی اور دین کی عظمت سے واقف ہوا، دانش ور ہے۔ اور دانش ور کبھی دنیا میں جی نہیں لگایا کرتے۔

دنیا کو مسافر خانہ سمجھ کر مسافروں کی طرح جیا کرتے ہیں اور کوئی بھی دم اللہ کی طاعت اور ذکر سے غافل نہیں رہا کرتے۔ چلتے ہوں یا کھڑے بیٹھے ہوں یا لیٹے۔

الحمد للحی القیوم

۶۱۴ دانشور دنیا میں کبھی خوش نہیں ہوتا، اور نہ ہی کبھی اپنے نفس پر راضی ہوتا ہے۔ نفس اگرچہ کتنا ہی عبادت گزار ہو، کسی نہ کسی رنگ میں سرکش ہوتا ہے، متکبر ہوتا ہے، کبھی عاجز نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے کسی داؤ سے باز رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۱۵ دانشور اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھا کرتے ہیں کسی بھی رنگ میں کبھی ابھرنے نہیں دیتے۔

الحمد للحی القیوم

۶۱۶ ہنر مندی، دانش کا ایک جزو ہے اور دانش انسانی، خرد کی تخلیق ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۱۷ ہر دانش ور ہنر مند ہوتا ہے لیکن ہر ہنر مند دانش ور نہیں ہوتا

الحمدللہ الحی القیوم

۶۱۸ جو دانشور سرمایہ دار ہو۔ دانش ور نہیں۔
دانش ور کا سرمایہ علم ہوتا ہے، نہ کہ زر
اگر دانش ور ہوتا، دنیا کی طرف کبھی راغب نہ ہوتا۔
یہ جان کر کہ دنیا کی ہر شے فانی، ناپائیدار اور چند روزہ کی مہمان ہے، اللہ ہی اللہ میں محو ہوکر
رہتا۔
نہ شہرت کا طالب ہوتا، نہ راحت کا۔ اور اپنے لیے کسی بھی زینت و لذت کو کبھی پسند
نہ کرتا۔

الحمدللہ الحی القیوم

۶۱۹ جہل خادم ہے۔ دانش مخدوم۔
جہل دانش کا قدر دان ہے، شکر گزار ہے۔ لیکن دانش جہل کی نہیں۔
حق یہ تھا کہ دانشور جہل کا قدر دان ہوتا اور اپنے خادم کی خدمت پر شکر گزار ہوتا۔

الحمدللہ الحی القیوم

۶۲۰ جو کام کسی نے دنیا میں کرنا ہوتا ہے کر کے ہی رہتا ہے اگرچہ تلقین کا حکم دیا گیا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ جو کام بندے کی قسمت میں لکھے ہوتے ہیں بندہ ضرور کرتا ہے اور
کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۶۲۱ جہاں قال ہوتا ہے، حال نہیں ہوتا۔
اور جہاں حال ہوتا ہے، قال نہیں ہوتا۔

قال قال میں اور حال حال میں مصروف رہتا ہے

الحمد للحی القیوم

۶۲۲ میرے بیٹے:

قال کے ساتھ حال کا ہونا لازم و ملزوم ہے

تم نے قال دیکھا ہے، حال نہیں دیکھا۔

نمائندہ دیکھا ہے، نمونہ نہیں دیکھا۔

الحمد للحی القیوم

۶۲۳ انسانی کردار کی ہر خصلت کا، ہر دور نے عملی نمونہ پیش کیا۔

جو نمونہ اسلام نے پیش کیا، نادر المثال، وراء الوریٰ اور سب کرامات کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۲۴ صدر، سربراہ، وزیر اعظم، خلیفہ

بادشاہ ہی کے مختلف نام ہیں۔

وہ بھی کیا دور تھا کہ مسلمانوں کی عظیم مملکت کے امیر مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے کے لیے ایک یہودی کے باغ میں خلائی کیا کرتے تھے۔ شام کو حسب روزی کما کر لاتے۔ اگر کوئی سائل دروازے پر دستک دیتا اُسے دے دیتے۔ خود پانی پی کر لیٹ جاتے اور یہ روز ہوتا۔ آپؓ کسی بھی سائل کو کبھی خالی نہ لوٹاتے۔

ایک سائل نے سوال کیا اُسے ایک لڑکا دیں۔

آپؓ نے دونوں دے دیے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان میں کوئی بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی بادشاہ

نے اپنے کھانے کے لیے کسی کے باغ میں غلائی کی ہو،
اور یہ بھی کبھی نہیں سنا کہ اللہ کے نام پر کسی نے کسی کو بیٹے دیے ہوں، اور پھر وہ بھی
حسنؓ و حسینؓ جیسے

الحمد للحی القیوم

۶۲۵ آج سب قوتِ حیدریؓ کی رٹ لگاتے پھرتے ہیں۔ قوتِ حیدری کا دار و مدار اکلِ حلال پر موقوف ہے۔ جب تک کسی کا کھانا طیب نہیں ہوتا، اور کمائی کر کے نہیں کھایا جاتا، کسی میں بھی اور کوئی قوت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کوئی جدوجہد کسی بھی منزل پر پہنچ سکتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۲۶ جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا، قال ہے۔
اس قال پر عمل کا اصطلاحی نام، حال ہے۔
اسی طرح جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری صلاح و فلاح کے لیے فرمایا، قال ہے
اور اس پر عمل کا نام، حال ہے۔
آپ جو بھی کہتے ہیں، قال ہے۔
جو کرتے ہیں، حال ہے۔
اور یہ ازبر کر لیں کہ قال پر عمل ہی سے حال پیدا ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۲۷ نکتہ چینی اتفاق کی ضد ہے۔
اور نکتہ چین کسی نکتہ پر کبھی متفق نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۶۲۸ چودہ سو سال گزر چکے، قیامت قریب آ چلی، لیکن ابھی تک ہم اپنے آقا و مولیٰ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر متفق نہیں، اور کس پر ہو سکتے ہیں؟

الحمد للحی القیوم

۶۲۹ حضرت بابا صاحب فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی کے ستر ہزار مقامات بیان فرمائے اور عرش عظیم پر حاضری کو پہلا مقام فرمایا یقیناً ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہرگز نہیں کر سکتے۔ پھر بھی درویشی میں پہلا نمبر رکھتے ہیں۔

حاصل یہ کہ ہم درویشی کے مقامات سے بے خبر ہیں۔ نبوت کے مقامات و مدارج کو کیوں کر ادراک میں لا سکتے ہیں؟

مدارج نبوت ہماری سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں اور ہم اس عقل سے ان درجات و مقامات کو کبھی سمجھ نہیں سکتے۔

الحمد للحی القیوم

۶۳۰ حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا:

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں! مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا۔ نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ جن تھے اور نہ انسان۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔

ایک حصے سے قلم پیدا کیا۔
دوسرے حصے سے لوح ، اور
تیسرے سے عرش ۔
پھر چوتھے حصے کو چار جزوں میں تقسیم کیا۔
پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔
دوسرے سے کرسی کو۔
تیسرے سے باقی تمام ملائکہ کو
پھر چوتھے جز کو چار حصوں میں تقسیم کیا ، پس
پہلے حصے سے آسمانوں کو پیدا کیا۔
دوسرے سے زمینوں کو۔
تیسرے سے جنّت کو۔ اور
چوتھے سے دوزخ کو۔
پھر چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم کیا ۔ پس
پہلے حصے سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا۔
دوسرے سے ان کے دل کے نور کو ، جس سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے ۔ اور
تیسرے حصے سے ان کا نور انس پیدا کیا ، اور وہ توحید ہے ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم

(الانوار المحمدیہ من مواھب لدنیہ مصری صفحہ ۹ از امام قسطلانیؒ) مرحبا مبارکا مکرما

الحمد للحی القیوم

۶۳۱ حدیثِ قدسی ہے:

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَرَدْتُ اَنْ اُظْهَرَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

یعنی: "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو خلقت کو پیدا کیا"۔

مخلوق سے فردِ کامل مراد ہے اور وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے کیونکہ، سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے مولا کریم نے کسے پیدا فرمایا؟

تو فرمایا:

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ کُلِّ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَاءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ۔

اے جابرؓ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ آسمان، نہ فرشتہ، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انسان۔

حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۳۸

الحمد للحیّ القیوم

۶۳۲ ویروی انه لما خلق الله تعالٰی ادم علیه السلام الهمة ان قال یارب لم کنیتی ابا محمّدا؟ قال الله یا آدم ارفع راسك فرفع

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں ڈالا کہ اے رب! تو نے میری کنیت

ما اسم فرای نُورِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش فقال یا ربّ ما ھٰذا النُّور؟ قال ھٰذا نُورُ نبیّ من ذرّیّتک اسمہ فی السّماء احمد وفی الارض محمّد لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضاً	ابو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدمؑ! اپنا سر اُٹھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کیا، اے رب! یہ نور کیسا ہے۔ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان کو اور نہ زمین کو۔

(مواہب لدنیہ، صفحہ ۸ جلد اوّل)

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ:
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ:
اے جبریلؑ! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ خبر نہیں۔ میں اتنا جانتا ہوں:

ان فی الحجاب الرابع نجماً یطلع فی کل سبعین الف سنۃ مرۃ رایتہ اثنین وسبعین الف مرۃ	چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکا کرتا تھا۔ میں نے اُسے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا:

وَعِزَّةِ رَبِّي أَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَب "مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! میں ہی وہ تارا ہوں"

(تفسیر روح البیان جلد اول)

ف: ستر ہزار ضرب بہتر ہزار۔ برابر ہے پانچ ارب اور چار کروڑ سال کے۔ اور واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے کوئی ساڑھے سات صدیاں گزری ہیں۔

الحمد للحق القیوم

۴۳۴ اللہ رب العالمین نے ارادتِ ازلی کے تحت کل عالم کو پیدا کیا۔

عالم میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین، مومنین و مسلمین، مشرکین و منافقین و کفار، سبھی شامل ہیں۔

پھر اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارواح کی رہبری فرمائی اور بَلٰی کہنے کی تعلیم دی۔ سب نے یک زبان ہو کر اپنے رب کی ربوبیت کا اقرار کیا اور کہا بَلٰی! یعنی یا اللہ! بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے پیدا فرما کر مخلوق کے سامنے پیش کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد ایک فقر اپنے قول پہ ثابت قدم رہا۔ باقی جس نے بھی دنیا کی جس بھی چیز کو دیکھا اسی پہ فریفتہ ہو گیا۔ اپنا وعدہ بھول گیا، کوئی اقرار یاد نہ رہا۔

فقر کو عشق کی رہبری حاصل تھی، اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ بالکل نہ ڈگمگایا۔ بے شک فقر اللہ کی ایک ہی مایۂ ناز مخلوق تھی جو اپنے قول پہ کاربند رہی، جو دنیا کے کسی بھی منظر کی طرف راغب

نہ ہوئی ، نہ ہی کسی چیز کی طرف آنکھ تک اٹھائی

فقر اللہ کی واحد مخلوق تھی جو اللہ ہی کی طرف متوجہ رہی ، جسے دنیا کا کوئی منظر اپنی طرف راغب نہ کر سکا اور کوئی بھی چیز اسے للچا نہ سکی۔ فقر اپنے کسی بھی قول و اقرار سے بال بھر پیچھے نہ پھرا۔

مَرْحَبًا مُكَرَّمًا مُشَرَّفًا

خلق نے مخلوق کو دیکھا ———— فقر نے خالق کو دیکھا۔

خلق نے کاریگری دیکھی ———— فقر نے کاریگر

فقر

اپنے مالک و معبود کو دیکھ کر مطمئن ہوا ، سجدہ ریز ہوا ، جمال کے جلوے میں محو ہوا ، ایسا ہوا اور اتنا ہوا کہ کسی اور طرف کا خیال تک نہ رہا، قال و مقال سے گزرا ، حال و مقام سے گزرا جب دیکھا کہ کائنات کی ہر شے میں خاکی ہو یا آبی ۔ نوری ہو یا ناری ، ایک ہی نور جلوہ گر ہے ، یہاں تک کہ جو نور گلاب کے اس ٹپکتے ہوئے پھول کی پتی میں جلوہ گر ہے وہی گھاس کے اس سوکھے ہوئے تنکے میں بھی ہے اور ازل و ابد ، اوّل و آخر ، ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں ، کوئی بھی نہیں ۔

شاہ صدرالدین

فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو

اللہ کے سوا اور طرف کبھی متوجہ نہ ہوئی ، ہرگز نہ ہوئی ، اور اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں لگی جس کا اللہ کے سوا کوئی اور مدعا و مطلب نہ تھا ، جس نے دنیا کی کسی بھی چیز اور منصب کو کبھی قبول نہ کیا ، جس کے حضور میں دنیا ذلیل اور ہمیشہ بے قدر رہی ، جس نے دین کے میدان میں وفا کے علم کو بلند کیا۔ کبھی گرنے نہ دیا جس نے کبھی کوئی مطالبہ نہ کیا جو اللہ ہی کے لیے جیا اور اللہ ہی کے لیے مرا ، جس نے کبھی کچھ نہ کھایا مگر جینے کے لیے اور کبھی کچھ نہ پہنا مگر ستر

دعا پڑھنے کے لیے کسی سے کبھی کچھ نہ مانگا، مگر اللہ ہی کے لیے۔ اللہ کی محتاج و نادار مخلوق کی خدمت کے لیے۔ اور کبھی کچھ نہ کیا، مگر اللہ ہی کے لیے۔ ہمیشہ اپنی بے قدری پر خوش ہوا۔ بسبب استحقارت کی نگاہوں سے دیکھا گیا، تو خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ جب اس پر جہل کے آوازے کسے گئے، تو خاموش رہا۔ کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ اگر اسے زندیق کہا گیا، تو مسکرایا۔ کسی کے بھی بُرا کہنے کو بُرا نہ منایا، اسے دُعا دی۔ اگر کسی نے کوئی مذاق کیا، درگزر کیا۔ اگر کبھی کسی نے کسی منصب کی پیشکش کی، تو اپنے جہل کا اعتراف کیا اور دانشمندی کی حد کر دی۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۴۳۵ عشق نے فقر کو رب کا تعارف کرایا۔ یہ تیرا رب ہے۔ یہی تیرا مالک اور یہی تیرا معبود ہے۔ کون و مکاں کی ہر شے اسی کے قبضۂ قدرت میں محکوم و مقدور ہے۔

تو اپنا رشتہ اپنے رب سے جوڑ، اس کے سوا ہر کسی سے توڑ۔ اور یہ اس راہ کا وہ موڑ ہے۔ جہاں پہنچ کر بندے کا گمراہ ہو جانا ایک معمولی بات ہے اور امکانی بات ہے۔ بڑے بڑے مسافر اس موڑ پر اپنی منزلیں کھو بیٹھے۔

اللہ تجھے سیدھی راہ پر رکھے۔ سیدھی راہ سنت کی راہ ہے۔

یہ سن کر فقر ہمہ تن اپنے معبود کی طرف متوجہ ہوا، دل و جان سے متوجہ ہوا، کسی اور طرف کبھی رُخ نہ کیا۔ نہ ہی کسی سے کوئی دلچسپی لی۔ یہاں تک کہ دیکھا تک بھی نہیں۔

فقر کا یہ حال ازلی ہے، ابدی ہے اور وہ اپنے مقام پر مردِ راہ کی طرح ثابت قدم ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

ایک مدت استغراق میں رہا۔ حتیٰ کہ اسے کائنات کی ہر شے میں اپنے معبود ہی کا جلوہ نظر آنے لگا پھر عشق نے، عروسِ مملکت، امین النعیم، دائم النعیم، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا کہ یہ ہیں تیرے محسنِ اعظم، کل کائنات کے رسول اور تیرے رب کے حبیب، حبیب اقدس و اکمل

اطیب واطہر (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)

یہ سن کر فقر نے اپنے رب کے حضور میں دعا کی ۔ اے میرے رب! اے میرے مالک! اے میرے معبود! مجھ کو تیرے حبیبؐ کی محبت عنایت ہو ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ! آمین طیب و مبارک

محبت

آمین

میرا یہ کاسہ تیرے حبیبؐ کی محبت سے سدا لبریز رہے ۔ آمین

عشق ہی نے فقر کو اللہ کی مخلوق سے متعارف کرایا ، کہا ۔ یہ تیرے رب کی مخلوق ہے ۔ اس میں سبھی شامل ہیں ، مومن بھی ، کافر بھی ، مشرک بھی ، منافق بھی ۔ نیک بھی اور بد بھی ۔ اور یہی تیرے رب کا کنبہ ہے ۔ اس کے ساتھ ہر معاملے میں ، اور ہر حال میں احسان کر!

فقر نے پھر دعا کی ؛

اے میرے رب! رب ذوالجلال والاکرام ! تیرے اس فقیر کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔

آمین : یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اور کہا کہ ؛

میں تیری ہر مخلوق کا ، خاکی ہو یا آبی ، نوری ہو یا ناری ؛ درند ہو یا چرند ، پرند ہو یا خز ندے ، بے لوث وفادار خادم ہوں ، کبھی کسی کے خلاف کچھ نہ کہوں گا ، کبھی کچھ نہ کروں گا ، اگرچہ کوئی کچھ کہے ، اور کچھ کرے ، مگر تیرے لیے ، اور تیرے حکم سے ، اس کے بعد اور اس کے علاوہ فقر نے کبھی کچھ نہیں مانگا ۔ اور نہ ہی کبھی کسی شے کی طلب کی ۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

۱۳۶ شریعت ــــــ علم

طریقت ــــــ علم پر عمل

حقیقت ـــــ علم پر عمل کا حال، اور

معرفت ـــــ پہچان ہے، اپنی پہچان

جب تک کوئی اپنے آپ کو نہیں پہچانتا۔ کسی اور چیز کو نہیں پہچان سکتا۔ یہاں تک کہ اللہ کو بھی نہیں۔
ہر شے کی پہچان کی ابتدا بندے کی اپنی جان سے شروع ہوتی ہے۔ اور یہ بندہ ہی سرِّ لاکریم کا شاہکا
اور جہانِ اصغر ہے۔ یہی بندہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ خلیفہ بمنزلہ اصل ہوتا ہے۔
خلافت میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک یہ تین چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ خلافت مکمل نہیں ہو سکتی؛

عِلم ـــــ مقام اور ـــــ اختیار

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۷ شریعت ظاہر اور طریقت باطن ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۸ ظاہر، باطن کا تہ بند اور پردہ ہے؛ اور کوئی دانشور اپنا پردہ کبھی چاک نہیں کرتا۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ ط اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ ط
اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ؛

آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۹ حضرت منصور حلاج کی ہمشیرہ اللہ کی ولیہ تھیں۔ ہر روز رات کو چپکے سے بغداد کے صحرا میں جاتیں۔
اور اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتیں۔ جب فارغ ہوتیں تو اللہ کی طرف سے ایک جام نصیب ہوتا
جسے وہ پی کر رات کی تاریکی میں گھر لوٹ آتیں۔ جب حضرت منصورؒ کو پتا چلا کہ اس کی بہن رات کو گھر

پر نہیں ہوتی۔ نہ معلوم کہاں جاتی ہے۔ ایک رات وہ ان کی تاک میں رہا۔ جب وہ حسب معمول صحرا کی طرف چلیں، منصورؒ ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ حتیٰ کہ وہ متعینہ مقام پر پہنچ کر اپنے معمول کے مطابق یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئیں۔ جب فارغ ہوئیں تو جنت سے شَرَابًا طَهُوْرًا کا ایک جام اسرارِ الٰہی سے لبریز پیش ہوا۔ آپ پینے لگیں۔ منصورؒ نے فریاد کی۔ اس کو بھی دیں۔ اس پر انہیں بہت رنج ہوا اور اس بات کا رنج ہوا کہ آج اس کا راز کھل گیا۔

اس نے بچا ہوا پیالہ منصور کو دے دیا۔ جسے اس نے پیا اور پیتے ہی بول اٹھا

اَنَا الْحَقُّ اَنَا الْحَقُّ

منصور کو یہ نعمت مفت عطا ہوئی، وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔

اسی جام کو ان کی بہن بیس سال پیتی رہیں، اور ڈکار تک نہ لی۔

منصورؒ نے ایک دن پیا۔ اور وہ بھی بچے ہوئے دو گھونٹ اور بول اُٹھے

اَنَا الْحَقُّ

بغداد میں شور مچا، معاملہ قاضی کے سامنے پیش ہوا، شاہ جنیدؒ سے فتویٰ طلب کیا گیا۔ آپ نے خرقہ اتارا اور شرعی لباس پہن کر ظاہر پہ فتویٰ دیا، شاہ منصور پر اسرارِ الٰہی کے افشاء کی تعزیر نافذ ہوئی اور بندی خانے میں بھیج دیے گئے۔

محبت کا غلبہ تیز ہوا،

بندی خانے کی حراست منصورؒ کو اس کے اعلان سے روک نہ سکی، شاہی حکم سے منصورؒ پر پتھراؤ کیا گیا۔ شاہ شیخ شبلیؒ منصور کے حال کا محرم تھا، شریعت کے احکام کے احترام میں منصور کو پتھر کی بجائے پھول مارا۔ جس پر وہ دھاڑیں مار کر رویا۔

اس لیے کہ شبلی اس کے راز کا محرم تھا۔

منصورؒ کا کھانا پینا بند کیا گیا، تیسرے دن آپ کے لیے کھانا آیا۔ ایک سائل نے سوال کیا، اللہ کے

نام پر کچھ دو۔ آپ نے وہی کھانا اسے دے دیا۔ اور یہ سخاوت کی حد تھی۔

جس دن آپ کو سولی پہ لٹکایا گیا، ایک میلہ لگا۔

اللہ کے منصورؒ کے منظر کو دیکھنے کے لیے اللہ کی ساری خدائی حاضر ہوئی۔

عرشی عرش پہ صف آرا ہوئے اور فرشی فرش پہ۔ شاہ منصورؒ کے اس بے نظیر منظر کو دیکھنے کے لیے ہر کوئی بیتاب تھا۔ منصورؒ کے لیے جنت کی حوریں آراستہ ہوئیں، پیراستہ ہوئیں، شادیانوں کے دف بجانے لگیں، منگل گانے لگیں۔

چلو سئیو رل ویکھن چلیے بتے عاشق سولی چڑھدے

سولی چڑھدے کرن نظارہ موتوں مول نہیں ڈر دے

جب انہیں سولی پہ لٹکانے کا وقت آیا۔ منصورؒ نے تازہ خون کا ایک پیالہ منگوایا، اور اسے منہ پہ مل لیا، پوچھا، یہ کیوں؟ کہا۔ قید و بند کی صعوبت سے میرا رنگ پیلا پڑ گیا کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ منصور کا رنگ سولی کے خوف سے اترا ہے۔ سولی کے تختے پر کھڑے ہو کر جب یہ کہا کہ:

" کھینچ کر کھینچ کر، اب احمد مختار کی خاطر "

عرش لرزنے لگا، کائنات کی ہر شے تھرا اٹھی، قلوب دھڑکنے لگے، آنکھوں میں آنسو امڈ آئے، اشکبار ہوئیں اور دریا بہا ڈالے۔ منصورؒ نے سولی پر لٹک کر عشق کی داستان کو ایک نئے باب سے آشنا کرایا۔ شاہ منصورؒ کا یہ قصہ اب بھی کسی سے سنا نہیں جاتا۔ جہاں شروع ہوتا ہے وہیں حال وارد ہوتا ہے۔

میرے مولا منصورؒ معرفت کے امام کے مقام پر جاں بحق ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

بسے پھرتی تھی بلبل یہ پہنچ ہی گئی !

شہید ناز کی تربت کہاں ہے

الحمد للحی القیوم

المت کی عمارت

۴۴۰ شفقت کی بنیاد دل پہ استوار ہوا کرتی ہے۔ جب تک بنیاد قائم رہتی ہے، عمارت نہیں گرتی۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۱ منافق کبھی کسی کا دوست نہیں ہوتا۔
منافق کے ساتھ احسان کر۔ احسان کی امید مت رکھ۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۲ لوگ یہ کہہ کر کہ لڑکے کی تنخواہ کافی ہے، لیکن کام کچھ بھی نہیں، آرام ہی آرام ہے، خوش ہوا کرتے ہیں
چاہیے یہ تھا کہ لڑکے کی مصروفیت پہ ناز کرتے اور تنخواہ کا نام تک نہ لیتے۔
اجرت نہیں، ماسامی کی اہمیت قابلِ ذکر ہوتی ہے اور جب تک کسی کام میں جدت نہیں ہوتی، ہم
کام کرنے والے دلچسپی سے کام نہیں کرتے۔
اس لیے کہ ہمیں کام میں بھی دلچسپی مل جاتی ہے۔ اور کام کرنے والے کی نیت محض اجرت نہیں، کام
کے معیار کی بلندی مقصود ہوتی ہے۔ جدت پیدا ہوتی ہے، خود بخود پیدا ہوتی ہے اور ضرور
ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۳ آج سے سو سال پہلے سپاہی کا ہتھیار لاٹھی، تلوار اور نیزہ تھا۔ جب کسی کی کسی سے جنگ ہوتی، ایک
میدان میں ہوتی۔ دونوں دشمن ایک ہی میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کے مدِمقابل صف آرا
ہوتے۔ جنگجو نامزد کیا جاتا۔ پھر رجز پڑھا جاتا، مجاہد کا دشمن سے تعارف کرایا جاتا، یہ فلاں بن فلاں ہے
اور اس میں یہ جوہر ہے۔ اس کے بعد وہ میدان میں اترتا، اسی طرح دشمن بھی کرتا۔
دو جماعتوں کے درمیان جب جنگ شروع ہوتی، دونوں جماعتیں خاموش کھڑی جنگ دیکھتیں۔ دو
میں سے ایک رہ جاتا۔ دوسرا جوڑا میدان میں آتا۔ جب سے حضرت بابا داؤد نے جنگ کے میدان میں

قدم رکھا ہے۔ شجاعت رخصت ہوئی۔ ایک آدمی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آتا ہے اور رات کو
شہری آبادی پر بم گرا کے چلا جاتا ہے۔
یہ کوئی جوانمردی نہیں، ہرگز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۴ دین کبھی پرانا نہیں ہوتا، کبھی نہیں بدلتا۔
نئی تہذیب کے ساتھ، نیا شعور اور پرانا دین لازم و ملزوم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۵ اللہ کے دینِ اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہر حکم فطرت کے مطابق، مقبولِ عام
اور ازلی و ابدی ہے۔ جس دن سے جاری ہوا، ساری ہوا، طاری ہوا۔ کسی کو بھی بدلنے کی نہ
ضرورت ہوئی، نہ جرأت اور جس نے بھی اس دنیا میں جو ترقی کی۔ مادی ہو یا رُوحانی، ان احکام پر
ہی چل کر کی۔

شرقی ہو یا غربی　،　عربی ہو یا عجمی

الحمد للحی القیوم

۴۴۶ اے ملت کے پاسبانو! اے دنیا بھر کے مسلمانو! اے گزرے ہوئے دور کی داستانوں
سے دل بہلانے والے غافل نوجوانو!
عمل کے میدان میں اترو، ملت کی داستانِ نو کا آغاز کرو، جو کسی بھی طرح گزری ہوئی کسی داستان
سے کبھی کم نہ ہو۔
ہر داستان کی ابتدا جدوجہد سے ہوتی ہے۔ جدوجہد جب جوبن پہ آتی ہے، داستان بن جاتی ہے
ملت کے نونہال نوجوانو! آج ملت کو تمہاری ضرورت ہے۔
ملت چند جیالوں کے نمونے کی طلب گار ہے۔ نمونہ پیش کرو،

صداقت کا

عدالت کا

شرافت کا ــــــــ اور

شجاعت کا۔

انسانی صحت کی بقا کا دارومدار بلغم، باد، صفرا اور سودا کے مساوی توازن پر قائم ہے۔

اور ملّت کی صحت کا، صداقت، عدالت، شرافت و شجاعت پر

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

جب تک ہم ان کو نہیں اپناتے، یہ مصنوعی دیواریں جو ہم نے کھڑی کی ہوئی ہیں، کبھی نہیں گریں گی اور جب تک یہ نہیں گرتیں۔ برستانِ ملّت پر ان گزری ہوئی بہاروں کا دور کیسے آسکتا ہے

الحمد للحیّ القیوم

۶۴۷

شیخ وہ ہے

جسے شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت پر سیر حاصل عبور نصیب ہو۔ ہر چہار سلسلۂ عالیہ میں تعلیم دے سکے، تلقین کر سکے، دورِ حاضرہ کی ایجادات میں ضرورت کے مطابق اجتہاد کر سکے جو مقبول الفطرت ہو اور مقبول الاسلام۔ جس کا کوئی حال کسی قال کی تردید نہ کرے۔ جس کے باطن کا کوئی نور ظاہر کے کسی نور کو ردّ نہ کرے۔

اپنے مقام پر مستقیم ہو اور حال پر مستعد اور جس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں سنت ہو؛ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۴۸ سمندر کی سطح پر پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سمندر میں جو کچھ بھی ہوتا ہے، تہ میں ہوتا ہے۔

اور کسی کو بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ کس جگہ کیا چیز پائی جاتی ہے۔

سمندر کی تہہ میں جوہڑ کی طرح گارا ہی نہیں ہوتا

گوھر ہوتے ہیں ——— جوھر ہوتے ہیں

ھیرے ہوتے ہیں ——— موتی ہوتے ہیں

سیدرے ہوتے ہیں ——— اور ——— لعل ہوتے ہیں

اور اے جانِ من! ابرِ نیساں بھی سمندر ہی پر برسا کرتا ہے

الحمد للحی القیوم

۶۴۹ یہی حال اللہ کے بعض بندوں کا ہوتا ہے جو دیکھنے میں دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے لیکن تحت الثریٰ سے عرشِ عظیم تک گذر رکھا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۰ ظاہر سے باطن کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا اور کوئی نہیں لے سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۱ **سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہ العزیز**

ایک کشتی میں سوار دریا عبور کر رہے تھے کہ ایک مسخرا آپ کے پیچھے پڑ گیا۔ آپ کا حال اور آپ کے بال دیکھنے میں ایک دیوانے کے سے تھے۔ اُس نے آپ کی نقلیں آثار نا شروع کر دیں اور یہاں تک بڑھا کہ اس نے انہیں یونہی سمجھ کر ان پر پیشاب کر دیا۔ آپ اس پر مسکرائے اور اس روز آپ نے مراد پائی۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۲ اللہ کی بعض مخلوق، اللہ کو ساری خدائی سے محبوب ہوتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو، بندوں کی

نظروں سے اوجھل رکھا کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اُن کے حال سے واقف نہیں ہوتا۔

آج تک کبھی ایسے نہیں ہوا کہ اللہ کے کسی دوست کی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خبر ہوئی ساری خدائی کے خدا کا دوست، کبھی ظاہر نہ ہوا۔ اللہ اسے ایسے حال میں رکھا کرتے ہیں کہ کوئی بھی نظر اس طرف نہیں اُٹھ سکتی، اُن کے چہروں کی رنگت پیلی، ہونٹ خشک، پچکے ہوئے گال، الجھے ہوئے بال، ہڈیوں کے پنجر میں صرف سانس ہوتی ہے۔ نہ زرت ہوتی ہے نہ ماس جیسا بھی قسم کا کپڑا کہیں سے مِل جاتا ہے، پہن لیتے ہیں۔

نہ جبّہ رکھتے ہیں، نہ عصا، نہ کلاہ، نہ خرقہ، نہ قلندرا۔ اللہ نے انہیں ان تمام آلائشوں سے پاک رکھا ہوتا ہے، فتوٰی سے بھی پاک رکھا ہوتا ہے، دیکھنے میں ہوشمند ہوتے ہیں، حقیقت میں مدہوش کسی بھی ساز و سامان کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مال و اسباب کے مالک ہوتے ہیں ساری خدائی کے خدا کے دوست، خدا کے سوا کوئی بھی شئے نہیں رکھا کرتے اور نہ ہی انہیں کسی بھی شئے کی طلب و تمنّا ہوتی ہے۔ پھٹے ہوئے جامے اور پھٹے چیتھڑ ان کی وردی ہوتی ہے جسے وہ کبھی نہیں بدلتے۔ محبت کے نشّے میں چور ہو کر ماسوا سے دور رہتے ہیں، مخمور رہتے ہیں اور مسرور رہتے ہیں۔ خمرِ طہور کا نشہ، جب ایک بار چڑھ جاتا ہے پھر کبھی نہیں اترتا یہاں تک کہ بعد از مرگ قبر میں بھی اسی سوز و گداز میں رہتے ہیں۔ فراقِ یار میں رہتے ہیں، نہ کچھ کہتے ہیں، نہ کچھ سنتے

بارگاہِ محبت کا یہ حال ازلی ہوتا ہے، ابدی ہوتا ہے اور ایک بار

عطا ہو جانے کے بعد پھر کبھی نہیں چھنتا

الحمد للحی القیّوم

۶۵۔ میں اپنے دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں میں باقاعدگی سے روزانہ ذکرِ الٰہی کا اہتمام کیا کریں، مثلاً رات کو کھانا کھانے کے بعد ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے ربّ کے انعامات کے شکر کے صلے میں ذکر کیا کریں، اور ضرور کیا کریں۔ گھر کے تمام افراد ضرور ایک جگہ بیٹھ کر چند

منت اور کچھ نہیں تو الحمد للہ، الحمد للہ ضرور کہا کریں اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں۔ یہ مجلس ہر گھر کا ایک ضروری معمول ہو۔ ہر روز ہر مجلس میں یہ کلمات اگرچہ چند بار ہوں۔ ضرور پڑھے جائیں، اور ہر گھر میں پڑھے جائیں جس طرح ہر گھر میں ہر روز شام کے وقت شام کا کھانا پکانا ضروری ہے، اسی طرح اللہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپ اس پر غور فرمائیں کہ ساری دنیا کے ہر گھر میں، امیر ہو یا غریب، شام کے وقت کھانے کا اہتمام ضرور کیا جاتا ہے۔ اور بڑی کاوش سے کھانا تیار کیا جاتا ہے لیکن کسی بھی گھر میں ذکر الٰہی کا کبھی اہتمام نہیں کیا جاتا یعنی لوگوں نے یوں سمجھ رکھا ہے کہ وہ دنیا میں کھانا کھاتے اور کھا کر سونے ہی کے لیے آئے ہیں اور ساری رات سونے ہی کیلئے ہے ہرگز نہیں۔ اس میں ایک حصہ اللہ کی یاد کا ہونا ضروری ہے۔ سارا دن کام کیا، پھر کھایا رات کو کھایا اور سو گئے۔ یہ کوئی زندگی نہیں، انسان کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق پہ شرف بخشا ہے اور یہ شرف ذکر ہی کی بدولت ہے۔

لوگ لوگوں سے دعا کی فرمائش کیا کرتے ہیں کہ ان کے گھر سے بیماری نہیں جاتی، ناداری نہیں جاتی ہم نہیں جاتا اور غم نہیں جاتا۔ اس قسم کے تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب یہ ہے کہ اپنے گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کرو۔ بے شک اللہ کا ذکر رحمت و راحت کا موجب اور ہر قسم کے ہم و غم کو زائل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا کہ

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

اور ہم کثرت تو درکنار، بالکل ہی نہیں کرتے۔ اور یہ جو کچھ بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ترک ذکر ہی کے باعث ہے۔ اونچے طبقے کے لوگ ٹیلیویژن، ریڈیو، اور ناولوں میں مصروف رہتے ہیں، جو وقت ان پر صرف ہوا، فضول ہوا۔ اس کی بجائے، فرش پہ بیٹھ کر اپنے خالق و مالک دو معبود کی تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر ضروری ہے۔ اور اس سے احتراز، میرے محترم! شیطان کی طرف سے ہے،

مجلسِ ذکر کا ایک مختصر مگر

مقبولِ عام اور مقبول الاسلام نصاب

گھر میں صاحب خانہ حکم دے کر سب اہل خانہ وضو کر کے آئیں، اگر کسی نے عشا کی نماز نہ پڑھی ہو، پڑھیں، پھر فارغ ہو کر یہ ذکر کریں،

۱: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ط

۲: سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

۳: سُوْرَةُ الْاِخْلَاص

۴: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

۵: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

۶: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ط

۷: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ ط

۸: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

۹: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ط

۱۰: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

۱۱: دُعَا مَانگیں

مجلس برخاست

یہ مختصر سی مجلس ہر روز ہر گھر میں ہو اور میرے دوست مجھے مزید مطلع کریں کہ انہوں نے اس کی پوری تعمیل کی۔

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا فِی الدَّارَیْنِ

دُعَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاءُ

اللہ کرے اللہ کے ذکر سے ہر گھر کا کونہ کونہ معمور ہو جائے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

پھر چند منٹ بیٹھ کر اللہ کے دین اسلام ہی کے بارے میں بات چیت کیا کریں۔ یہ روزانہ اور ہر محفل میں کہا کریں کہ:

ہم لوگ دنیا میں آخرت کمانے آئے ہیں اور یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ ہم ساری امتوں میں سے چُنی ہوئی اُمّت کے فرد ہیں۔ اللہ ہمیں نیکی کرنے اور نیکی کو پھیلانے کی توفیق بخشے۔ آمین! اسی طرح بُرائی سے بچنے اور بُرائی کو مٹانے کی بھی" آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمِیْن

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یا اللہ! تیرے ذکر کی جو محفل تیرے اس "دَارُ الْاِحْسَان" میں لگ رہی ہے، اسے سدا لگی رہے

اور دم بھر کے لیے بھی کبھی برخاست نہ ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بے شک مقامات کی تقدیس مقامات کے مالک و معبود کے ذکر ہی کی بدولت ہوا کرتی ہے

الحمد للحی القیوم

۶۵۴ پروانوں میں رقابت نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۵ پروانہ شمع کے جمال میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے سوا کوئی اور بھی شمع کا پروانہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۶ شمع روشن ہوئی۔ پروانے دیوانہ وار شمع کے گرد منڈلانے لگے۔ جب قریب ہوئے، محبوب کے جلال کی تاب نہ لا سکے، پر جل گئے۔ زمین پر گر کر بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ شمع بدستور جلتی ہوئی مسکراتی رہی، سبب پوچھا، یہ کیوں؟ کہنے لگی:

یہی تو محبت کا ازلی دستور ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۷ محبت کو جب بھی موت کا سامنا ہوا، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائی، اور کبھی نہ گھبرائی۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۸ محبت صرف فراق میں روئی اور جی بھر کر روئی۔

الحمد للحی القیوم

۶۵۹ یہ حال پتنگوں کا ہے۔ مومن کی محبت کا حال اس سے کہیں بالاتر، بعید از عقل اور وری الوریٰ ہے

الحمدللہ الحی القیوم

۶۶۰ عہد الست کے بعد

جب فقر کو رخصت کیا گیا، عشق ساتھ رخصت ہوا۔ عشق فقر کا امام ہے۔ ہر جگہ، ہر وقت، ہر معاملے میں پوری رہنمائی کرتا ہے۔ یوم الست کے عہد کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

یہ تیرا رب ہے، یہی تیرا مالک ہے اور یہی تیرا معبود۔ اپنے رب کے حضور سجدہ کر۔ ہر طرف وجانب سے منہ موڑ کر کلیتاً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ تیری ہر شے تیرے رب ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تیرے رب کے حکم کے بغیر نہ تجھے کوئی نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان۔ جو چیز اللہ نے تجھے بخشی ہوئی ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی اور کبھی چھین نہیں سکتا۔ جو چیز نہیں دی گئی، اسے کوئی اور کبھی دے نہیں سکتا۔ اپنے رب کا ذکر کر، کثرت سے کر، بات بات پہ اور ہر بات پہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ، اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ، اپنے رب کی نعمتوں کا شکر کر، اور ضرور کر۔ تیرا رب تیرے پاس حاضر و ناظر اور تیرا رب ہی تیرا حافظ و ناصر ہے، تیرا رب تیرا سب کچھ ہے اور تیری کوئی بھی شے تیرے رب سے اوجھل نہیں۔

اَللّٰہُ حَافِظِیْ، اَللّٰہُ نَاصِرِیْ، اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ، فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا

الحمدللہ الحی القیوم

۶۶۱ یہ تیرے رب کے حبیب ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، حبیب اقدس و اکمل احسن و اجمل، الطیب و اطہر، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعٰلمین، نور من نور اللہ،

عین النعیم ۔

اگر یہ نہ ہوتے، کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ یہ آسمان ہوتے، نہ زمین، نہ چاند، نہ سورج اور نہ ہی کچھ اور
ان کے حضور میں صلوٰۃ وسلام پیش کر۔ کل کائنات ان کے لیے ہے اور ان ہی کے نور سے بنی۔
فقرنے اللہ سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت طلب کی، اور یوں کی،
یا اللہ! مجھ کو تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

طیب و مبارک محبت آمین

الحمد للہ الحی القیوم

۶۶۲ حضرت خواجۂ خواجگان سیدنا سید حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لیے دامن دراز کیا۔ انہیں محبت عنایت ہوئی اور پوری عنایت ہوئی۔

مُبَارَکًا، مُکَرَّمًا، مُشَرَّفًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی برکت سے پورے کا پورا ہندوستان مشرف با اسلام ہوا۔ الحمد للہ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جلال کے آگے کوئی بھی شیطان ٹھہر نہ سکا۔

محبت ہی نے

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کے حجاب کو اٹھایا۔ حبیب اللہ معیٔ کے راز سے پوری طرح واقف ہوئے، ماسوا سے بے نیاز ہوئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ

کما یحب ربنا ویرضیٰ

الحمد للحی القیوم

۴۶۳　یہ تیرے رب کے مقبول بندے ہیں، سب کے سب مقبول۔ ماشاء اللہ یہ سب کے سب ۔کسی نہ کسی انداز میں اللہ کے دین اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے مبلغ ہیں۔ ان سب کا احترام واکرام اپنے اوپر لازم قرار دے، اور کسی کی بھی شان میں کسی بھی قسم کی کوئی گستاخی کبھی مت کر۔ یہ سب کے سب تجھ سے افضل اور تو ان سب کا خیر خواہ ، دعاگو اور خادم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۶۴　یہ تیرے رب کی مخلوق ہے اور یہی تیرے رب کا کنبہ ہے۔ مخلوق کے ساتھ احسان کر لیکن احسان کے بدلے احسان کی امید مت رکھ۔

یارب! مجھ کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔ آمین

الحمد للحی القیوم

۴۶۵　ان سب کا لب لباب یہ ہے کہ عشق نے فقر کو خالق و مخلوق سے متعارف فرمایا کہ :

"یہ تیرا رب ہے۔ اپنے رب کو سجدہ کر۔"

یہ سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑا۔

یہ تیرے رب کے حبیب ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ سنتے ہی وہ بولا ،

"یارب مجھ کو تیرے حبیب کی محبت عنایت ہو۔" آمین ۔

یہ تیرے رب کے مقبول بندے ہیں، ان سب کا احترام واکرام کر۔

یہ سننے کے بعد پھر اس نے کسی کی بھی اور کوئی برائی کبھی نہ کی۔

یہ تیرے رب کی مخلوق ہے ، اور یہی تیرے رب کا کنبہ ہے۔ اپنے رب کے کنبے کے ساتھ احسان کر ۔

یہ سن کر وہ کھڑا ہوا، عرض کی،

یارب! مجھ کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔ آمین

الحمدللہ الحی القیوم

وحدت الوجود والشہود والعطوف

انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ ہر کام میں جسے کرنا بالکل نہیں جانتا۔ یہ مشورہ کرتا ہے، کہ جانتا ہے اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ اپنے فہم و فراست کے مطابق اس پر لکھنا بھی شروع کر دیتا ہے۔

چنانچہ بندہ کو "وحدت الوجود" کے مطالعہ کا موقع میسر ہوا۔ بندہ کسی بھی صاحب کی کسی بھی تحریر پر نکتہ چینی کا عادی نہیں۔ "وحدت الوجود والشہود والعطوف" پہ چند سطور قلم بند کرنے کی جسارت کرتا ہے۔

وحدت الوجود ایک منزل ہے جو اللہ کی طرف سے زمین پہ اُتاری جاتی ہے۔

وحدت الوجود والشہود والعطوف ایک حال ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پہ وارد کیا جاتا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت میں یہ منزل اور یہ حال گنتی کے چند بندوں پہ نازل ہوا، جن کی تعداد پانچ یا سات سے زیادہ نہیں۔

یہ منزل اللہ ہی کے لطف و کرم سے ملے تو مل سکتی ہے۔

سلوک میں اس سے کڑی، مشکل، سخت اور دشوار کوئی بھی منزل نہیں۔ صاحبِ منزل کا مقام، دم بہ دم بڑھتا اور بدلتا رہتا ہے اور صاحبِ منزل کے سوا کسی دوسرے کو اس کے حال و مقام کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اس کی کسی بھی نقل و حرکت پہ کوئی قیاس آرائی تک بھی نہیں کر سکتا۔

یہ منزل دو، چار ماہ کی نہیں، سالوں کی ہوتی ہے۔ اس منزل کی اعلیٰ و ارفع نعمت حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہے جو اسے ہر وقت حاصل ہوتا ہے۔ اس منزل کے کسی بھی حال کو اکتسابی

علم کا عالم بھی بیان نہیں کر سکتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوم

۶۶۷ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی پہ یہ منزل پوری طرح وارد ہوئی اور جس وضاحت سے انہوں نے اس منزل کو بیان کیا ہے، اور کسی نے نہیں کیا۔ یہ منزل وجود پہ وارد ہوتی ہے، فہم میں آسکتی ہے بیان نہیں کی جاسکتی جیسے پھول کی خوشبو سونگھی جاسکتی ہے، دیکھی نہیں جاسکتی یا جیسے بعض لذتیں ایسی ہوتی ہیں جو محسوس کی جاسکتی ہیں، بیان نہیں کی جاسکتیں: اس منزل کے کسی حامل نے کبھی بھول کر کسی دور میں بھی یہ نہیں کہا کہ ہر شے اللہ ہے؛ بلکہ یہ کہا کہ ہر شے میں اللہ ہے اور یہی اس منزل کا لب لباب ہے۔

رسول متحیر ہے۔ جب اللہ کی رحمت ہوئی، صحیح و سلامت "حیرت" کی وادی کو عبور کیا۔ پھر جو کچھ "حیرت" کی وادی میں ان کے وجود پہ وارد ہوا تھا۔

راحت کی وادی میں اُن واردات کا مشاہدہ کیا جسے اصطلاح میں **وَحْدَتُ الشُّهُود** کہتے ہیں۔

توحید کا حقیقی مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور موجود ہی نہیں، ہر موجود کا وجود اللہ ہی سے زندہ و قائم ہے، کسی کو کسی پہ کسی قسم کی کوئی قدرت و تصرف نہیں، مگر اللہ کے حکم سے ہر شے میں اللہ ہے۔

اور ہر شے ہر حال میں مجبور و محکوم اور معذور و مقدور ہے۔ ہر شے اللہ ہی کے نور سے قائم اور موجود ہے۔ کائنات کی ہر شے میں اللہ (کا نُور) ہے۔ اور کوئی بھی شے اللہ (کے نُور) سے خالی نہیں، موجودات کی ہر شے کا موجود ہونا اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ کا نور ہر شے میں ایسے پوشیدہ ہے جیسے کہ گنے میں گڑ۔

جیسے پہلے بھی ہم بار بار دھرایا کرتے ہیں کہ موجودات کی ہر شے میں اللہ کا نور جلوہ گر ہے، جو نور گلاب کے اس شگفتہ ہوئے پھول میں پایا جاتا ہے، وہی اس گھاس کے سوکھے ہوئے تنکے میں بھی ہے۔ آپ یوں سمجھیں:

کل کائنات ارادتِ ازلی ہی کی ایک تفسیر ہے

کسی بھی شے کا اپنا کوئی وجود نہیں، جیسے اللہ نے بنائی، بن گئی، جیسے چاہا، کرتے لگی۔ زمانے کے نشیب و فراز، زیر و بم، ردّ و بدل۔ سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر حکم میرے اللہ ہی کا حکم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی، اور جیسے بھی آج اس دنیا میں ہو رہا ہے۔ اللہ ہی کے ارادے، مرضی اور حکم سے ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے۔
اگر ہر کسی کی اپنی اپنی مرضی ہوتی، کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ حال یہ ہے کہ ہر شے حیوانات ہو یا نباتات، معدنیات ہو یا جمادات، اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں محکوم ہے اور اس حد تک محکوم ہے کہ کوئی بھی ذرہ بدوں ارادت الٰہی اپنی جگہ سے سرک کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔

الحمد للہ الحی القیوم

۶۶۸ اللہ نے دن کو کام کے لیے اور رات کو آرام کے لیے بنایا ہے تاکہ دن کے تھکے ماندے رات کو آرام کریں۔
اگر رات نہ ہوتی، تو لوگ کام ہی میں لگے رہتے، کبھی آرام نہ کرتے۔ رات کی تاریکی آدمی کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ کام چھوڑ کر آرام کرے۔ رات کا جاگنا، ہر کسی کا کام نہیں۔ رات کو جو جاگا مجبوری ہی کی بنا پہ جاگا۔
بیمار پہ بیماری کا غلبہ ہوتا ہے۔ سو نہیں سکتا
بیمار کا تیمار دار بھی، جاگنے پہ مجبور ہوتا ہے۔
جتنی تکلیف بیمار کو ہوتی ہے اس سے زیادہ تیمار دار کو ہوتی ہے۔ اگر بیمار اپنی بیماری کو اللہ

کی طرف سے تحفہ سمجھ کر اور یہ سمجھ کر، کہ یہ بیماری اسے گناہوں سے ایسا پاک کرنے والی ہے، جیسے کہ ابھی لوہے کو، اللہ کا شکر کرے تو اللہ کی رحمت برسے مثلاً یوں کہے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

اسی طرح تیمار دار اللہ کی بیمار مخلوق کی خدمت کو نعمت سمجھ کر جاگے تو یہ جاگنا۔ اللہ کی اعلیٰ درجے کی عبادت میں شامل ہو گا۔

تاجر۔ حلال روزی کمانے کے لیے جاگتا ہے۔

کاشتکار۔ اپنے کھیتوں کی آبپاشی کے لیے جاگتا ہے یا اپنی فصل کو جنگلی جانوروں سے بچانے کے لیے۔

یہ سب قسم کے جاگنے والے روز نہیں جاگتے، مجبور ہو کر جاگتے ہیں۔

اب بندہ آپ کو جاگنے کی ایک مثال پیش کرے گا :

یہ واقعہ

طریقت کی کتاب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے

سوہنی ایک کمہار کی لڑکی تھی۔ مہینوال کی ملاقات کے لیے رات کو جاگتی گھڑے پہ تیرتی ہوئی دوریائے چناب کو پار کر کے اپنے محبوب سے ملتی، اور رات ہی کی تاریکی میں واپس لوٹ آتی۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ ایک دن اس کی نند کو پتہ چلا کہ وہ رات کو گھر پہ نہیں ہوتی، اس کا تعاقب کیا، اور سارا ماجرا آنکھوں سے دیکھا۔ دوسرے دن وہ دریا کے بیلے میں گئی اور اس کے پکے گھڑے کی بجائے مٹی کا کچا گھڑا رکھ آئی سوہنی جب حسب معمول دریا عبور کرنے کے لیے آئی، تو دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی اور جب گھڑے کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ کچا تھا۔

گھڑے نے کہا:

"میں کچا ہوں، میں نے عشق کی آگ میں جل کر پکنے کی منزل طے نہیں کی۔ میں طغیانی کی تاب نہ لا سکوں گا۔"

سوہنی نے ایک نہ مانی، بسم اللہ پڑھ کر گھڑے کو اٹھا لیا۔ بجلی کی کڑک، بادل کی گرج، دریا کی موجوں کا شور، کہاروں کی ایک لڑکی کے عزم کو پھیر نہ سکے۔ اور جب وہ دریا میں کودنے کے لیے کمربستہ ہوئی۔

دریا نے کہا:

"تو مجھ میں کبھی قدم نہ رکھنا۔ میری موجوں نے کبھی کسی کو معاف نہیں کیا تو مجھ میں کود کر کبھی جانبر نہیں ہو سکتی۔"

مٹی کے کچے گھڑے نے بھی اپنی بے بسی کا اظہار کیا، بڑی منتیں کیں۔ دریا نے اسے بڑا سمجھایا لیکن اس کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور اللہ کا نام لے کر اپنے محبوب کو ملنے کی تمنا لے کر دریا میں کود پڑی اور یہ شرق کی انتہا تھی۔

سوہنی کا یہ عزم نادر المثال

اور قیامت تک کے لیے طریقت کے نصاب کا ضروری باب بنا رہے گا۔

اِس دُنیا میں

کردار کو بقا حاصل ہے۔ گفتار کو نہیں

الحمد للحی القیوم

چور بھی رات کو جاگتا ہے

اگرچہ چور کا جاگنا، ہر کسی کے لیے، اور اس کی اپنی جان کے لیے بھی عذاب کا موجب ہے لیکن ایک رات جاگنے کا صلہ یہ ہے کہ ایک معمولی سا آدمی، جو سارا دن محنت

مزدوری کرنے کے بعد بمشکل تین یا چار روپے کماتا ہے۔ ہزاروں کا مال جرا لیتا ہے۔ سچ ہے یہ فیض اگر چہ بڑا ہے۔ رات کو جاگنے ہی کی بدولت پایا۔

بندہ گنہگار آپ کو کیا بتائے۔ رات کو کیا ہوتا ہے ؟

مغرب کے بعد ایک دربار لگتا ہے جس میں روئیداد کے کوائف مرتب کیے جاتے ہیں۔ ایک دربار پُر انوار رات کے آخری تیسرے حصے میں آسمان پر لگتا ہے جس کی بابت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ،

اترتا ہے پروردگار برتر روزانہ رات کے وقت دنیا کے آسمان پر، جب کہ باقی رہتی ہے آخری تہائی رات، اور فرماتا ہے، کون ہے، جو مجھ سے مانگے، تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کروں ؛ کون ہے جو مغفرت چاہے مجھ سے، اور بخش دوں میں اس کو۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ :

" پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کھولتا ہے اپنے لطف اور رحمت کے ہاتھوں کو اور کہتا ہے کون ہے جو قرض دے ایسی ذات کو جو نہ تو فقیر ہے، اور نہ ظالم۔ اور صبح تک اللہ تبارک وتعالیٰ عزّ وجل ذوالجلال والاکرام یہی فرماتا رہتا ہے۔"

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۱۱۴

اللہ بندے کو بلاوے اور بندہ سوتا رہے

اللہ پکارے کہ :

میرے بندے آ۔ مجھ سے اپنی حاجت مانگ۔ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں

میرے خزانے بھرپور، اور میرے ہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں۔ مجھ سے جو چاہے مانگ، میں تجھ کو دوں گا۔ اپنا سوال کر، میں پورا کروں گا۔ اگرچہ تو ساری دنیا کی ساری چیزیں بھی مانگ لے۔ تجھے دینے کے بعد میرے کسی بھی خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اسی طرح اگر ساری دنیا بیک وقت جو بھی چاہے مانگے اور میں ہر کسی کو اس کے سوال کے مطابق ہر شے دوں۔ میرے خزانے جوں کے توں رہیں۔

یہ سُن کر بندہ پھر بھی محوِ خواب رہے، بندے کی بندگی پہ افسوس نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ بندے کو پکارے، ایک دو بار نہیں رات بھر پکارے اور بندہ اپنے رب ذوالجلال و الاکرام کی کسی بھی پکار کا کوئی جواب نہ دے بدستور سوتا رہے۔ مالک اپنے غلام کو پکار رہا ہے کہ آ! جو چاہے مجھ سے مانگ۔ غلام اتنا لاپرواہ ہے کہ مالک کی کسی بھی پکار کو بالکل نہیں سنتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں؟

اللہ کریم ہے اور اللہ کا بلانا، ہر بندے کو بلانا ہے۔ کوئی خاص بندہ مراد نہیں، اگر آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے جیسے کہ آپ کہا کرتے ہیں، لَا مَطْلُوْبُ اِلَّا ھُو، لَا مَقْصُوْدُ اِلَّا ھُو، لَا مَوْجُوْدُ اِلَّا ھُو۔ پھر تو یہ معاملہ اور بھی افسوس ناک ہے اور اوپر والا قصہ اس پہ پوری طرح لاگو ہے۔

مالک و محبوب بلائے اور محب سوتا ہو۔ مالک و محبوب اپنی آمد کی خبر دے کہ ”میں فلاں وقت ملوں گا۔“ محب اس کی محبت کا دعوے دار ہو اور حاضری کی پرواہ تک نہ کرے۔

ہم سے تو سوہنی اچھی رہی جو ایک آدمی کی محبت میں محو ہو کر دریا میں کود پڑی۔

ہماری محبت کا دعویٰ زبانی ہے۔

ہمیں نیند سے محبت ہے، اللہ سے نہیں۔ اگر اللہ سے محبت ہوتی تو شوق مجبور کرتا اور ضرور

کرتا۔ اور ہم اپنے مالک و محبوب کے استقبال کے لیے پوری طرح تیار ہوتے، غسل کرتے، کپڑے بدلتے، عطر لگاتے، اور کیا کیا انداز اختیار کرتے۔

لیکن یہ سب کچھ نیند ہی کی بھینٹ چڑھا اور ساری رات سوتے ہی گزار دی۔ تو کسی دن بھی حاضر نہ ہوا۔ کسی دن تو ہوتا۔

تیرا رب بڑا ہی قدر دان ہے۔ ذرا سی بات پر خوش ہو جاتا ہے اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اگر تو روز حاضر ہوتا تیری دلجوئی ہوتی اور تمہیں پوچھا جاتا، تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیوں آئے ہو، تمہیں کس نے بھیجا، کس نے یہاں بلایا؟

اور تو جواب میں کہتا:

میں تیرا ایک بدکار بندہ ہوں، میں تجھ کو راضی کرنے آیا ہوں۔ سجدہ کرنے آیا ہوں اور جس طرح بھی تو مانے، منانے آیا ہوں، یہاں رہنے آیا ہوں اور جس حال میں بھی تو رکھے، راضی رہنے کا اقرار کرنے آیا ہوں۔ اعتراض کو جلا کر، تدبیر کو مٹا کر آیا ہوں، دین، دنیا اور آخرت کی کسی بھی خواہش کو ساتھ نہیں لایا، ہر خواہش کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ کر آیا ہوں، ہستی کی ایک ایک چیز کو مٹا کر اور لٹا کر آیا ہوں، ہستی کی بستی سے ہجرت کر کے آیا ہوں اور تیرے در پہ آیا ہوں۔ گمانوں کا ایک لشکر ساتھ لایا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامُ

یا اللہ! تو میرا رب بڑی ہی شان والا ہے، میں تیرے ہی در کا فقیر اور تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں،

پھر کہتا:

یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے تیرے اس فقیر کو۔ اعلیٰ درجے کا ایمان، اعلیٰ درجے کا توکل، اعلیٰ درجے کی حیا، اعلیٰ درجے کا اخلاق اور اعلیٰ درجے کی استقامت عنایت ہو آمین

یا اللہ! میرا تیری دنیا میں جینا تیرے ہی لیے ہو اور تیری ہی راہ میں تیرا یہ فقیر موت سے ہم کنار ہو۔ آمین۔

تیرے اس فقیر کی جان تیرے لیے نکلے تیری راہ میں نکلے تیرے اس فقیر کی کوئی بھی طلب و تمنا نہیں کوئی بھی نہیں، مگر یہ، اور صرف یہ کہ تیرے لطف و کرم سے تیرے اس فقیر کو تیرے ذکر و طاعت کی توفیق عنایت ہو۔ آمین۔

یہ کہہ کر چپ ہو جاتا۔ سر کو سجدہ میں رکھ کر سرفراز ہو جاتا۔

پھر اس نے تعجب سے کہا کہ تو اتنا بڑا رب　　تیرا اتنا بڑا دربار اور اتنی بڑی دنیا میں سے کوئی بھی حاضر نہیں۔ اللہ سے کبھی کسی نے کچھ نہیں مانگا، اللہ جب بلاتا ہے کوئی سائل حاضر نہیں ہوتا۔ دربار جب اٹھ جاتا ہے۔ پھر سو کے اٹھتے ہیں۔ بڑی مشکل سے اگر کسی کی قسمت میں فجر کی نماز ہوتی ہے، پڑھتے ہیں۔ دن کی ابتدا تسبیح و تحمید کی بجائے بدکلامی، غیبت، کینہ و دیگر رذائل سے کرتے ہیں۔ پھر جب دن روشن ہو جاتا ہے۔ ہر کسی کے برے ہمنشیں بنتے اور دل آزاری کرتے ہیں۔ اگر آپ اللہ کے چاہنے والے ہیں، اور آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے جیسے کہ آپ اللہ کی محبت کے دعوے دار ہیں، کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ محبوب محب کے ہاں آئے اور وہ سوتا ہو، ایسے وقت میں اہل محبت تو کبھی بھی نہیں سوتے۔

میرے بیٹے! جاگنے کے لیے کبھی قہوہ نہیں پینا۔ نہ ہی کوئی اور حربہ استعمال کرنا ہے جاگنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ عشا کی نماز کے بعد کوئی غیر ضروری کلام کبھی نہ کی جائے۔ فوراً سو جائے۔ ماشاء اللہ! ٹھیک وقت پہ آنکھ کھلنے کی امید ہے۔ جو بندہ ساری رات جاگتا ہے، صبح کے وقت اس پہ ایک کیف طاری ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ اپنے اس بندے کے قلب

کی طرف اپنے کریمانہ انداز میں متوجہ ہوتے ہیں اور اس بندے کی طبعی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کہ ساری رات نرم و گرم بستر میں سو کر اُٹھنے والے کی ہوتی ہے اور اسے طیب رزق عزت کیا جاتا ہے۔ اس کے دل پہ اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے مطمئن ہو جاتا ہے کبھی نہیں ڈولتا۔ اس پہ اللہ کی رحمت نچھاور کی جاتی ہے اور برکات نازل کی جاتی ہیں۔

اللہ کریم کا اپنے کسی بندے کی طرف متوجہ ہونا، اللہ کی بہت بڑی کرم نوازی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۶۶۹ آخری امت کے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری حجۃ الوداع کے آخری خطبہ مبارک کا آخری پیغام اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۶۷۰

بادشاھا

تیری آزمائش سے غیر مسلم تو مرں کو اسلام کے خلاف بڑی بڑی باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے تو ہمیں آزماتا ہے، ہم اس میں پورے نہیں اترتے۔ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہم شرم کے مارے باہر نہیں نکلتے۔ آج ہماری آزمائش کا نہیں، نصرت کا وقت ہے۔ ہم خاک نشینوں کو تو نے کس بات پہ اور کیوں آزمانا ہے؟ ہمارے متعلق یہ عرش کے کسی کنگرے پہ لکھ دے کہ ہم نے کسی بھی حال میں اور کبھی بھی اس میدان سے لوٹ کر واپس نہیں جانا اور جس بھی حال میں تو رکھے یہیں رہنا ہے اور نہ ہی اس میدان میں کسی کو پیٹھ دکھانی ہے۔ ہم اس میدان کو جیت نہیں سکتے۔ تیری توفیق و مدد کے بغیر کوئی بھی جیت نہیں سکتا۔ میدان گرم ہو چکا تو اس میدان میں اپنی رحمت بھیج۔ پوری رحمت اور برکت بھی۔ آمین۔ پوری برکت میدان بہت گرم ہو چلا

تیری طرف سے تیری مدد کا منتظر ہے۔ تیری مدد کس کے لیے ہے؟ اسلام کے لیے نہیں تو پھر کس کے لیے ہے؟ لوگ تیرے اسلام کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ تیری رحمت کیوں جوش میں نہیں آتی؟ ہم ایک مدت سے تیری فتح و نصرت کی راہیں تاک رہے ہیں اور تیری اس دیر کو، تیری ہی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر اپنا دل بہلا رہے ہیں۔ دیر بہت ہو چکی یہ وقت کی وہ پکار ہے، جو فوراً سنی جائے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۴۷۱ جس عمل سے اسلام کو فائدہ نہیں پہنچتا، عامل کو بھی کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا۔

الحمد للحی القیوم

۴۷۲ اللہ کا کوئی منکر نہیں، یہاں تک کہ شیطان بھی نہیں، ہر منکر اللہ کے دین کا منکر ہے۔ اللہ کے رسولؐ کا منکر ہے۔

اللہ ہمیں اپنے دین اسلام، اور اپنے حبیب اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت کو بلند کرنے کے لیے اپنے ملک میں تبلیغ کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

الحمد للحی القیوم

۴۷۳ ہر کسی کا ہر قصور معاف کر دو۔ کسی سے کوئی انتقام مت لو۔

جو مزا، لذت، مرتبہ، معاف کرنے میں ہے، بدلہ لینے میں نہیں۔

کسی کا کسی سے بدلہ لینا کوئی جوانمردی نہیں۔ البتہ درگزر کرنا، معاف کر دینا، صبر کرنا اور کچھ نہ کہنا بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اگر کوئی تم سے زیادتی کرے، اگرچہ کتنی ہی زیادتی کرے معاف کر دو، صبر کرو، کچھ نہ کہو۔

بے شک آپ نے بہترین بدلہ لیا۔ یا حیّ یا قیّوم! احسان کا بدلہ احسان ہے۔
جس سے بھی کوئی احسان کرو گے، بدلہ پاؤ گے۔ اللہ رب العٰلمین نے فرمایا:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

کسی کو معاف کر کے تو دیکھو۔

الحمدللّٰہ الحیّ القیّوم

۴۷۴ مخلوق کی خدمت کر، لیکن مخلوق سے خدمت کی امید مت رکھ۔ یہ بہترین تسخیر ہے۔

الحمدللّٰہ الحیّ القیّوم

۴۷۵ کرامات کا طالب اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔
اللہ کا طالب محض اللہ کا طالب ہوتا ہے۔ کسی درجہ، منصب اور مقام سے کوئی دلچسپی نہیں رکھا کرتا۔ فقر کی ساری تاریخ میں، کبھی کسی طالب نے، اپنے شیخ سے اپنے لیے کسی درجہ کی فرمائش نہیں کی، ہمیشہ غلامی کی فرمائش کی۔ یوں کہا:
"تیری دید میری معراج اور تیری قربت میری منزل ہے"
شیخ کے حضور میں اس طرح حاضر ہوتے تھے جیسے کہ صحابہ کرامؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کر کے ہر بات سے دستبردار ہو جاتے۔
شیخ رنگریز ہے، جس رنگ میں چاہتا ہے، رنگتا ہے۔

الحمدللّٰہ الحیّ القیّوم

۴۷۶ باغ میں ہر قسم کے پودے ہوتے ہیں۔ پھلدار بھی اور پھول دار بھی، سایہ دار بھی اور کانٹے دار بھی۔ بعض دفعہ آندھی و طوفان سے کئی پودے جڑوں سے اکھڑ جاتے ہیں، کئی ٹوٹ جاتے ہیں لیکن باغ، باوجود ایسے حادثات کے ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے۔ اگر ایک پودا اکھڑتا ہے تو اس کی جگہ اس سے بہتر کئی اور اگ آتے ہیں۔ الحمدللّٰہ الحیّ القیّوم

۶۷۷

عِلْمُ الْحَدِیْث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

اگر کسی خوش نصیب، بالا بخت بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص لطف وکرم سے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الحدیث پر توفیق اور توفیق پر استقامت عنایت فرما دے اسے گویا ہر شے عنایت فرما دی ، اپنے سارے خزانوں کی کنجیاں بخش دیں ۔ اُسے ہر شے دے دی کوئی بھی باقی نہ چھوڑی اور یہ عنایت کی حد ہے ۔

عِلْمُ الْحَدِیْث کے عالم تو ہر جگہ آسانی سے مل سکتے ہیں لیکن عامل کا ملنا اتنا ہی مشکل ہے ۔ جتنا کہ "بے رُت کے پھل کا" ۔

اللہ پاک اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے والے گمنام فقیروں کو اپنے پاک پردوں میں ایسے چھپا کر رکھا کرتے ہیں جیسے کہ بادشاہ شاہی خزانے کے بیش قیمت لعلوں کو رکھا کرتے ہیں ۔

اے ہمنشیں :

ہر شے اس میں ہے اور اسی میں ہے ۔ یہ قرآن کریم کی وہ کلید ہے جس کے بغیر کوئی بھی آدمی کبھی قرآن کریم کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا ۔ اسی میں جلال ہے ، اسی میں جمال ، یہی وصال ہے اور یہی کمال ۔ یہی ہوشمندی ہے اور یہی دیوانگی اور یہی فلسفہ ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۶۷۸ مسلمان کی غیرت کا ساری دنیا میں پہلا نمبر ہے اور کوئی غیرت مند اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا ، جب تک کہ وہ اپنی توہین اور گراوٹ کا بدلہ نہ چکالے ۔ یہ غیرت مند کا عہد ہوتا ہے دنیا کی تاریخ ہمیشہ عوام ہی نے لکھی اور عوام ہی کے خون سے جغرافیہ کی سرحدیں نقشوں پر آویزاں

ہوئیں جغرافیہ کا متعلم تاریخ کے متعلم سے استفسار کرتا ہے کہ اس نقشے کے بننے میں کس کس زمانے کے عوام نے اپنے خون سے اس ملک و قوم کے نقشے کو مزین کیا۔ اس مملکت کی فلک بوس عمارت میں کس زمانے کے لوگوں نے اپنی ہڈیاں اور خون پیش کیا؟

وقت ہمیں پھر پکار رہا ہے کہ ماضی کی کرتاہیوں سے سبق سیکھ اور نئے سرے سے صف بندی کر، اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر۔ اگر ہم نے آنے والی نسلوں کے جوان ہونے کا انتظار کیا، تو یہ داغ کیسے اترے گا؟

یا اللہ! ہمیں توفیق بخش! ہمیں ایک مرکز پہ متحد فرما اور ہمیں نتائج کے حاصل کرنے تک جد وجہد کی توفیق بخش۔

ایک مسلمان لڑکی کی غیرت سے متاثر ہو کر اس کی فریاد رسی کے لیے اٹھارہ سالہ نوجوان محمد بن قاسمؒ آندھی اور طوفان کی طرح سندھ میں آیا اور سارے ہندوستان میں اسلام کی داغ بیل ڈالی۔ گویا ہند میں اسلام غیرت ہی کی بدولت آیا اور غیرت ہی نے پھیلایا، اور غیرت ہی اس کی اب پاسبان ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۷۹ دوست کا دوست، دوست اور دشمن دشمن ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۸۰ جو کام آدمیت کو نفع پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ کوئی اور غرض و غایت اس میں نہیں ہوتی۔ نیکی ہے۔

کوئی نیکی ایسی اور اتنی بڑی ہوتی ہے کہ تمام بدیوں کو مٹا دیتی ہے۔ اسی طرح کوئی برائی بھی ایسی بڑی ہوتی ہے کہ تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۸۱ جو بھی چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، اگرچہ ذرہ بھر ہو اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے سے کوئی مال بھی کم نہیں ہوتا اللہ غنی المغنی، کریم العفو اور خیر النصیر ہے۔ ذراسی چیز کو قبول فرما کر مال میں برکت بھر دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۸۲ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کا ایک مستقل طریق

مسجد اللہ کا گھر ہے۔ جس مسجد میں چاہو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کہہ کر داخل ہو جاؤ۔ نماز کے بعد دوحرفی بات کرو کہ:

"ہم اللہ کے حکم کے ماتحت دین کی چند باتیں جو ہم کراتی ہیں، لوگوں کو سنانے گھر سے نکلے ہیں۔ ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے۔"

اگر اجازت مل جائے الحمد للہ! نہ ملے تو صرف ایک بار یہ سوال کریں کہ:

"ہمیں صرف یہ بتایا جائے کہ مسجد میں بولنے کی کیوں اجازت نہیں دی گئی؟ یہ اس لیے پوچھتے ہیں کہ یہ: چلے کہ ہم میں کیا کمی ہے؟ جس کے باعث قرآن و سنت کے مطابق بولنے کی اجازت نہیں دی گئی؟"

پھر اللہ کا نام لے کر اللہ کے گھر سے نکل آؤ۔ مسجد سے باہر نکل کر یہ دعا کرو:

"یا اللہ! تیرے ہم گنہ گار بندے، تیرے اور تیرے حبیب اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حکم کے ماتحت دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے گھر سے نکلے تھے۔ اب تیرے گھر سے بھی نکال دیے گئے۔ الحمد للہ۔ یہ معاملہ ہمارے لیے تو بہت ہی نافع ہے۔ نیکی ہی نیکی ہے۔ اگر تیری راہ میں ہماری کھال بھی اتار دی جائے تو ہمارے لیے نفع ہی نفع ہے۔ ہماری کسی بھی چیز کو نقصان نہیں پہنچا اور ہماری یہ بہترین تجارت ہے۔ البتہ تیرا اسلام اور تیری دنیائے اسلام ضرور

اس اخلاق سے نالاں ہے۔

حرم کا یہ نظام کہیں تیرے نوجوانوں کے دلوں میں دوری کا بیج نہ بوئے۔ جب وہ نکلے تو نکالنے والے اپنی "کامیابی" پہ مسکرائے، حالاں کہ یہ رونے کا مقام تھا، عبرت کا مقام تھا، یہ کون سا مسکرانے کا مقام تھا، اللہ کے بندوں کو جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے تھے۔ اللہ کے گھر سے نکال دیا گیا۔ کیا یہ ہنسنے کا مقام ہے، ہرگز نہیں۔

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو، اللہ کے گھروں میں سے اللہ کے بندوں کو مت نکالو۔ اللہ کے ذکر و تبلیغ سے نہ روکو۔ نوجوانوں کو اللہ کے گھر سے ذکر کرنے سے روک دیا گیا۔ اسی پہ اکتفا نہیں کیا، ان کو مسجد سے نکل جانے پہ مجبور کیا۔ دورِ حاضر کا مشتعل گریجوایٹ جس پہ کوئی بھی قابو نہیں پا سکتا اللہ کے لیے اپنے آپ پر قابو پا گیا۔

یا اللہ، اگر تو تے اپنے گھر کے اس نظام کی اصلاح نہ فرمائی تو ڈر ہے کہ کہیں تیرے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کے نونہال نوجوانوں کا جذبہ جو ان کے دل میں تیرے دین کو تازہ کرنے کے لیے ٹھاٹھیں مار رہا ہے، نفرت میں تبدیل نہ ہو جائے۔

کہیں تیرے حرم کا یہ اخلاق نوجوانوں کے دلوں کی حرارت کو سرد نہ کر دے۔

الحمد للحی القیوم

۶۸۳ آزادی کے پہلے ہی جھٹکے نے غلامی کی زنجیروں کو کڑی کڑی کر دیا۔

تن کی قید، اگر من آزاد ہو، کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اور من کی قید، اگرچہ تن آزاد ہو، دوزخ سے بدتر ہے۔

اے غلام ملک کے باشندو، فدایانِ حریت، آزادی کا پہلا دن ہمیشہ زندانوں ہی میں مناتے چلے گئے ہیں۔

۱۹۴۵ء

الحمد للحی القیوم

۴۸۴ اے حسینانِ جہاں! اسیرِ زلف کو زنجیر کی حاجت نہیں۔ تیرا اپنے چاہنے والوں کو پابندِ زنجیر کرنا۔ بے رحمی نہیں، تو کیا ہے ؟

الحمدللحیّ القیوم

۴۸۵ بلالؓ، حسن کی زلف کا اسیر تھا اور "وہ" سطوتِ شاہی کا۔

الحمدللحیّ القیوم

۴۸۶ ہر شے کی تکمیل اساحت پر مبنی ہوتی ہے۔ انسان جب کسی کام کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے۔ اللہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۴۸۷ اللہ کے بندے اپنے لیے کوئی کمائی نہیں کیا کرتے۔ اور نہ ہی کھانے کے لیے کوئی کام کیا کرتے ہیں۔ ہر کام کو اللہ کا کام سمجھ کر اللہ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں۔ کسی سے بھی کوئی اجرت یا معاوضہ نہیں لیتے۔

الحمدللحیّ القیوم

۴۸۸ دنیا میں کسی بھی چیز کے کبھی مالک نہیں بنتے۔ ہر چیز جو بھی اللہ نے انہیں استعمال کے لیے دی ہوتی ہے اللہ ہی کی ملک و میراث سمجھتے ہوئے اپنے استعمال میں لاتے ہیں لیکن کسی بھی چیز کی ملکیت کا دعویٰ نہیں رکھتے ہر مال کو اللہ کا مال اور ہر ملک کو اللہ کی ملک سمجھ کر، ہر مال و ملک سے دستبردار رہتے ہیں۔ جو مال بھی ان کے پاس ہوتا ہے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ دل میں نہیں ہوتا۔ دل کو ہر وقت ہر شے سے پاک و صاف رکھتے ہیں اور اسی نسبت سے لوگ انہیں صوفی کہتے ہیں۔
دل کے حجرے کو اللہ کے لیے خالی رکھتے ہیں، اپنے نفس سے ہر وقت آگاہ رہتے ہیں، اس کی کسی بھی غیر مستقیم خواہش کو ابھرنے نہیں دیتے۔ ذلیل اور قابو میں رکھتے ہیں۔

آپ کو ایک اللہ کے بندے کا قصہ سنائیں:

ایک آدمی نے اپنے شیخ سے فرمائش کی کہ مجھے کسی اللہ کے مقبول بندے کی زیارت کرائیں۔ انھوں نے ان کی نشان دہی کی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ ایک بازار میں لکڑیاں سر پہ اٹھائے بیچنے کے لیے جا رہا ہے پولیس کے ایک سپاہی نے آواز دی، "یہ گٹھا کتنے پیسوں میں بیچے گا؟" اس نے کہا تین آنے میں اس پہ اس نے ان کے ایک چابک مارا اور کہا کہ "ڈیڑھ آنہ لے اور یہ گٹھا مجھ کو دے۔" انہیں مجبوراً وہ گٹھا ڈیڑھ آنے میں دینا پڑا۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس شخص نے ان کا تعاقب کیا۔ محترمہ بیوی صاحبہ نے پوچھا کہ کتنے پیسے لائے ہو؟ کہا ڈیڑھ آنہ۔ اس پہ وہ بہت ناراض ہوئیں انہیں بُرا بھلا کہا اور کہا کہ تجھے تو تین آنے میں بیچنے کو کہہ کر بھیجا تھا۔ ڈیڑھ آنے میں کیوں بیچا؟ زائر نے ان سے پوچھا۔ آپ اتنے بلند پایہ انسان ہیں، آپ سے ایسا سلوک کیوں؟ جواب دیا:

> "یہ میری بیوی ہے، میری خدمت کرتی ہے، میرے لیے کھانا پکاتی ہے، اس کا مجھ پر حق ہے۔ جب میں باہر جاتا ہوں، اس سے پوچھ کر جاتا ہوں۔ جتنے پیسے مجھے کہتی ہے لے کر آتا ہوں۔ جس دن اتنے نہیں لاتا، اسی طرح ہوتا ہے۔ مجھے اس کا یہ سلوک اس لیے بُرا نہیں لگتا کہ اس نے مجھ کو اللہ کے کاموں کے لیے پوری طرح فارغ کیا ہوا ہے۔ میرے کسی اور کام میں کبھی مخل نہیں ہوتی۔ میں اس کا احسان مند ہوں۔ لہٰذا ایسی معمولی باتوں کو کیوں کر خاطر میں لا سکتا ہوں"

ہمارے پاس قال ہے، ان کے پاس حال تھا۔ وہ کرتے تھے، کہتے نہ تھے۔ ہم کہتے ہیں، کرتے نہیں۔

ہمارا حال ان سے کہیں مختلف ہے۔ ہمارے پاس اسلاف کی سی کوئی بھی عادت نہیں اور نہ ہی کوئی کردار ہے۔ اس صورت میں کسی کے بھی مقام کو کیا بقا حاصل ہو سکتی ہے اور کب تکمیل ہو سکتی ہے؟

ہمارا یہ حال اللہ کی رحمت ہی کا منتظر ہے۔ اللہ ہمیں علم پر عمل اور عمل پر استقامت عنایت فرمائے آمین ؛ ورنہ یہ لرزتی ہوئی دیواریں کیوں کر ہمیشہ قائم رہ سکتی ہیں ؟

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۶۸۹ نظم و تنظیم یہ ہے کہ ہر شے کے لیے جگہ متعین ہو اور ہر شے اپنی جگہ پر ہو۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۰ جس کام میں خلوص ہوتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا ۔ اخلاص کے معنی ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنا ہیں۔ ناکامی بھی ایک آلائش ہے ، خلوص کے سامنے کافور ہو جاتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۱ سنجیدگی ادب کا حصار ہے ، جو اُسے کبھی حد سے تجاوز کرنے نہیں دیتی اور بے تکلفی ادب کی تمام حدیں توڑ دیتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۲ نفس تیرا حاکم نہیں ، محکوم ہے ۔ اپنے نفس کو زیر دست اور قابو میں رکھ

الحمد للحی القیوم

۶۹۳ ہر بندے کا دل ، ہر وقت کسی نہ کسی وار دات کا مرکز بنا رہتا ہے ۔ شیطان دل کے قریب اپنا مورچہ بنائے بیٹھا رہتا ہے ۔ اس کی صرف ایک ہی منزلِ مقصود ہے کہ بندے کو اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کرے اور اس کے لیے وہ اپنی پوری کوشش ہمیشہ جاری رکھتا ہے ۔ بندے اس سے غافل ہوتے ہیں لیکن یہ کسی بھی وقت کسی بھی بندے سے کبھی غافل نہیں ہوتا ۔ ہر وقت ہر بندے کی تاک میں رہتا ہے اور گھات میں رہتا ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۷۹۴ نفس شیطان سے قریب تر ہے۔

ہر نفس:

لذت کا طالب ہے

راحت کا طالب ہے

زینت کا طالب ہے اور

شہرت کا طالب ہے۔

ہر وقت، ہر حال میں کسی نہ کسی خواہش کی فرمائش کرتا رہتا ہے، دل کو مجبور کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جیسے وہ چاہتا ہے، منوا ہی لیتا ہے جب تک اپنی خواہش پوری نہیں کروا لیتا، اصرار کرتا رہتا ہے۔

دل کے ایک طرف فرشتہ رہتا ہے، جو بندے کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے۔ ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، دعا کرتا ہے، تلقین کرتا ہے۔ شیطان کے شر سے بچاتا ہے۔ کبھی گرنے نہیں دیتا، ڈگمگانے لگتا ہے، تھام لیتا ہے گویا سینے کا سکینہ ہے۔

صاحبِ دل کا دل۔ اللہ کی تجلیات کا مرکز ہوتا ہے، اور کوئی دل کسی وقت بھی تجلی سے کبھی خالی نہیں رہتا۔

تجلیات کی دو ہی قسمیں ہیں؛

ایک جلالی اور دوسری جمالی۔

اور یہ ہمیشہ ایک سی نہیں رہتیں بعض دفعہ ایک ہی دن میں کئی کئی بار بدلا کرتی ہیں۔ اس وقت وہ بندہ گویا اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا، اس پر اس کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا۔ پھر بھی تاک میں ضرور رہتا ہے کہ جونہی اسے ذرا سا موقع ملے اپنا کام کر جائے نفس اللہ کی تجلیات کی تاب نہیں لاسکتا، لاغر ہو جاتا ہے، نا امید ہو جاتا ہے۔ جب اُسے

حق الیقین ہو جاتا ہے کہ اب اس کی کوئی خواہش پوری نہیں ہو سکتی، ہتھیار پھینک دیتا ہے۔ مجبور ہو کر دونوں ہاتھ کھڑے کر دیتا ہے۔ رُوح سے اتحاد و اتصال وارتباط کر لیتا ہے حتیٰ کہ اس کی کوئی بھی خواہش باقی نہیں رہتی طلب وتمنا سے کلیتاً پاک ہو جاتا ہے اور یہ انسانیت کا بہت اونچا مقام ہے گویا ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی اور مطمئن ہو جاتا ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی نفس کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۵　جلال و جبروت، دبدبۂ شاہی کی یہ تجلی حکمت الٰہی پر مبنی ہوتی ہے۔

بندہ بے چارہ نہ اس حکمت کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تاب لا سکتا ہے اور بندہ کے نقطہ سے دل میں جب عرشِ عظیم کا رب جلوہ نمائی کرتا ہے۔ اللہ اللہ! بندہ سلطانی دبدبے کی ہرگز تاب نہیں لا سکتا تھر تھر کانپنے لگ جاتا ہے، پانی پانی ہو جاتا ہے۔ خوف کے مارے دم خشک ہو جاتا ہے، دل گھٹنے لگتا ہے۔ کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور یہ خوف ادب کے تحت ہوتا ہے، رعب کے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۶　علم الحدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث: اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام، الستی سبق اور دیدِ اولیٰ کا سرمایہ حیات ہے۔ اس کا چھن جانا یا الٹ جانا تو موت کے مترادف ہے ہی۔ اس کا کم ہو جانا بھی موت سے کم نہیں۔ سنّت کا مدار حدیث پر ہے گویا حدیث، سنّت کی اُم ہے۔

ایک سنّت ایک نعمت ہے اور یہ نعمت ساری دنیا کی نعمتوں سے کہیں بھاری ہوتی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی نعمت سنّت کی کسی بھی نعمت کی برابری نہیں کر سکتی کبھی نہیں کر سکتی۔

اولیائے عظام کا مجاہدہ و مشاہدہ اگرچہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، ایک چھوٹی سی بھی سنّت کی برابری نہیں کر سکتا۔ مقام و مقبولیت میں جو درجہ سنّت کی اتباع کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں، بالکل نہیں ہرگز نہیں۔

بلالؓ کا سوز اور اویسؓ کی محبت سنّت ہی کے اتباع کے نور کی برکت سے تھی رسنّتِ محمدیؐ کی حقیقت سادگی و مساوات ہے۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۷ محبت کے پھول آنکھوں کے گملوں میں پرورش پاتے ہیں جو پلکوں کی حفاظت میں سینچے جاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۸ **اسلام حق ہے اور حق :**

مٹنے کے لیے نہیں، مٹانے کے لیے آیا ہے۔

دبنے کے لیے نہیں، دبانے کے لیے آیا ہے۔

گرنے کے لیے نہیں، گرانے کے لیے آیا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۶۹۹ جب تک سارنگی کی ساری تاریں پوری طرح کسی نہیں جاتیں، کوئی راگ کبھی نہیں نکل سکتا یہی حال بندے کے من کا ہے۔ جب تک کسی کا تن من مالک کی مرضی کے مطابق منظوم نہیں ہوتا۔ کوئی سالک کبھی کسی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کسی کی کوئی جدوجہد کوئی رنگ لا سکتی ہے خواجہ معین الدینؒ والحق جب منظم ہوئے، تیز گام سے بھی تیز مدینہ سے اجمیر پہنچے۔ آپ کی راہ میں کوئی پہاڑ، کوئی سمندر اور کوئی بیابان و ریگستان حائل نہ ہو سکا۔ ہرگز نہ ہو سکا۔

اور ہم ہر وقت سواری کے محتاج ہیں، ایک قدم چلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی طرح
حضرت مخدوم صاحب **صابر کلیری** نے
بارہ سال اپنے ماموں
حضرت **فرید الدین مسعود** صاحب کا لنگر تقسیم کیا مہمانوں کو کھلایا لیکن خود کچھ نہ کھایا۔ ایک مدت گولر کی شاخ کو تھامے استغراق کے عالم میں کھڑے رہے۔ ہمارا وقت یونہی گزرا اور فضول گزرا۔

اس حال میں جینا کوئی جینا نہیں اور نہ ہی اس حال میں مرنا کوئی مرنا ہے۔ اللہ اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری کی دور فرمائے اور پوری فرمائے اور ہمیں قابل رشک زندگی مرحمت فرمائے۔

الحمد للحی القیوم

۶۹۹ اس مقام پر دعا پوری طرح لاگو ہے۔ اسے کثرت سے پڑھیں اور خوب پڑھ کر اس دعا کے فضائل و برکات سے مستفیض ہوں۔

دعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ طآمین

ترجمہ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت بخش اور مجھے عافیت سے رکھ، اور مجھے روزی عنایت فرما اور میری کمی کو دور کر اور میرا رتبہ و نصیب بلند فرما: آمین۔ یا حی یا قیوم!
گویا دین و دنیا کی ساری چیزیں مانگ لیں۔

الحمد للحی القیوم

۷۰۰ گیدڑ کی بزدلی دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے ایک گیدڑی شیر کی سی جرأت رکھا کرتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۰۱ کیا یہ مسلمان کے لیے غیرت کا مقام نہیں کہ اَلْمُنْجَدْ، مِفْتَاحُ کُنُوْزِ السُّنَّۃ، نُجُوْمُ الْفُرْقَانِ فِیْ اَطْرَافِ الْقُرْآن وغیرہ جیسی تحقیقی کتب کے مرتب جرمن وانگریز ہیں اور ہمارا سارا وقت ابحاث ہی میں ضائع ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۷۰۲ اگر ہم دین کے علم کو ہر علم سے افضل اور کافی سمجھتے تو اپنے ہونہار نونہالوں کو دین کا پورا علم سکھلاتے اور پھر یہ کام جو انگریز نے کیا، وہ کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۷۰۳ اگر کسی کو کسی بھی در سے کچھ نہ ملا ہو، ہر در سے خالی پھرا ہو، اگرچہ ازلی بدنصیب ہو، پھر بھی ناامید نہ ہو علم الحدیث اکرم الاکرمین کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مائدہ ہے۔ اگر کوئی یہاں دستِ سوال دراز کرے۔ اللہ کی رحمت برسے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی سائل کبھی اس مائدہ سے خالی پھرے۔

الحمد للحی القیوم

۷۰۴ اے اوصحرا نورد

"اتنی گرمی گرمی، تو کیا کرتا پھرتا ہے؟ کسی ایک جگہ چین سے کیوں نہیں بیٹھتا"

"میں صرف یہ دیکھتا پھرتا ہوں کہ شیطان اس جگہ کس انداز میں اور کیا کام کر رہا ہے"

الحمد للحی القیوم

۷.۵ دنیا میں کوئی بھی جگہ اور کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو پوری طرح شیطان سے محفوظ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۷.۶ تصورِ محبت کے کمال کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷.۷ جب قلب، روح اور نفس تینوں ایک مقام پر متحد ہو کر تصور پیدا کرتے ہیں تو تصور کی تصاویر حقیقت کا جامہ پہن لیتی ہیں۔ چنانچہ اعمالِ انسانی میں جو خوش رنگیاں اور بے ڈھنگیاں ظہور میں آتی ہیں وہ ان ہی تینوں عوامل کی متناسب یا غیر متناسب آمیزش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

ا : اگر انسان اپنے قلبی واردات کو جو اس آب و رنگ کی دنیا کے مشاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں، خواہشاتِ نفس کی عینک سے دیکھتا ہے اور بے ثبات جلوہ آرائیوں سے مسحور ہو جاتا ہے تو روح کے واردِ غیبیہ کے بار بار متنبہ کرنے اور چابک کھانے کے بعد بھی اعمالِ قبیحہ سرزد ہوتے ہیں اس وقت روح کمزور ہونے کی وجہ سے نفس اور قلب سے اتحاد کر لیتی ہے۔

ب : اگر انسان وارداتِ قلبی کو منضبط نفس (یعنی جس نفس کی خواہشات کو ضابطہ کے اندر لایا گیا ہو) کے تحت لا کر روح کے واردِ غیبیہ کی ہدایات پر عمل کرے تو اعمالِ صالحہ ظہور میں آتے ہیں۔ اس وقت بھی روح، قلب اور نفس متحد ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۷.۸ دنیا کا کوئی لالچ اور کوئی خوف کسی فقیر کو کبھی للچا نہ سکا، اور دھمکا نہ سکا۔ جب اس کے حضور بڑی امارت پیش ہوئی، منہ پھیر لیا اور جب دولت پیش ہوئی۔ اللہ اللہ! اس پر تھوک دیا۔ دنیا کا کوئی منظر اسے کبھی راغب نہ کر سکا نہ ہی وہ کسی بازار میں بک سکا۔

سُلطان ابراہیم اَدھمؒ

ایک لق و دق جنگل میں شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ انہیں ایک پرانا قلعہ نظر پڑا۔ آپؒ اس کے اندر داخل ہوئے تو ایک طرف چند اینٹوں کا ایک بے ترتیب سا ڈھیر دیکھا۔ آپؒ نے ان اینٹوں کو جب اٹھایا تو دیکھا کہ وہاں ایک خزانہ مدفون ہے۔ آپؒ نے سوچا، اسے کسی غریب آدمی کو دے دیا جائے آپؒ باہر تشریف لائے تو دیکھا، قریب ہی ایک آدمی لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے۔ آپؒ نے اسے آواز دی کہ میرے ساتھ چل! میں تجھے ایک خزانے کا پتہ بتاتا ہوں۔ اسے اٹھا کر گھر لے جا اور آرام و راحت سے زندگی بسر کر۔

بوڑھے لکڑ ہارے نے جواب دیا:

"بادشاہو! اس خزانے کو آپ ہی اپنے گھر لے جاؤ۔ اس کی آپ ہی کو ضرورت ہو گی۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، اسے میں بچپن سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں"

یہ سن کر سلطان ابراہیم ادھمؒ بلخی بڑے ہی نادم ہوئے، شرم کے مارے پانی پانی ہو گئے۔ آنکھیں نیچی کر لیں، سوچنے لگے:

"آج ایک لکڑ ہارا مجھ سے بازی لے گیا۔ حقیقت میں یہ لکڑ ہارا بادشاہ، اور میں بادشاہ ہوتے ہوئے بھی حرص ہی کا غلام ہوں"

جوں جوں آپ غور کرتے گئے، اسرار و رموز منکشف ہوتے گئے اور بہت سی سبق آموز اور عبرت انگیز باتیں ظہور پذیر ہوئیں جو بالآخر آپ کے ترکِ سلطنت کا باعث بنیں۔

الحمد للحیّ القیوم

—

۱۰۹۔

کپاس کا پھول

جس دن وہ اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ کی راہ میں نکلا۔ کپاس کے کھیت کے پاس سے گزرا کپاس میں پھول آئے ہوئے تھے، اُس نے ایک پھول کو توڑا اور بڑے غور سے دیکھ کر کہنے لگا تیرا رنگ کتنا دلکش ہے لیکن یہ رنگ تجھے پھر نہیں ملنا۔ اسی طرح شام تک کہتا رہا۔ شام کو سونگھا تو بو نہ تھی۔

پھر وہ پھول سے یوں مخاطب ہوا:

"اے پھول! تو شباہت بھی رکھتا ہے، بناوٹ بھی، نزاکت بھی اور سجاوٹ بھی۔ تجھ میں ہر شے ہے، ایک بو نہیں۔ تو سب کچھ لایا، بو سے خالی کیوں آیا؟ شاید تجھے یہ معلوم نہ تھا کہ نگار خانۂ دہر میں رنگت بلا بو نامقبول اور بو بلا رنگت مقبول ہے۔"

اس پر وہ بہت تلملایا، کہنے لگا:

"کیا تو نے بو کی بے ثباتی پر غور نہیں کیا۔ مجھے کلیوں کے حال پہ رونا آتا ہے۔ کھلتے ہی توڑ کر شہزادی کے حضور پیش کیا گیا۔ اس نے کسی کو سونگھا، کسی کو بالوں میں سجایا اور کسی کا ہار پہنا اور پھر چند گھنٹوں کے بعد ان سب کو اتار کر پھینک دیا۔ میں نے گل کی بو کو جب یوں بے آبرو اور پامال ہوتے دیکھا، بو سے بے نیاز ہوا۔ میں بو نہیں۔ اپنے ساتھ ایک بقچی لایا ہوں اور اس ننھی سی بقچی میں:

بادشاہ کی خلعت، شہزادی کا آنچل، فقیر کی گدڑی، عالم کی قبا، مجاہد کا بکتر اور ہر کسی کا پیراہن ہے۔ دنیا میں بسنے والا کوئی بھی آدمی میری اس بقچی سے بے نیاز نہیں، حالانکہ میں سب سے بے نیاز ہوں۔ کل عالمِ انسانیت کا میں ستر پوش ہوں اور وہ میری اس بقچی میں ملبوس ہے کسی بھی وقت مجھ سے مستغنی نہیں۔ مجھے پہنا

جاتا ہے، سمجھایا جاتا ہے اور اپنی عظمت کے اظہار کا ذریعہ بنایا جاتا ہے جس تُو کو
تو مقبول کہتا ہے۔ اُس برکو مجھ پر پھیر کا جاتا ہے اور مجھ کو معطر بنایا جاتا ہے۔ میری
آغوش میں بچی تھی، اگر بچی کے ساتھ تُو بھی ہوتی، گلچیں میرے بوستان کو ٹوٹ لیتا
اور میں بچی کو سلامت لے کر منزل تک پہنچتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۶۔ ہر قسم کا مکر و فریب، دھوکا، دغابازی، ہیرا پھیرا، جھوٹ، دوڑ دھوپ، یہ سب دو روٹی ہی کے لیے ہے حالاں کہ کھانا انسان کا پیدائشی حق ہے۔ کھانا سب کو ملتا ہے، کوئی بھی بھوکا بستر پہ نہیں سوتا۔

سادہ روٹی: حلوے پلاؤ سے ہر لحاظ سے اچھی ہوتی ہے، آسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ آسانی سے تیار کی جاتی ہے اور آسانی ہی سے ہضم ہو جاتی ہے اور طاقت و قوت کا باعث بنتی ہے۔

روغنی غذائیں: لذیذ تو ہوتی ہیں۔ مشکل سے ملتی اور مشکل سے ہضم ہوتی ہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۷۔ اے مسلمان! اے ملّت کے پاسبان!

ملّت تیری صداقت و عدالت و شجاعت و شرافت و سخاوت کے جوہر دیکھنے کی طلب گار ہے تو نیکی کے میدان میں آ اور زندگی کا کوئی نمونہ پیش کر۔ اللہ کا "کُن" تیرے ارادے کی تکمیل کے لیے بے قرار ہے۔

کیا تو نے کبھی اس پر بھی غور کیا کہ تو زمین پہ اللہ کا خلیفہ ہے، اللہ کا خلیفہ: اللہ نے تجھے اپنا خلیفہ بنا کر تیرے مقام کو ہر مقام سے بلند فرمایا اور یہ خلافت عنایت کی حد ہے۔ تجھے اس کی قدر ہی نہیں گویا خبر ہی نہیں۔

آدم تیرا باپ ہی تو تھا، تیرے باپ کو فرشتوں نے سجدہ کیا، جبرائیلؑ نے کیا، میکائیلؑ نے کیا، اسرافیلؑ نے کیا، عزرائیلؑ نے کیا: بیٹے کو باپ کی وراثت ملا کرتی ہے، ضرور ملا کرتی ہے۔ تجھے کیوں نہ ملی؟ تو اپنی میراث کی تلاش کر، اور جیسے بھی ہو، اسے حاصل کر۔

تیرا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوا کرتا تھا۔

وہ بھی کیا دن تھے جب تیری اپنی کوئی مرضی نہ تھی، اللہ کی مرضی تیری مرضی تھی۔ تیری مرضی اللہ کی مرضی میں مدغم ہوتی تھی اور اللہ کی رضا تجھ پر راضی ہوتی تھی۔ تو نے جب بھی کسی چیز کا ارادہ کیا، پورا کیا۔ کسی بھی ارادے کو ادھورا نہ چھوڑا۔ تیرا ارادہ کبھی نہ ٹلا، کبھی نہ پلا، کبھی نہ رکا اور کوئی بھی رکاوٹ تیری راہ میں کبھی حائل نہ ہوئی، تو جس بھی میدان میں اترا، بازی لے گیا۔ تیرے عزم آہنی کے سامنے یہ پہاڑ، ایک تنکے سے بھی زیادہ وقعت نہ رکھتے۔ کوئی پہاڑ تیری راہ نہ روک سکا۔ سمندر تیرے عزم کے سامنے ایک چلو بھر پانی سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا۔

اے نوجوان مسلم!

جب تک تو دنیا میں اللہ کے لیے رہا سارا جہان تیرے لیے رہا اور ساری خدائی تیرے لیے رہی اور جب تو جہان کا بنا تیرا کوئی بھی نہ بنا اور کچھ بھی نہ بنا۔ یہی تیری پستی اور یہی تیری ذلت ہے۔ تیری داستان کے بوسیدہ اوراق ملت کے بوستان میں بکھرے پڑے ہیں ان کو یکجا کر اور پڑھ کر۔

اسلام کو جب بھی کسی نے للکارا اور جب بھی اسلام نے تجھ کو پکارا، تو مسکرا کر اٹھا، و تند ناکر بڑھا اور اغیار پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹا۔ اسلام کی خاطر تو سولی پر لٹکا۔ تپتے ہوئے صحراؤں میں تڑپا، انگاروں پر لوٹا، دریاؤں میں کودا، پہاڑوں سے ٹکرایا، مصائب پر مسکرایا، کھال کھنچوائی، لیکن اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔

آج نہ معلوم کیوں تو ٹس سے مس نہیں ہوتا؛ آج تو نے خود اپنی جمعیت کے شیرازے بکھیر ڈالے۔ تیرا خون ملت کی بے آبروئی اور رسوائی پر کیوں نہیں گرماتا۔ کاش! تجھ میں کوئی بھی بات تو باقی ہوتی

جب تک تو اللہ کے لیے رہا، فتح و نصرت تیرے ساتھ رہی اور تیرے ہاتھ رہی تو جہاں بھی جاتا فتح پاتا، کبھی مار نہ کھاتا کبھی ہار نہ مانتا۔

اللہ کا کُن "تیرا اشتیاق اور تیرے ارادے کی تکمیل کے لیے بے تاب رہتا، آخر یہ کُن تیرے ہی لیے تو ہے اور تجھے اس کی خبر ہی نہیں، تو جس بھی میدان میں اللہ اکبر کہتا، رَن کانپ اُٹھتا تو کسی بھی میدان میں اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہی تیری عزت، یہی تیرا فخر اور یہی تیری سروانگی تھی۔

اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا فتویٰ میں شرک اور تقویٰ میں کفر ہے۔

تو کسی سے بھی کوئی امید نہ رکھتا، کسی سے کوئی امید رکھنا اپنے لیے ذلت و رسوائی کا موجب سمجھتا۔

نوری فرشتے تیرے در کی دربانی کیا کرتے تھے اور آج شیاطین تجھے ڈرا اور دھمکا رہے ہیں۔

یہ دنیا جو آج تیری امام بنی ہوئی ہے یہ تیرے غلاموں کی غلام ہوا کرتی تھی۔ یہ عزت کوئی عزت ہے کہ جس پر تو اترا تا نہیں تھکتا، یہ واہ واہ، یہ کھانا، یہ پینا۔ ایک دھوکا ہے، فریب ہے۔ اور اس میں ہر کوئی مُبتلا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲ ؂ سچو کیدار کبھی رات کو سویا نہیں کرتا۔

کسی کا کوئی بچاؤ کسی کو موت سے کبھی بچا نہیں سکتا۔ موت کا وقت معین ہے۔ اس سے پہلے کوئی ذی روح کبھی مر نہیں سکتا۔ اگرچہ اسے مارنے پر ساری دنیا آمادہ ہو۔ جب وہ معین وقت آجاتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

ہمارے حفاظتی دستے ایمان کی کمزوری کے باعث ہیں۔ ورنہ اگر کوئی کبھی بھی حفاظتی دستہ نہ رکھے تو وہ اپنی موت کے وقت سے پہلے کبھی مر نہیں سکتا۔ اگرچہ دشمن کے شہر میں ہو اور جب اس کی موت کا وقت آجائے تو بچ نہیں سکتا اور نہ ہی بچایا جا سکتا ہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوم

عہدِ فارُوقی کا واقعہ ہے

کہ حضرت خالد بن ولید فتوحات کا پرچم اڑاتے شام کے علاقے میں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک قلعہ پڑا جس کے رہنے والے مسلمان افواج کی آمد کا سن کر قلعہ بند ہو چکے تھے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ چند دن اسی طرح گزر گئے۔ اچانک ایک دن قلعہ کا دروازہ کھلا۔ ایک وفد جو راہبوں اور معززین شہر پر مشتمل تھا، نمودار ہوا اور پوچھتا ہوا حضرت خالدؓ کے پاس پہنچا اور صلح کی گفتگو کے ارادے کا اظہار کیا دورانِ گفتگو ان لوگوں نے بتایا کہ وہ اپنی قوم سے یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ اگر وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئے تو واپس لوٹنے کی بجائے وہیں خودکشی کر لیں گے اور پھر ایک شیشی دکھائی جس میں ایک خطرناک قسم کا زہر تھا۔ جونہی حضرت خالدؓ نے ان کا ارادہ معلوم کر لیا فرمایا "کیا میں یہ شیشی دیکھ سکتا ہوں؟" انہوں نے کہا "کیوں نہیں! لیکن خیال رہے کہ اس زہر ہلاہل کے چند قطرے ہزاروں انسانوں کی ہلاکت کے لیے کافی ہیں۔"

حضرت خالدؓ نے باتوں باتوں میں اس شیشی کا ڈھکنا کھولا اور بسم اللہ پڑھ کر سارا زہر پی گئے۔ اس حیرت انگیز واقعہ پہ ان لوگوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور نہایت بے چینی سے حضرت خالدؓ کی طرف دیکھنے لگے کہ ابھی گر کر اور تڑپ کر جان دے دیں گے مگر حضرت خالدؓ بدستور بڑے اطمینان سے ان لوگوں سے مصروفِ گفتگو رہے۔

راہب حیرت میں گم تھے۔ ان کے منہ سے بات تک نہ نکلتی تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ انسان ہیں یا جن۔ بالآخر پوچھ ہی لیا:

"یہ زہر ہلاہل آپ کے سارے لشکر کے مارنے کو کافی تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ پر اس نے کوئی اثر نہیں کیا؟ اور پھر جب آپ کو معلوم تھا۔ آپ نے یہ خطرہ مول کیوں لیا؟"

حضرت خالدؓ نے فرمایا:

"تمہارے اور ہمارے ایمان میں یہی بنیادی فرق ہے تم لوگ موت اور زندگی کے حقیقی مفہوم سے ناآشنا ہو۔ تم اپنی موت کو اس زہر کی شیشی میں سمجھتے تھے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ موت وحیات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے موت کا ایک وقت معین ہے جسے کوئی بڑھا سکتا ہے اور نہ کم کر سکتا ہے۔"

حضرت خالدؓ کے اس زندۂ جاوید جملے نے وہ کام کیا جو پورے لشکر کی تلواریں بھی نہ کر سکتی تھیں۔ وہ سارے لوگ وہیں مسلمان ہو گئے۔

ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

موت کے آگے ہر قوت وحکمت ہیچ و بے کار ہے۔ اگر قوت و حکمت کو موت کے معاملہ میں کوئی دخل ہوتا تو بادشاہ اور حکیم کبھی نہ مرتے۔

الحمد للحی القیوم

۱۳/ جس طرح معصیت میں ہمارا ایسا نمبر ہے۔
صالحیت میں بھی ہو آمین

الحمد للحی القیوم

۱۴/ تیرے نور کی لہروں سے تیرے فقیروں کے یہ خاکی وفانی اجسام نوری وباقی ہوں۔

الحمد للحی القیوم

۱۵/ سفارش رشوت کی بہن ہے۔ عدلیہ، عدلیہ ہے۔ کسی کی بھی اور کسی سے بھی سفارش نہیں سنتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۶/ منصف وہ ہے جو انصاف کی جمیع صفات سے متصف ہو۔ اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ رکھے

جب عدل کی کرسی پر بیٹھے، عدل کرے، یگانہ ہو یا بیگانہ، ایک ہی میزان سے تولے۔ جو سفارش سے مجبور کرے، یہ کہے کہ ملک کے وقار کا دار و مدار عدلیہ پر اور عدلیہ کا غیر جانب داری پر موقوف ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۷۔ اللہ نے پہلے آسمان کو بنایا۔ پھر میزان قائم کی اور حکم دیا اس میزان کو قائم رکھو۔ ذرا سی بھی کمی نہ کرو۔ پھر زمین بنائی۔
عدلیہ میزان ہے۔
اور کوئی بھی فیصلہ کسی سفارش کے تحت کبھی نہ ہو۔ ہر فیصلہ حقائق کی بنا پہ ہو۔ اپنا ہو یا بے گانہ۔

الحمدللحی القیوم

۱۸۔ عدلیہ اپنے پرائے میں کوئی تمیز روا نہیں رکھا کرتی یہاں تک کہ مومن اور کافر میں بھی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۹۔ میزان کے دو پلڑے ہوتے ہیں۔ دونوں پلڑوں میں انصاف کے باٹ ہوں اور کسی بھی پلڑے میں کسی کی بھی اور کوئی سفارش کبھی نہ رکھی جائے۔

الحمدللحی القیوم

۲۰۔ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ:
"حضرت عباسؓ کے گھر کا پرنالہ مسجد نبویؐ میں گرتا ہے جس سے لوگوں پہ چھینٹیں پڑتی ہیں اسے اکھڑوا دیا جائے۔"

حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے پوچھے بغیر مسجد نبویؐ کی حرمت اور لوگوں کی تکلیف کے احساس اور شکایت کی بنا پر پرنالہ اکھڑوا دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے دیکھا تو حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ:
"اے عمرؓ! اے امیر المؤمنین! تجھے معلوم ہے کہ وہ پرنالہ جو تو نے اکھڑوایا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا تھا تو نے اسے اکھڑوا کر زیادتی کی ہے "۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ کانپ اُٹھے زمین پر بیٹھ گئے اور حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا:

"اے ابن عباسؓ! میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ اور اس پرنالہ کو وہیں گاڑ دو جہاں سے اسے اکھیڑا گیا تھا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ اتنی اچھی سیڑھی تمہیں مدینہ بھر میں نہیں مل سکتی "۔

الحمد للحی القیوم

۱۸۱۔ شیر شاہ سُوری ہندوستان کا حکمران تھا۔ ایک دن اس کا بیٹا ہاتھی پر سوار بازار میں سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک کوٹھے پر پڑی جہاں ایک عورت غسل کر رہی تھی۔ شہزادے نے ہاتھی کو روکا۔ شرارت سے اس عورت پر پھول پھینکا اور چل دیا۔

شام کو جب اس عورت کا خاوند جو کہ ایک غریب لکڑ ہارا تھا، گھر آیا تو بیوی کو مغموم اور مضطرب پایا۔ دریافت کرنے پر اس نے شہزادے کا سارا ماجرا اپنے خاوند کو کہہ سنایا لکڑ ہارے کا خون کھول اُٹھا۔ اگلی صبح بیوی کو ساتھ لیا اور شیر شاہ سُوری کے دربار میں جا پہنچا شکایت کی اور انصاف چاہا۔ بادشاہ نے فریادسنی، شہزادے کو طلب کیا، استفسار پر شہزادے نے ندامت سے سر جھکالیا۔ گویا یہ جرم کا اعتراف تھا۔

شیر شاہ نے حکم دیا کہ شہزادے کی بیگم اسی طرح کوٹھے پر غسل کرے، اس لکڑ ہارے کو ہاتھی پر سوار کرایا جائے اور یہ اسی طرح شہزادی پر پھول پھینکے "۔

یہ تھا عدل، یہ تھا انصاف۔

الحمد للحی القیوم

۱۸۲۔ بندے جب زمین پر عدل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فضل کرتے ہیں۔ اللہ سے فضل مانگ، بندوں

سے عدل، مذکر اللہ سے عدل اور بندوں سے فضل۔ الحمدللحیّ القیوم

۲۳۔ فقر کے دو مقام ہیں نقلی اور اصلی
نقلی مقام پہ نقلی احباب اور اصلی مقام پہ اصلی احباب عنایت ہوا کرتے ہیں اور اصلی مقام کی انتہا اَحدیت ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۴۔ طالب جب مطلوب سے ملا خلوت میں ملا اور تنہا ملا۔ طالب مطلوب کو مل کر ہی مطلوب کا عارف ہوا۔ رازونیاز کی کوئی بات کسی نے کبھی بھی افشا نہ کی۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۵۔ طالب و مطلوب کی تمام باتیں دونوں تک ہی محدود ہوتی ہیں۔ کسی تیسرے کو کوئی خبر نہیں ہوتی۔

الحمدللحیّ القیوم

۲۶۔ طالب جب مطلوب کی طلب میں بڑھا متحیر ہوا۔ تحیر کی گمراہیوں سے بچ نکلا تو رموزِ کائنات کا عارف ہوا۔ مطمئن ہوا اور خاموش ہوا جو وہ دیکھتا ہے اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے مقدس راز۔

یہ راز وہ کیسے بتائے، کیسے بتائے اور کیا بتائے؟

الحمدللحیّ القیوم

۲۷۔ کائنات کی ہر شے اور ہر رتبہ، ناپائیدار، فانی اور چند روزہ ہے۔ کسی بھی شے کو بقا حاصل نہیں۔ ہر درجہ، ہر منصب، ہر شے، عارضی، فانی اور نظر ہی کا فریب ہے۔
ہر شے اللہ کی اور اللہ ہی کے لیے ہے جسے جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔
کوئی بندہ کسی بھی شے کا مالک نہیں نہ ہی کسی شے پہ قدرت رکھتا ہے۔ ہر بندہ عاجز و مسکین ضعیف و

ناتواں، بے کس و بے بس اور مجبور و محکوم ہے۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی کرنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔
اس کی پیشانی کے بال اللہ کی دو انگلیوں میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بدوں ارادتِ الٰہی کسی حرکت پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اس کے بس میں کچھ بھی نہیں۔ اپنے آپ ہی بڑا بنا پھرتا ہے ہے کچھ بھی نہیں۔

ایک بات اور بتا دوں!

اس کے پاس ایک قیمتی چیز ہے وہ اس کا سانس ہے اور اس کی ہر شے اس سانس ہی میں پوشیدہ ہے۔

اس سے آگے کی بھی خبر بتا دوں!

جس اللہ کی تلاش میں تو مارا مارا پھرتا ہے، ہم مارے مارے پھرتے ہیں وہ اس "سانس" ہی میں پوشیدہ ہے۔ جس نے بھی اللہ کو پایا، جب بھی پایا۔ اس "سانس" ہی کے پردوں میں چھپا ہوا پایا۔ اس سے آگے وہ ملیں نہ ملیں، تلاش میں تیرا پہلا نمبر ہو۔

کبھی یہ نہیں سوچا۔ سانس ختم، ہر شے ختم۔

سانس بے رنگ ہے، بے بُو ہے، جسم نہیں رکھتا، جہت نہیں رکھتا اور یہی صفات اللہ کی صفات ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۲۸۔ جس گھوڑے کی باگیں کوچوان کے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامی نہیں ہوتیں۔ سرپٹ نہیں دوڑ سکتا جس گھوڑے کو سرپٹ دوڑتے ہوئے دیکھو سمجھو کہ اس کی باگیں کوچوان نے تھامی ہوئی ہیں جس گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہیں کبھی دوڑ نہیں سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۲۹۔ پتنگ ڈور ہی کے سہارے اڑا کرتا ہے۔ ڈور اگر چھوڑ دی جائے۔ ہوا کی لہریں اسے ایک

لمحہ کی مہلت نہیں دیتیں۔ بچھڑے کھاتا ہوا گرپڑتا ہے۔ تباہ ہو جاتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیوم

۷۴۰۔ سلوک میں ہر حال و مقام کی اصل شریعت ہے۔
طریقت و حقیقت و معرفت اسی کے برگ و بار ہیں اور اس کی پابندی نفس کی عین مخالفت ہے

الحمدُللحیّ القیوم

۷۴۱۔ مجاہدہ، زہد، ریاضت، شریعت کی پابندی ہی کے مختلف مقام و مدارج ہیں۔
جو شریعت سے آزاد ہوا، آوارہ ہے۔

الحمدُللحیّ القیوم

۷۴۲۔ خلفائے راشدین تمام فقر کے مقام کے تاجدار اور امام تھے مگر مولائے علی کرم اللہ وجہہ اور مولائے حسین علیہ السلام کو فقر کا بلند اور ارفع مقام حاصل ہے۔ سبحان اللہ حسین علیہ السلام نے خنجر تلے نماز ادا کی۔

الحمدُللحیّ القیوم

۷۴۳۔ گھوڑے کی لوگ تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ انسانیت کو جو نفع گدھے نے پہنچایا، گھوڑے نے نہیں۔ جو کام گھوڑا کر سکتا ہے، گدھا بھی کر سکتا ہے لیکن جو کام گدھا کر سکتا ہے گھوڑا نہیں کر سکتا اور پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام نے گدھے کی سواری پسند فرمائی۔

الحمدُللحیّ القیوم

۷۴۴۔ جب خیبر فتح ہوا ایک گدھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور!

میرے جد کی نسل میں اللہ نے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور ان میں سے ہر ایک پر اللہ

کے کسی نبی کسی رسول نے سواری کی۔ میری یہ تمنا تھی کہ مجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوں میرے جدّ کی نسل میں سے میرے سوا، اور سلسلۂ انبیاءؑ میں سے آپ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سواری فرمائیں۔"

پھر عرض کی:

"حضور! میں ایک یہودی کے پاس تھا اور میں اُسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ مجھے بھوکا رکھتا تھا۔"

حضور نے فرمایا "تیرا نام کیا ہے؟" کہنے لگا "یزید بن شہاب"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تمہارا نام یعفور رکھتے ہیں۔"

اس گدھے کا نصیبہ جاگ اُٹھا۔ حضورؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضورؐ اگر کسی کو طلب فرمانا چاہتے تو یہ گدھا جا کر اُس کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ صاحب خانہ جب باہر آتا تو سر کے اشارے سے بتاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔

حضور کے وصال مبارک کے بعد جدائی کی تاب نہ لا سکا۔ ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔

گدھا ایسے ہر کوئی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بڑے کام کا جانور ہے بڑے ہی کام کا۔ اپنے مالک کا وفادار، محنتی اور جفاکش غلام ہے۔ اس کی اپنی کوئی زندگی نہیں۔ اپنے مالک کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے شب و روز باربرداری میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے آرام کا کوئی وقت نہیں اور نہ ہی کھانے کے لیے کوئی خاص غذا۔

کبھی آپ نے اس پر غور نہیں کیا کہ ساری دنیا کے گھر گدھے نے بنائے اور گدھے بیچارے کا کوئی گھر نہیں، شہر لاہور میلوں میں بس رہا ہے اور سارے کا سارا گدھے ہی نے بسایا ورنہ اگر یہ نہ ہوتا تو بندوں کو اپنے مکانوں کے لیے اینٹیں اپنے سروں پر اٹھانا پڑتیں۔

اس کی قیمت بہت کم ہے چند ہفتوں میں اپنی قیمت پوری کر دیتا ہے۔ اللہ اللہ، جو کما کر

لاتا ہے ، مالک کے حضور پیش کر دیتا ہے ۔ دمڑی بھی اپنے پاس نہیں رکھتا ۔ مالک کے گھر کی ہر شے گدھے ہی کی بدولت ہے لیکن مالک اس کا احسان مند نہیں ۔ توبہ توبہ ! جب مارنے لگتا ہے ، چابک نہیں ، ڈنڈا استعمال کرتا ہے عموماً کام ختم کر چکنے کے بعد عمدہ چارہ نہیں دیتا جس کی کمائی سے مالک حلوہ گوشت کھاتا ہے ۔ کمانے والے کو نہیں کھلاتا ۔ کام ختم کر چکنے کے بعد اسے روڑی کے ڈھیر پر چھوڑ دیتا ہے ۔ گدھا اپنے مالک کی شفقت سے محروم ہے ۔ اس نے کبھی اس کی پیٹھ نہیں تھپکی شاباش نہیں کہا ۔ تعریف نہیں کی ، دل نہیں بڑھایا ۔ مگر اس کے باوجود وہ مالک کی اس بے رخی کو دل میں نہیں لاتا ۔

گویا گدھے کو اپنے مقام پر استقامت حاصل ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۳۵ ۔ گناہ کی شامت سے بلا اور ذکر کی رحمت سے شفا نازل ہوتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۳۶ ۔ جہاد میں مجاہد کو اپنا گھر یاد نہیں آتا اور موت سے ڈر نہیں آتا یا جہاد میں مجاہد دو چیزوں سے لاپروا ہوتا ہے :

گھر سے ۔ اور ۔ ڈر سے

الحمد للحی القیوم

۳۷ ۔ جو بات دل سے نکلا کرتی ہے ، دل میں اترا کرتی ہے ، یا ۔ دل سے نکلی ہوئی بات ہی دل میں اترا کرتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۳۸ ۔ آدمیت کا احترام آدمیت کی تعظیم ہے ۔ تعظیم جب شرعی حدود سے تجاوز کر جاتی ہے ، تو دین بن جاتی ہے

الحمد للحی القیوم

۳۹۔ دین بے دین سے نہیں، بے دین کی تعظیم کرنے والے دیندار سے بیزار ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۰۔ دین کو بے دین سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کہ بے دین کی تعظیم کرنے والے دیندار سے پہنچا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۱۔ سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے۔ کسی بھی دوسرے کو ہرگز جائز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۔ اگر بندے کا بندے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو حسین علیہ السلام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور سجدہ کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۴۳۔ اللہ کے بندو!

اللہ سے ڈرو اور سجدہ صرف اللہ ہی کو کرو۔

اللہ کے بندو!

سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے، بندوں کو کبھی سجدہ نہ کرو۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۔ اس دنیا میں بڑے بڑے اور بھلے بھلے آئے۔ جنید جیسے اور شبلی جیسے آئے۔ ہر کسی نے اپنے اللہ کو سجدہ کیا اور کسی نے بھی بندوں سے سجدہ نہیں کروایا۔ نہ ہی کسی کمال کا کوئی دعویٰ فرمایا۔ مٹی میں مٹی ہو کر رہے اور کسی بھی شکل میں کبھی نمائش نہ کی۔

الحمد للحی القیوم

۴۵۔ اپنے آپ کو اللہ کہلانے والے اللہ کے بنائے اپنی تخلیق پہ غور کریں۔ اللہ نے بندے کو پانی کے

ناچیز قطرے سے تخلیق کیا، اعضا درست فرمائے، عقل بخشی، حسن و جمال بخشا اور سب کچھ بخشا۔

صرف ایک حکم دیا؛

مجھ کو سجدہ کر، میری ذات و صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کر۔

بندے کے قبضے میں کوئی شے نہیں، بندہ عاجز و مسکین، ضعیف و ناتواں ہے مگر جب اللہ کا بن جاتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی کبھی کچھ منتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۴۶۔ بندے کا بندے کو سجدہ کرنا ہرگز روا نہیں۔ سجدہ صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۴۷۔ محبّ کو حبیب کا ذکر محبوب ہوتا ہے۔

محبّ کا اپنے حبیب کے ذکر کو اپنے ذکر پر ترجیح دینا محبت کا بنیادی اصول ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۴۸۔ کسی کی صورت اور جمال و کمال کے دل و دماغ میں گھر کر لینے سے جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کا اصطلاحی نام محبت ہے۔

محبّ اپنے محبوب کی محبت میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ اسے اپنے محبوب کے سوا کسی سے بھی کوئی رغبت نہیں رہتی اور جو لذت اسے اپنے محبوب کے خیالی وصال میں حاصل ہوتی ہے کسی اور شے میں نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

۷۴۹۔ محبت دل کو بھر دیتی ہے، تل دھرنے کے لیے بھی جگہ باقی نہیں رہنے دیتی لیکن محبت کے سوا ساری دنیا کی چیزیں بھی کسی دل کو کبھی بھر نہیں سکتیں۔ محبت کا جام دل کی پیاس بجھا دیتا ہے۔ دل جب کسی کی محبت کا نیاز مند ہو جاتا ہے، ماسوا سے بے نیاز ہو جاتا ہے ورنہ کسی اور طرح دل کی دوڑ کبھی ختم

نہیں ہوتی۔ محبت جب دل میں گھر لیتی ہے کسی دوسرے کو اس میں داخل ہونے نہیں دیتی۔

محبت کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ محبوب کے سوا کوئی اور اس کے گھر میں شریک ہو۔

محبت کی بیقراری دل کو غافل ہونے نہیں دیتی اور سونے نہیں دیتی۔ یاد کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے

اور یہ تپش محبوب کے سوا ہر شئے کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

محبت اپنے اصولوں کو کبھی بدلا نہیں کرتی۔

محب جب محبوب کی محبت میں جل کر راکھ بن جاتا ہے۔ اکسیر بن جاتا ہے۔

دل جب اپنے محبوب کے خیال و وصال میں محو ہو جاتا ہے ماسوا سے بیگانہ و بے خبر ہو جاتا ہے

حقیقت میں یہی بیگانگی یگانگی اور یہی بے خبری ہوشمندی ہوتی ہے

الحمدللحی القیوم

۵۰۔ کائنات کی پیدائش اور پرورش میں حقیقی ہو یا مجازی، محبت ہی کارفرما ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۱۔ محب اپنے محبوب سے قریب تر ہو کر محبت کی بازی جیتنے کے لیے بہت کچھ کیا کرتا ہے یہ مغرور

کرتا ہے۔

محب کسی کو بھی اپنے محبوب کا ثانی ہونے کی رقابت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

محب کو حبیب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اپنے محبوب کی دل پسند ادائیں اپناتا ہے۔ اس

کی سی شکل و صورت بنانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ پھر جس طرح بھی وہ راضی ہو، راضی رکھتا

ہے اگرچہ اُسے سرِ بازار گھنگرو باندھ کر ناچنا پڑے۔

بابا بلھے شاہ صاحبؒ شاہ عنایتؒ کے حضور میں بارہ سال ناچے۔

اس کے قلب و نظر میں اُسی کا تصور اور اس کے سر میں صرف اُسی کا سودا ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۵۲ء شب و روز اسی تاک میں رہتا ہے کہ کوئی حکم ملے، فوراً پورا کروں، کسی بھی شے کی فرمائش کریں، حاضر کروں، اگرچہ آسمان کے ستاروں اور چڑیوں کے دودھ ہی کی فرمائش کیوں نہ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۵۳ء محبت۔ محبوب کے ادب کی پوری پاسبان ہوتی ہے۔ ذرا سی بے ادبی بھی روا نہیں رکھتی۔

محب اپنے محبوب کا خیر خواہ، خادم اور جانثار ہوتا ہے، اوصاف بیان کرتے تھکتا نہیں کرتا۔ جھڑکی، ملامت، بے رخی اور جفاؤں کو تحفہ سمجھ کر راحت حاصل کرتا ہے۔ کوئی غیر خیال کبھی دل میں نہیں لاتا۔

یہ حال ایک دو دن کا نہیں، ابدی ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۴ء فراق کے آنسو دل کی کثافت کو دھو کر آئینہ کی طرح شفاف بنا دیتے ہیں۔ فرقت کے لطف انگیز لمحات کا کیا کہنا، اس کی رنگ برنگی بے چینیوں سے پیدا شدہ سیلِ اشک جب دل کی گوناگوں کثافتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے تو پھر اس دل سے علم و حکمت اور عشق و رقت کے چشمے اُبلا کرتے ہیں۔ اور اللہ کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، ان چشموں سے فیضیاب ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

ﮧ

پُوچھا طُور سے مَیں نے، کہ یہ تو بتا
کس کی نورِ تجلّی سے تُو جل گیا

بولا رو کر کہ اتنا بھی سمجھا نہ تُو،

ہے اُسی آگ کی پھر مجھے جستجو

اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو

الحمد للحی القیوم

۷۵۵۔ محبت کے تمام واجبات جب پورے ہو جاتے ہیں، اکرم الاکرمین کرم فرماتے ہیں اور اپنی رحیمی کریمی کے صدقے محب کی محبت قبول فرما کر محب کو محبوب کے جمال کی سند بخش دیتے ہیں اور یہ عطا عنایت ہی پر موقوف ہوتی ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی جمالِ جاناں سے مشرف نہیں ہو سکتا اور یہ دفترِ عشق کا بنیادی اُصول ہے، محب و محبوب اسی قانون کے تحت محبت کی بازی کھیلا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۷۵۶۔ محبوب جب محب کی محبت کی بازی پر غور فرماتا ہے، عش عش کر اُٹھتا ہے، حجابات اٹھا دیتا ہے، مژدۂ جانفزا سناتا ہے، اپنے قریب کر لیتا ہے، قریب تر۔ یہاں تک کہ کوئی دوری نہیں رہتی ... محبت کا قصہ بھی کبھی کسی نے کسی کو سنایا ہے۔ یہ قصہ سنانے کے لیے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ نغمہ گانے کے لیے ہوتا ہے۔

محبت کا قصہ دل میں چھپانے کے لیے ہوتا ہے

الحمد للحی القیوم

۷۵۷۔ کریم جب اپنے کرم سے محبوب کے دل میں محب کی محبت بھرتے ہیں، کمال کرتے ہیں اور وہی محب جو ہجر کی آگ میں جل رہا تھا، محبوب بن جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۵۸۔ یُوں دعا کیا کرو:

یا اللہ! تیرے اس بندے کو تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت ہو۔ آمین!

الحمدللحیّ القیوم

۶۹۔ جذبہ۔ فرد و ملت کی زندگی کی روح رواں ہے۔ جس میدان میں بھی جذبہ بیدار ہوا۔ فتح و نصرت کے جھنڈے لہرانے لگے۔ پہاڑ تھر تھرانے لگے، ہوائیں موافق چلنے لگیں، حالات نے پلٹا کھایا، اور میدان مجذوب کے ہاتھ آیا۔

بوڑھے بازی گر نے جب جوان کی ناکامی دیکھی، تلملا اٹھا، اُسے یہ یاد نہ رہا کہ وہ بوڑھا ہے، قلابازی نہیں لگا سکتا۔ کپڑے سیٹ کر کود پڑا، قلابازی لگائی، گر پڑا، پھر لگائی، پھر گر پڑا۔ تیسری بار جوش سے اٹھا کہ کسی نے بازو پکڑ لیا کہ تیری ہڈیاں پس چکی ہیں۔ ان میں اب کوئی طاقت نہیں، تیرا جذبہ قابلِ تحسین و داد ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

۷۰۔ یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے تیرے حبیب اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قومی، تعمیری جذبہ عنایت ہو اور پھر قوم کو یہ جذبہ مبارک ہو۔

یا حیّ یا قیوم

الحمدللحیّ القیوم

۷۱۔ تعصب اور حسد، ایک ہی خصلت کے دو مدارج ہیں۔

تعصب ذلیل فطرت ہے متعصب کے پاس تنقیص کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا۔ متعصب کی تنقیص ضد کی بنا پر ہوتی ہے، لاعلمی پر نہیں۔ تنقیص متعصب و حاسد کی سرشت میں داخل ہوتی ہے اور اس کا مدعا تعمیرِ حیات نہیں تخریبِ حیات ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک زندگی کا منشور یہ ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہو اور جس پر بھی ہو کوئی نہ کوئی تنقید ضرور کی جائے۔

اس کے برعکس تحسین مرجھائے ہوئے دلوں کو شاد کر دیتی ہے۔ گرا ہوا سنبھل جاتا ہے۔

تحسین آدمیت کے احترام کا بلند ترین مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۶۲ یہ روزے ہم ثواب کی خاطر نہیں بلکہ نفس کو تکلیف دینے کی خاطر رکھتے ہیں۔ روزے سے کسی بھی شے کو نقصان نہیں پہنچتا، روزے کی تکلیف صرف نفس کو ہوتی ہے اور بندہ اس پر خوش ہوتا ہے۔ نفس کی مخالفت میں روزے کا پہلا نمبر ہے اور نفس کی مخالفت ہی روح کی موافقت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۶۳

الانسان سرّی وانا سرّہٗ

الکتابی علم سے اس علم کو کوئی کیسے سمجھ سکتا ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت بدرالدین احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کے پیر و پیشوا تھے۔ آپ کو حکم ملا، لاہور کے فلاں باغ میں ایک اللہ کا بندہ رہتا ہے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرفان کی تکمیل کریں۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ایک عجیب و غریب سیرت و صورت کا آدمی ایک مونڈھ پر کھڑا انٹ سنٹ باتیں کر رہا ہے۔ حضرت باقی باللہ صاحب تعظیم کے لیے آگے بڑھے اور آپ سے مصافحہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے آپ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور شام تک دیتے رہے۔ خواجہ باقی باللہ صاحب خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے۔ شام کو انہوں نے اسی انداز میں حکم دیا "واپس لوٹو"۔

دوسرے دن پھر حاضر ہوئے پھر اسی طرح ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کو دیکھتے ہی وہ ان پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ بھی بول سکے بولے۔ آپ اس سب کو حکمت پر مبنی سمجھ کر خاموش رہے۔ جب شام ہوئی بھرے ہوئے انداز میں پھر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کی طرف متوجہ ہوئے اور واپسی کا حکم دیا۔

یہ معاملہ انتیس روز اسی طرح پوری آب و تاب سے جاری رہا۔

حضرت جب تیسویں روز اسی طرح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہنس پڑے۔ ان کے صبر و تحمل کی داد دی اور فرمایا:

"جس فیض کے لیے تمہیں میرے پاس بھیجا گیا ہے، تم اس کے اہل ہو۔"

کیا ہم میں سے کوئی ایسی کڑی و طویل آزمائش کی تاب لاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم جس بھی کسی کے پاس جاتے ہیں اس کی کسی بھی بات کو کبھی برداشت نہیں کرتے۔ ذرا سی بھی بے رخی پہ تلملا اٹھتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۴۔ جب نفس، قلب، روح ایک مرکز پر مربوط، متحد و متصل ہو جاتے ہیں، عجیب و غریب احوال و مقامات کا ظہور ہوتا ہے۔

جب نوافل کے فضائل پڑھتا ہے تو ساری عمر نوافل ہی کی کثرت کا عزم کر لیتا ہے۔

آگے چل کر جب قرآنِ عظیم کے فضائل سنتا ہے عزم کر لیتا ہے کہ ساری عمر قرآن ہی کی تلاوت میں گزارے گا۔

اسی طرح تسبیح و تحمید کے فضائل پہ فریفتہ ہو کر لاکھوں بار پڑھنے کا اقرار کر لیتا ہے۔

پھر جب دعوات کے مکتب میں حاضر ہوتا ہے کہتا ہے ان ساری دعاؤں کو ساری عمر باقاعدگی سے پڑھوں گا۔

درود کے فضائل سے متاثر ہو کر اپنا سارا وقت درود ہی کے لیے وقف کر دیتا ہے۔

یہ سب اس کے دل کی صباحت کا حال ہوتا ہے، اُس کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی نیکی سے محروم نہ رہے، ورنہ ایک آدمی ایک دن میں اتنی منازل کیوں کر طے کر سکتا ہے۔

پھر وہ اللہ سے دُعا کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ہو اور روز ہو۔

پھر وہ اللہ سے یہ فرمائش کرتا ہے کہ اس کی یہ ایک زبان اتنا کام ہرگز نہیں کر سکتی اگر چہ چوبیس گھنٹے

(یعنی چھیاسی ہزار چار سو سیکنڈ) مسلسل ذکر کرے۔ اُسے ایک کی بجائے ستر زبانیں عنایت ہوں

الحمدللحی القیوم

۷۶۵ صدقے کی شہرت دینے والے کے اجر کو، اور لینے والے کی عزت کو داغ دار کر دیتی ہے۔
صدقہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور کوئی بلا کسی صدقے کو، اگرچہ وہ چھوٹا سا ہو۔ کبھی پھلانگ نہیں سکتی پورا اجر مطلوب ہو تو اس طرح چھپ کر کرو جس طرح کہ بدی کو چھپ کر کرتے ہو۔

الحمدللحی القیوم

۷۶۶ کاروباری ترقی کے دو ہی اصول ہیں محنت اور دیانت۔
جس نے بھی ترقی کی، ان ہی دو اصولوں پر چل کر کی۔ انفرادی ہو یا اجتماعی۔

الحمدللحی القیوم

۷۶۷ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے عبادات محض کافی نہیں، اللہ کی مخلوق کو راضی کرنا ضروری ہے
مخلوق میں اوّل درجہ بیمار و نادار کا ہے

الحمدللحی القیوم

۷۶۸ اگر کوئی ہوا میں اُڑے، پانی پہ چلے اور عجیب خرافات کرے لیکن اس کا ظاہر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو، وہ دین کی دنیا میں نامقبول ہے۔

الحمدللحی القیوم

۷۶۹ مجذوب، دیوانے اور بچے کے سوا ہر مرد و عورت پر نماز پنجگانہ فرض ہے۔ کسی کو کبھی اور کبھی معاف نہیں۔ نماز کی تاکید یہاں تک کی گئی ہے کہ بیمار اگر بیٹھنے کی قوت نہیں رکھتا تو لیٹ کر پڑھے۔

الحمدللحی القیوم

۷۷۰ چودہ سو سال کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بغیر کبھی کوئی ولایت کے مرتبے کو

نہیں پہنچا۔

الحمد للحی القیوم

۱۶۔ رات کو بہت کچھ ہوتا ہے۔

اعلیٰ درجے کی نیکی اور بدترین بدی، رات ہی میں ہوا کرتی ہے۔ رحمٰن اپنی رحمت کے خزانے کھولتا ہے، اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہر کسی کو پکارتا ہے کہ:

"میں تیرا رب ہوں: رب ذوالجلال والاکرام، مجھ سے جو چاہے مانگ، دُوں گا۔

میرے ہاں کسی بھی شے کی کوئی کمی نہیں۔"

اور شیطان بھی رات ہی کو حملہ آور ہوتا ہے۔

جس نے فجر و مغرب کے بعد یوں کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذِي الشَّانِ عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ شَدِيْدِ السُّلْطَانِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ط

شیطان کے حملوں سے محفوظ رہا جس نے دس بار کہا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وہ بھی شیاطین کے حملوں سے محفوظ رہا۔

الحمد للحی القیوم

۱۷۔ تاجر کا مدعا فروغ ہوتا ہے اگرچہ دروغ ہی سے کیوں نہ ہو: تاجر اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا کسی بھی حربے سے کبھی گریز نہیں کرتا۔

بہترین تجارت دین کی تجارت ہے۔

اس میں نہ خسارہ ہے نہ دروغ

الحمد للحی القیوم

۳۔ کوشش انسانی فطرت، زندگی کا مقبول شغل اور مشیت کا تقاضا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۔ انسان ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش کرتا ہے۔ جس کی قسمت میں ناکامی ہوتی ہے اس کی کوشش اگرچہ پوری ہوتی ہے، ناقص گنی جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۔ کوشش ایک سبیل ہے، بلوغ المرام نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶۔ کوشش فتح کا ایک بہانہ ہے، ورنہ فتح مقدور ہے۔ جس نے میدان میں فتح پانی ہے، پاکر رہے گا۔
اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور وہ کبھی رُک نہیں سکتی۔

الحمد للحی القیوم

۷۔ کامیابی کا انحصار کوشش پر نہیں، تقدیر پر ہے
اللہ کی قسم یہ بالکل سچ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۔ کوشش کر، کوشش پر بھروسہ مت کر۔ جس کی قسمت میں جیسے لکھا ہے، ہوتا ہے۔ کوئی کچھ کہے، تقدیر، تدبیر پر غالب ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۔ کامیابی اگر کوشش پر ہوتی تو دنیا میں کوئی ناکام نہ رہتا۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۰ کوشش مقدور ہے جو کوشش تیری قسمت میں ہے تو اسے کرنے پر مجبور ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۱ مر کر جینے والا کبھی نہیں مرتا کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۲ مسلمان دنیا میں رہنے نہیں، رہنا سکھلانے آیا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۳ نہ گھر بنانے آیا ہے نہ زر، تو ایک راہی ہے، کبھی کسی راہی نے بھی کسی راہ میں کوئی گھر بنایا؟

الحمد للحی القیوم

۷۸۴ ساری دنیا تیرا وطن اور ساری دنیا تیرے ہی لیے ہے۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۵ اگر تیری اولاد یا مریشی تیرے نافرمان ہیں، تو سمجھ کر تو اپنے مالک کا نافرمان ہے ورنہ وہ کبھی تیرے نافرمان نہ ہوتے۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۶ ذکر الٰہی کی چار قسمیں ہیں:

۱: دنیا حاصل کرنے کے لیے

۲: دین میں کرامات حاصل کرنے کے لیے

۳: اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے، اور

۴: میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخشوانے کے لیے۔

جو ذکر دنیا حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، دنیا ہی کی ایک قسم ہے اور اس کا ذاکر خطرات سے خالی نہیں ہوتا۔

جو ذکر کشف و کرامت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اعلیٰ قسم کی عبادت نہیں اگرچہ عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو ہر قسم کی احتیاط سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے۔

جو ذکر اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے کیا جاتا ہے عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو کسی پرہیز سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مخصوص عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ذاکر کا کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، نہ ہی اسے کسی قسم کی کوئی دلچسپی ہوتی ہے۔

جرم کا اعتراف بے شک رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔

جو ذکر میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخشوانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ میری مراد ہے اس کے ذاکر کو کسی بھی طرح کی کسی پابندی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وضو تک کی بھی قید نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی خاص صیغہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی سا بھی کلمہ ہو پڑھا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والاکرام کے ہاں مقبول اور میزان میں بھاری ہوتا ہے۔

ذکر کی یہ آخری دو قسمیں رب رحمٰن و رحیم کی رضا کو راضی کرتی ہیں۔

جب اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والاکرام اپنے کسی بندہ پہ راضی ہو جاتا ہے، بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ پہ راضی ہو جاتا ہے کسی بندے کا ہر حال میں راضی رہنا اس بات کی دلیل ہے، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل ذوالجلال والاکرام اس بندہ پہ راضی ہے۔ ورنہ جب تک رحمٰن و رحیم کسی بندہ پہ راضی نہیں ہوتا، کوئی بندہ کسی بھی حال میں اپنے رب پہ راضی نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۷۸۔ انسان بُرا نہیں، شیطان بُرا ہے۔ کسی کو برا مت کہہ، کوئی انسان بُرا نہیں۔
انسان میں جو شیطان ہے، وہ بُرا ہے۔
تیرا ہو یا میرا۔ اِس کا ہو یا اُس کا۔

الحمد للحی القیوم

۸۸ء ریشم کی حرمت ابریشم سے تیار کیے ہوئے سوت تک ہی محدود نہیں بلکہ اس زمانہ میں اس سے مراد ہر قسم کی سلک، لیلن وغیرہ اور ایسی ہی دیگر مصنوعات سے تیار کیا ہوا نرم و نازک لباس ہے۔ یعنی فتوٰی میں ریشم، اور تقوٰی میں ہر قسم کا نرم و نازک لباس پہننا منع ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹ء کم قیمت کپڑے کو اعلیٰ قیمت کپڑے پر مقدم جانو اور ترجیحاً کم قیمت کپڑا پہنو!

اور وہ کھدر ہے

الحمد للحیّ القیوم

۹۰ء تیری ہر بات ناقص اور قابلِ اعتراض ہے اگر تو کچھ بھی نہ کہتا جو کچھ کہا گیا ہے، اس پر چلتا، تو آج یہ حال نہ ہوتا۔

سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، زندہ باد

اتحاد بین المسلمین ـــــ زندہ باد

الحمد للحیّ القیوم

۹۱ء جب سے تُو نے اپنی طرف سے رائے دینا شروع کی ہے، اختلافات شروع ہوئے ورنہ اسلام ایک تھا، ایک ہی رہتا۔ کبھی فرقوں میں نہ بٹتا۔ کیا تیرے لیے تیرے نبی اکرم خاجمل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کافی نہیں ہو تُو نے اتحاد کی بنیادیں ہلا دیں، معمولی باتوں کے اختلاف نے ملت کا شیرازہ بکھیر دیا اور مستحکم دین کی بنیادیں ہل گئیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۹۲ء تو حضور اقدس و اکمل جناب رسول اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و متبرک کامل و اکمل فرمان ہی پر اکتفا کر اور اس بات کو دل سے مان کہ تیری بھلائی، تیری کامیابی اور تیری نجات بس آپ ہی کے فرمان کی اتباع میں ہے اپنی طرف سے کچھ مت کہہ، جو کہہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تائید میں کہ جو انھوں نے فرمایا، وہی کہہ، وہی شاہراہِ ابرار وہی صراطِ مستقیم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۔ خاموشی، اعتراض کا بہترین جواب ہے

الحمد للحی القیوم

۹۴۔ معاملات میں نرمی، احسان کی اصل اور مقبول الفطرت ہے

الحمد للحی القیوم

۹۵۔ بندوں کے عیبوں کا اخفا اور تجارتی مال کے عیبوں کا اظہار رحمت و برکت کا موجب ہے یعنی بندوں کے عیبوں کو چھپانا ثواب اور تجارتی مال کے عیبوں کو چھپانا عذاب کا باعث ہے۔

بندوں کے عیب کو چھپا اور تجارتی مال کے عیب ظاہر کر، تاکہ تیرے دین اور تیری دنیا میں برکت ہو۔

الحمد للحی القیوم

۹۶۔ جو ہمیشہ کے لیے دلی دوست نہیں۔ کوئی دوست نہیں۔ ایسے دوست کی ملاقات کو جانا اس کے پاس بیٹھنا اس سے باتیں کرنا اور اس کی باتیں سننا (سب) حسرت ہی حسرت (کا باعث) ہوں گی۔

دوست وہ ہے جو تیرا ہو اور تو اس کا اور ایسے دوست، نہ ہر جگہ ہوتے ہیں اور نہ ہی ہر کسی کو ملتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۔ مقصد کو اعلیٰ درجے کے توکل اور متوکل کو اعلیٰ درجے کے ایمان کی ضرورت ہوتی ہے، ہر حال میں جو وارد ہو، یہ یقین رکھتے ہیں کہ:

ا : جو ہو رہا ہے اور جیسے ہو رہا ہے ۔ میرے اللہ ہی کی طرف سے ہو رہا ہے ۔

ب : اُسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے ۔

ج : عین حکمت پر مبنی ہے ــــــ اور

د : اِسی میں بھلائی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۷۹۸ جب تک بچوں میں استاد کی اور استاد میں اللہ کی عادتیں پیدا نہیں ہوتیں ، ترقی کی راہ پہ گامزن نہیں ہو سکتے ۔

الحمد للحی القیوم

۷۹۹ شفقت سے محبت اور نفرت سے عداوت پیدا ہوتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۰ ستاری وغفاری ، اللہ کی دو بڑی عادتیں ہیں ۔ جو ان کو اپناتا ہے ، دو نعمتیں پاتا ہے ۔
عزت پاتا ہے اور قوت پاتا ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۱ محبت کے تقاضے جب پورے ہو جاتے ہیں ۔ دفترِ عشق سے محب کو محبوب کے جمال کی سند بخش دی جاتی ہے اور وہ درجہ بدرجہ ہوتی ہے ۔ سب کے یکساں نہیں ہوتی ۔ کسی کو عمر میں ایک بار کسی کو سالانہ ، کسی کو ماہانہ ، کسی کو ہفتہ وار اور کسی کو ہر روز ۔ بعض کو جب بھی وہ چاہیں اور جیسے بھی چاہیں اگرچہ کچھ بھی نہ ہو ۔ اپنے جمال باکرام سے مشرف فرمائیں
جمال ان کی عنایت ہے ، کوشش پہ موقوف نہیں ۔
بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اُن کی محبت میں دم بہ دم گھلتے اور بسمل کی طرح لوٹتے رہتے ہیں لیکن ظاہری جمال سے مشرف نہیں کیے جاتے اور یہ اُن پہ اُن کی اعلیٰ درجے کی نوازش

ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۲ بن دیکھے مر مٹنے والے متوالوں کا مقام دیکھنے والوں سے کہیں بلند و بالا اور ارفع ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۳ وصل کی مسکراہٹ فراق کے آنسوؤں کی کبھی برابری نہیں کر سکتی۔
محبت کے بازار میں جو مقام ہاؤ ہو کو حاصل ہوتا ہے کسی اور جنس کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۴ فرض شناس، ذمہ دار اور دیانت دار، رات کو کھانا کھا کر نہیں بلکہ دن بھر کا کام ختم کر چکنے کے بعد سویا کرتے ہیں۔ جب تک دن کا کام پوری طرح ختم نہیں کر لیتے کبھی نہیں سوتے، اگرچہ صبح طلوع ہو جائے جس قوم کے عوام میں ذمہ داری کا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ ترقی کی منزلیں اس کے قدم چومتی ہیں اور کوئی رکاوٹ اس کی راہِ عمل میں حائل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

الحمد للحی القیوم

*

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا سُفْيَانُ وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

حضرت سعید بن منصورؒ، سفیانؒ، معتمر بن سلیمانؒ سلیمان تیمیؒ، ابو عثمان نہدیؒ، حضرت اسامہ بن زیدؓ، روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور اقدس جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میں نے اپنے بعد آدمیوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

ف:

خبردار! تیری اپنی عورت کے سوا اگر کسی دوسری عورت نے تیرے جسم کے کسی بھی حصّہ کو ہاتھ تک سے چھوا۔ جب جسم کے کسی بھی حصّہ کو کسی بھی عمر کی کوئی عورت ہاتھ لگاتی ہے، واویلا کرتا ہے کہ مجھے مت چھوؤ، مجھے ڈر ہے، کہیں اللہ تعالیٰ میری اس نافرمانی سے ناراض ہو کر اپنی دی ہوئی کسی نعمت کو سلب نہ کرلیں۔

اسی طرح

خبردار! اپنی منکوحہ زوجہ کے سوا اگر کسی بھی عورت کو اپنے قریب ہونے دیا یا کسی بھی حال کے تحت اور کسی بھی عورت کے جسم کے کسی بھی حصّے کو کبھی چھوا۔ اور یہ حکم ازلی و ابدی ہے۔ اسکی بھی طرح اور کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۵ جسم کا جو حصّہ کسی نامحرم کے مساس کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اُس حصّے کا قدرتی حسن زائل ہو جاتا ہے، خوب صورتی کم ہو جاتی ہے، دلکشی اُڑ جاتی ہے چستی جاتی رہتی ہے رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے۔

جب تک توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ اسے بخش نہیں دیتے، رزتا رہتا ہے اور مردوں کے کسی عالی اکھاڑے میں بازی نہیں لے جا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۸۰۶ ہم نے دین کی کیا خدمت کرنی تھی؟

ہم اپنی بزرگی کے مقابلے میں اس قدر الجھے کہ اس قدم سے آگے کوئی دوسرا قدم نہ اٹھا سکے ساری عمر اپنی بزرگی کی شامت کی سزا بھگتتے رہے یقیناً ہم نے اللہ کا ذکر بلند کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔ اپنی بزرگی کے اظہار کی کوشش کی۔

ہر کام کا نتیجہ نیت پر موقوف ہوتا ہے۔

ہماری نیت دین کی آڑ میں حقیقتاً اپنی بزرگی کا اظہار تھا اگر ہماری نیت محض اللہ کے دین کی سرفرازی ہوتی، کوئی اور غرض و غایت نہ ہوتی، اللہ کی قسم اللہ ہمارے ساتھ ہوتے، ہماری مدد فرماتے، ہماری راہ سے رکاوٹیں دور فرماتے، جو لوگ ہم سے متفق نہیں، ان کے دلوں میں اتفاق بھرتے، ایسا کسی نے بھی نہیں کیا، اپنی بزرگی ظاہر کی، اور دوسروں کی تذلیل۔

یہ کہا، میرے جیسا کوئی اور نہیں، میرے سامنے ہر کوئی ہیچ و بے کس ہے، ہم نے اس ایک ہی مدعا کو اپنی منزل بنایا اور ساری عمر اسی محور کے گرد گھومتے رہے۔

توبہ! توبہ! توبہ!

یا اللہ: ہم گنہگاروں کا کھانا پینا، پہننا، اوڑھنا، رہنا، سہنا، غرضیکہ کوئی بھی چیز عام آدمیوں سے افضل نہیں۔ دین کی ہم نے کوئی خدمت نہیں کی، دین کے کسی حکم کو کبھی نہیں مانا۔ دین کے لیے اپنی کسی چیز کو قربان نہیں کیا لیکن اپنے نفس کے لیے دین کی ہر شے بھینٹ چڑھا دی۔ یہ حال تیری رحمت کا محتاج ہے۔ یہ حال ہمارے ہی اعمال کی شامت ہے۔

ہمیں نیک اعمال کی توفیق عنایت فرما۔ آمین!

ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں۔ آمین!

کسی کو کبھی کافر نہ کہیں۔ آمین!

بُرا نہ کہیں۔ آمین! حقیر نہ جانیں! ہر کسی کے خیر خواہ ہوں۔ آمین!

دعا گو ہوں۔ آمین!

اور کسی بھی کمال کا کبھی دعویٰ نہ کریں! آمین!

ہم جب اپنے نام کے آگے طرح طرح کے مصنوعی القابات لکھتے ہیں، اہلِ علم اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

الحمد للہ الحی القیوم

۸۰۷ آدمی دھوکے میں ہے ۔ اپنے آپ کو سب سے عقلمند سمجھتا ہے حالاں کہ عقلمند نہیں ۔
عقل مند کبھی اپنے تئیں عقل مند نہیں سمجھتے عقل مندی ہے ہی یہ کہ اپنے تئیں عقل مند نہ سمجھے ۔
بندہ خواہ کتنا ہی عقلمند ہو ، ناقص العقل ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۸۰۸ ہر آدمی اپنے تئیں نیک خیال کرتا ہے ۔ حالاں کہ نیک نہیں ہوتا ۔

الحمدللحی القیوم

۸۰۹ آدمی کو اپنی اور اپنی اولاد کی برائیوں کی خبر نہیں رہتی ۔ دوسروں کا پتہ خوب رہتا ہے ، یہ پتہ دریافت کرنا ہو تو ہمسائے سے پوچھے

الحمدللحی القیوم

۸۱۰ جس نے کما کر نہیں کھایا ہوتا اور پکا کر نہیں کھایا ہوتا وہ سُست ہوتا ہے ، کبھی چست نہیں ہوتا
چستی کھانے و کمانے کے معیار و مقدار پر موقوف ہوتی ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۸۱۱ اللہ کی ہر عنایت بے بدل ہوتی ہے ۔ عمل بھی بے بدل کر ۔

الحمدللحی القیوم

۸۱۲ آنکھیں جب پاک ہو جاتی ہیں ، شوخ ہو جاتی ہیں ، بیباک ہو جاتی ہیں اور شوخی و بے باکی ، مردانگی کے دو مقبول جوہر ہیں ۔ مقبولِ عام اور مقبول الاسلام ! ماشاء اللہ !

الحمدللحی القیوم

۸۱۳ خصلت ، کثرت پہ فوقیت رکھتی ہے ۔ بازارِ دنیا میں جو مقبولیت قلیل خصائل صالحہ کو ہو جاتی ہے کثیر اعمالِ ناقصہ کو نصیب نہیں ہوتی ۔ کثرت کوئی شے نہیں اور خصلت میں ہر شے ہے ۔

الحمدللحی القیوم

۸۱۴ آدمی چلا جاتا ہے، خصلت چھوڑ جاتا ہے۔ خصلتیں بہت ہیں، سرِ فہرست یہ ہیں:

صداقت و

عدالت و

شرافت و

شجاعت و

سخاوت و

شہادت۔

ان میں سے کسی ایک خصلت کو ضرور اپنا اور پوری طرح اپنا ورنہ یہ زندگی کسی بھی کام کی نہیں۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیاں بغیر معمولی مسنون، مستحسن اور ساری امت کے لیے مشعلِ راہ تھیں اور سنگِ میل کی طرح آپ کے پیشِ نظر رہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۱۵ آدمی کی بہترین نیکی اور بدترین برائی آدمیت کی رہنمائی و عبرت کے لیے ہمیشہ زندہ رکھی جاتی ہے کبھی فنا نہیں کی جاتی اور تاریخ عالم ان دو ہی خصلتوں کے مجموعے کا اصطلاحی نام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۱۶ یہ رہبانیت نہیں، مردانیت ہے دنیا میں جینے والوں کے لیے زندگی کا مژدۂ جانفزا ہے یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔ اس مقام کو حاصل کر۔ یہ مقام تیری زندگی کی معراج ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس نے میرے دوست سے عداوت کی، تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعے سے

اتنا محبوب نہیں، جتنا اس سے، جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشگی کے نوافل سے میرے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پَیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے۔ تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے، جس کا میں کرنے والا ہوں، اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ نفس مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی برائی کو بُرا سمجھتا ہوں۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

ذٰلک، بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کی رضامندی کی تلاش میں رہتا ہے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے۔ پس اللہ سبحانہٗ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری رضا مندی کی تلاش میں رہتا ہے خبردار رہو کہ میری رحمت اس پر ہے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ کی رحمت فلاں شخص پر ہے۔ پھر یہی بات عرش کو اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں اور وہ فرشتے بھی کہتے ہیں جو ان کے قریب ہیں۔ یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں۔ پھر رحمت اس شخص کے لیے زمین پر اترتی ہے۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہٗ کسی بندے سے تو پکارتا ہے حضرت جبرئیل کو

اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ نے فلاں کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر پکار دیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں (یعنی فرشتوں) میں کہ بے شک اللہ سبحانہٗ نے فلاں کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر اس محبوب بندے کی زمین میں تو قبولیت اتاری جاتی ہے (یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں) اور جب اللہ سبحانہٗ کسی بندے سے ناراض و غصہ ہوتا ہے (تو بھی) اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کا اُلٹ)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام فرمائے گا قیامت کے دن کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سائے میں رکھوں گا۔ یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔"

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

جس بندہ نے اللہ سبحانہٗ کی خوشنودی کے لیے کسی بندہ سے محبت کی اُس نے اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم کی۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے:

جو لوگ آپس میں میری رضامندی و خوشنودی کے لیے محبت کرتے ہیں۔ ان سے

مجھ کو محبت کرنا ضروری ہے اور جو لوگ محض میری رضا کے لیے باہم بیٹھتے ہیں اور میری تعریف کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان سے (بھی) مجھ کو محبت کرنا واجب ہے۔"

(مالکؒ)

اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے:

میری عظمت و جلالی کے سبب جو لوگ آپس میں محبت رکھتے ہیں، ان کے لیے (آخرت میں) نور کے منبر ہوں گے، اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔"

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"اللہ سبحانہٗ کے بندوں میں سے کچھ لوگ (یعنی ایک جماعت) ایسے ہیں جو اگرچہ نبی و شہید نہیں ہیں، لیکن قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کے مراتب و درجات کو دیکھ کر انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ، وہ لوگ ہیں جو محض اللہ کی روح (قرآن کریم) کے سبب آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان نہ تو قرابت داری ہے۔ نہ مالی لین دین کا معاملہ، قسم ہے اللہ کی ان کے چہرے نور ہوں گے (یعنی نورانی چہرے) یا وہ خود نور ہوں گے اور نور پر متمکن ہوں گے۔ نہ تو وہ (اس وقت) غمگین ہوں گے نہ رنجیدہ جب کہ لوگ غمگین اور رنجیدہ ہوں گے اور نہ خوفزدہ ہوں گے جبکہ لوگ خوفزدہ ہوں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط

(آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین و رنجیدہ ہوں گے۔)

بادشاہ کا دوست عزت و اختیار کے اعتبار سے بادشاہ ہی ہوتا ہے اگرچہ بادشاہ نہیں ہوتا اور بادشاہوں کے بادشاہ کے دوست جو دنیا کی نظروں میں حقیر و فقیر ہوتے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوتے حقیقتاً سب کچھ ہوتے ہیں۔

اللہ کے دوست اللہ کے ملک میں معزز و مکرم ہوتے ہیں، کبھی بھی اور کبھی رسوا اور ذلیل نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ اللہ کی شان کے شایان ہے کہ اس کے ملک میں اس کا کوئی دوست رسوا و ذلیل ہو۔

اللہ کے بعض دوست اللہ کے حکم سے اللہ کے ملک میں، مخلوق کے خادم ہوتے ہیں۔ اللہ کے حضور میں حاضر رہتے ہیں۔ دم بھر کے لیے بھی غیر حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی غیر حاضری کی تاب لا سکتے ہیں۔ ذرا سی بھی جدائی وبے حیائی کی وجہ اُٹھ نہیں سکتے۔ قدم قدم پر ڈرتے اور گھبراتے رہتے ہیں، مبادا کوئی ایسی بات سرزد ہو جو ناپسند ہو۔

بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنا ادب کی منزل کا نازک ترین مقام ہے اور غلام کے سوا کوئی دوسرا اس حال کی تاب نہیں لا سکتا اسی لیے اللہ نے اپنی ہر مخلوق کو حکم دیا ہوا ہے کہ میرے کسی دوست کو کسی بھی قسم کی کوئی اذیت کبھی نہ دیں۔ ان کی تعظیم و تکریم میں میری خوشنودی تلاش کریں۔ بندے سے بھلا یہ نہ اللہ کو کیا ستاتا ہے۔ اللہ کے بندوں کو ستاتا ہی، اللہ کو ستاتا ہے اور اسی پر عذاب کی وعید آئی ہے۔

الحمد للہ الحی القیوم

۸۱۷ باپ کا دوست اور شیخ کی اولاد

واجب الادب واالتعظیم ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۱۸ پہنے ہوئے کاموں کے لیے پیدا ہوئے ہوئے بندے ہی مامور کیے جاتے ہیں ہر کوئی نہیں۔ اور چنے ہوئے بندوں کی عمدہ خصلت یہ ہوتی ہے کہ جب تک وہ اپنے کام کو جس کے لیے انہیں چنا جاتا ہے نہایت خوش اسلوبی سے پورا نہیں کر لیتے کبھی آرام نہیں کرتے اور نہ ہی اس کام کے سوا کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۱۹ جس بات سے میرے مولائے کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کو فائدہ پہنچے گا، اسی سے اور صرف اسی سے آپ کو بھی فائدہ پہنچے گا اور جس بات سے آپ کو فائدہ پہنچے گا، آپ کے والدین کو بھی پہنچے گا۔ اگرچہ وہ قبروں میں ہوں اور اولاد کو بھی پہنچے گا اگرچہ ابھی پیدا نہ ہوئی ہو۔

الحمد للحی القیوم

۸۲۰ اللہ رب العٰلمین نے یہ دنیا اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور انہیں اپنے لیے پیدا فرمایا ان کے گھر کے ایک صاحب ابھی آنا باقی ہیں۔ اُن ہی کے انتظار میں یہ دنیا باقی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۸۲۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

عمر کی موت پر اسلام روئے گا۔

بے شک عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپکے دورِ خلافت میں

کسی بھیڑ کو بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ کسی کی فصل میں قدم تک رکھتی۔
جس دن حضرت عمرؓ نے وصال فرمایا۔ جنگل میں ایک گڈریے نے دوسرے سے کہا کہ:
عمرؓ آج انتقال فرماگئے۔
اُس نے پوچھا تجھے اس کی کیونکر خبر ملی ؟
جواب دیا:
میری بھیڑیں آج دوسروں کی فصلوں میں چگنے لگیں۔

الحمدللحی القیوم

۸۲۲ مدرسہ ومطب کی ترقی فاضل معلم اور حاذق طبیب کی اہلیت پر مبنی ہوتی ہے۔ عمارت اگر نہ بھی ہو تو درخت کے سایہ تلے بھی کام چل سکتا ہے۔
لیکن اگر معلم فاضل نہ ہو اور طبیب حاذق نہ ہو تو محل میں بھی کام نہیں چل سکتا۔
فاضل معلم وہ ہے جو طلبا کو اپنے بھائی اور بیٹے سمجھ کر اپنے عملی نمونے سے طلباء کے اخلاق و کردار کی تعمیر کرے۔
حاذق طبیب وہ ہے جو اللہ کی بیمار مخلوق کی خدمت کو اللہ کی عبادت سمجھ کر کرے۔ ہر مریض سے یکساں سلوک کرے، امیر وغریب میں تمیز نہ کرے، البتہ غریب کو امیر پر ترجیح دے اور شفقت کو علاج سے، اور خدمت کو اجرت سے افضل سمجھے اور یہ سمجھے کہ جس اللہ کی مخلوق کی میں خدمت کر رہا ہوں وہ بڑا ہی قدرداں و کریم ہے اور میری کوئی بھی چیز اس سے کبھی اوجھل نہیں۔

الحمد للہ ربّ العٰلمین

الحمدللحی القیوم

۸۲۳ محبت کی نو ہزار سالہ تاریخ میں آج تک کسی بھی محب نے اپنے محبوب کو کبھی نہیں بدلا۔
محبت کی قبا کو ایک بار اوڑھ کر پھر کبھی نہیں اتارا جاتا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

الحمد للحی القیوم

۸۲۴ محبوب کی ہر ادا نہیں بہر یا قبیح، محب کو حسن ہی کی ایک قسم معلوم ہوا کرتی ہے۔ آج تک کسی بھی محب نے اپنے محبوب کی کسی بھی ادا پر کبھی نکتہ چینی نہیں کی۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

الحمد للحی القیوم

۸۲۵ انڈا جب کسی مرغی کے پروں کے نیچے سے نکال لیا جاتا ہے، سڑ جاتا ہے۔ اب اسے نہ تو کوئی دوسری مرغی کبھی سیتی ہے اور نہ ہی اس میں کبھی بچہ بنتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

الحمد للحی القیوم

۸۲۶ طریقت کے بعض کلام برہنہ تصویر کی مانند ہوتے ہیں جو انسانی جذبات کو فوراً بھڑکا تو سکتے ہیں، اس کی تسکین کا سبب نہیں بن سکتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۲۷ شریعت کا اتباع طریقت کا اولین سبق ہے اور جب تک کوئی اسے ازبر نہیں کرتا، اس کا کوئی کلام نہ ذمہ دارانہ ہے، نہ معتبر اگرچہ وہ ہواؤں میں اُڑے اور پانی پر چلے۔

وَمَا عَلَیۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

۸۲۸ تیری دنیا میں ایک ایسا ہسپتال قائم ہو نا ضروری ہے جس میں کہ جو بھی بیمار چاہے اور جب چاہے بلا روک ٹوک داخل ہو جائے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۲۹ مطب بیمار کا دارالامان ہے۔ جب بھی کوئی بیمار ہو۔ اُسی وقت، دن ہو یا رات مطب میں بلا روک ٹوک معاوضہ داخل ہو سکے اور بیمار کو مطب میں داخل ہونے کے لیے بیماری ہی کی سفارش کافی ہو کسی اور سفارش کی مطلق ضرورت نہ ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۳۰ بیماری بنفسہٖ مطب میں داخلہ کی کافی سفارش ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۳۱ ہر بیمار کا استقبال ہو، خندہ پیشانی سے ہو۔ بیمار کی ناداری تیمارداری پہ اثر انداز نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۳۲ ایک ایسے مطب کی فوری ضرورت ہے جو اس کردار کا امین ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اٰمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۳۳ طبیب جب بیمار کے علاج میں مصروف ہوتا ہے۔ دونوں کا رب ان کے ساتھ ہوتا ہے اور پاس ہوتا ہے۔ بیمار بیچارے نے اپنے معالج کو کیا معاوضہ دینا ہے، بیمار کا رب دے گا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۸۳۴ طب میں توجہ ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ طبیب جب کسی مریض کی طرف پوری محویت سے متوجہ ہوتا ہے، اسی وقت بیمار کا حال بدل جاتا ہے، تندرست ہوجاتا ہے اور طبیب کی توجہ علاج ہی کی ایک امید افزا قسم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۳۵ طبیب جب اُجرت و معاوضہ سے بے نیاز ہو کر اللہ کی بیمار مخلوق کے علاج و تیمارداری میں مصروف ہوتا ہے اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے ایسا طیب، کرم اور وسیع رزق عنایت فرماتا ہے جس کا اسے گمان تک بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہ کسی اور طریقہ سے ایسا رزق حاصل کرسکتا ہے گویا جو اللہ کے لیے اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی طرف سچے دل سے متوجہ ہوجاتا ہے اللہ اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

اور کسی بندۂ ناچیز کی طرف اللہ العلی العظیم و کریم کا متوجہ ہونا کوئی معمولی بات ہے؟

الحمد للحی القیوم

۸۳۶ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ،

"جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ شام تک اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت، اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح تک اور بہشت میں اس کے لیے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے"

(ترمذی / ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکار کر کہتا ہے،

تجھ کو آخرت میں خوشی نصیب ہو اور دنیا اور آخرت میں تیرا چلنا مبارک ہو اور تجھ کو جنت میں ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو۔"

(ابن ماجہ)

یہ اجر و ثواب ایک مریض کی ایک عیادت کا ہے۔ مسلسل علاج و تیمارداری کا کیا ہوگا۔

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمدللحی القیوم

۸۳۷ بے شک بیمار کی بے لوث خدمت اللہ کی سب سے بڑھ کر اور مقبول ترین عبادت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۸۳۸ حاذق طبیب وہ ہے جو بیمار کی دستک پر سرما کی رات میں اپنے لحاف کو پھینک کر فوراً ہی اس کا استقبال کرے اور اسے اللہ کے کنبے کا ایک ضروری فرد سمجھ کر اس کے علاج میں مصروف ہو، نہ سستی کرے، نہ کراہت، اگرچہ نیم شب ہو اور غلاظت میں لتھڑا ہوا ہو اور مقبول ترین ہسپتال وہ ہے جو کسی بیمار کی نازک حالت کی خبر سنتے ہی اسے فوراً اپنے ہاں لانے کا بندوبست کرے۔ اگرچہ وہ ایک راہ گیر گنگال ہی ہو۔ اجرت یا معاوضہ کی پرواہ نہ کرے۔

الحمدللحی القیوم

۸۳۹ یہ دین پشتوں سے تیری خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ آج دین کو تیری خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر تو اور کچھ بھی نہیں کرسکتا تو انتشار مت پھیلا۔

یہ بے چارے دین کا کیا علم رکھتے ہیں، ان کے حال پر ترس کھا۔ انہیں آپس میں نہ لڑا۔ آرام سے جینے دے۔ ملت پر تیرا احسان ہوگا۔

الحمدللحی القیوم

۸۴۰ جس طرح انسانی جسم کے جس عضو میں کسی وجہ سے خون کا دوران رک جاتا ہے اور وہ بے حس

ہوجاتا ہے بعینہٖ جسم کا جو حصہ سرکش ہوجاتا ہے، بے نور ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں اپنے بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔"

اور اللہ کی بصارت و سماعت، گرفت و استقامت، انسانی فہم و ادراک سے کہیں بالاتر ہوتی ہے۔ آپ کی آنکھیں، کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں ہر وقت اور ہر حال میں اللہ اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابعدار ہوں، نہ نافرمان ہوں، نہ سرکش، پھر یہ آنکھیں کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں اللہ کے ہیں۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْن!

الحمد للہ الحی القیوم

انسانی خرد قلب کے اور قلب نگاہ کے تابع ہے، نگاہ پاک کر۔

الحمد للہ الحی القیوم

۲۴۴۔ منزل ایک کھیت ہے، کھیت میں جب کسی فصل کو بویا جاتا ہے، تو کانٹے دار جھاڑیوں اور غیر ضروری درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے تاکہ فلبرانی میں آسانی ہو، اور فصل کو نقصان نہ پہنچے البتہ سایہ دار، پھل دار، پھول دار اور خوشبو دار پودوں کو کھیت کے ارد گرد نہایت قرینے سے لگایا جاتا ہے، تاکہ کھیت کی زینت دوبالا ہو اور کھیت

فصل کے لیے خالی ہو۔ فصل کے سوا کوئی خودرو گھاس کھیت میں نہ ہو، پھر اس میں جو بھی فصل بوئی جائے گی، ہر لحاظ سے کامیاب ہوگی

زمیندار فصل کو بو کر فارغ نہیں ہو جاتا، جب تک پکی ہوئی فصل کو گھر نہیں لے آتا کسی نہ کسی رنگ میں فصل میں حاضر رہتا ہے۔ آب پاشی، نلائی اور نگرانی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا ورنہ ایک ہی رات میں جنگلی جانور ساری فصل کو تباہ کر دیں۔

زمیندار اپنی فصل کو کبھی پامال ہونے نہیں دیتا، ہر وقت کھیت کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور سلوک کی منزل اس سے سو گنا احتیاط کی محتاج ہوتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۴۴۳ ایک دور تھا کہ بندے مویشیوں کی طرح منڈیوں میں بکا کرتے تھے۔ اب منڈیوں میں تو نہیں بکتے لیکن غلامی ختم نہیں ہوئی۔ زمانے کے ساتھ ساتھ انداز بدل گئے۔

ہر کوئی کسی نہ کسی کا غلام ہے۔ کوئی حرص کا غلام ہے، کوئی نفس کا، کوئی اس کا اور کوئی اس کا۔

ایک دور ایسا بھی تھا کہ غلام کے گلے میں لوہے کا پٹہ ڈال کر اس کے ارد گرد لوہے کی لمبی لمبی سلاخیں لگا دی جاتیں تاکہ بے چارہ کسی بھی طرح لیٹ نہ سکے، نگران ہو نہ ہو، کام کرنے پر مجبور ہو۔

الحمد للحی القیوم

۴۴۴ غلامی انسانی صلاحیتوں کو کچل دیتی ہے، ذہنیت بدل دیتی ہے۔ اجتماعی جذبے کا خاتمہ کر دیتی ہے اور ہر کسی کے ذہن میں خود پرستی کے بیج بو دیتی ہے۔

قومی ترقی کے لیے ملی جذبہ اور اجتماعی جدوجہد از بس ضروری ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں ایک مرکز پہ متحد ہو کر کام کرنے کی توفیق بخشے! آمین۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ : اٰمِیْن !

الحمد للحی القیوم

۸۴۵ بندے جب بندوں کی غیبت کرتے ہیں، حسد کرتے ہیں، توہین کرتے ہیں، بُرا کرتے ہیں، ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ اکرم الاکرمین، ارحم الراحمین، کریم العفو وخیر النصیر ہے اپنی ستاری وغفاری کے صدقے گناہ بخش دیتے ہیں، پناہ بخش دیتے ہیں۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۸۴۶ روزی انسانیت کی عمارت کی بنیاد ہے اور عمارت بنیاد پر ہی کھڑی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۴۷ ہماری روزی، ہمارا کھانا، ہمارا پینا مشکوک ہے اس روزی کو کھا کر ہم کیوں کر کسی مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۴۸ ہماری دینی درس گاہیں زکوٰۃ وخیرات وصدقات پر چلتی ہیں ورنہ رومیؒ کے بعد رومیؒ اور جامیؒ کے بعد جامیؒ ضرور آتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۴۹ ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں۔ لوگوں ہی کو سنانے کے لیے کہتے ہیں ورنہ اپنا حال کوئی حال

نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۰- یہ روزی تیرے دسترخوان کے معیار کے مطابق نہیں۔ اسے مت کھا، یہ تیری بنیادیں ہلا دے گی

الحمد للحی القیوم

۸۵۱ حلال روزی کھا کر پلے ہوئے بچے نہایت ذہین، قابل اعتماد، راستباز اور راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ بُرائی و بے حیائی کا کوئی کام کبھی نہیں کرتے۔ آدمیت کے مقام پر چٹان کی سی استقامت رکھتے ہیں، کبھی جنبش نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۲ ایک آدمی اپنے بال بچوں کے لیے طیب روزی کی تلاش میں سات سمندر پار گیا۔ اس نے ناجائز طریقہ سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ کوئی مشکوک لقمہ کبھی نہ کھایا۔ برسوں اپنی بیوی سے دُور رہا۔ اور یہ اس کا بہترین اور مقبول الاسلام چلّہ تھا۔
اللہ نے اسے اور اس کی اولاد کو ہدایت بخشی، حیا بخشی، کام بخشا اور استقلال بخشا۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۳ عقاب و شاہین پاک روزی ہی کی قوت سے پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کیا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۴ ایک دوست نے کہا میرے باپ نے مجھ کو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے روزی کھلائی ہے اور میں نے ساری عمر اپنے والدین کی موجودگی میں اپنی بیوی کی طرف نہیں دیکھا، کسی بچے کو کبھی گود میں نہیں لیا۔ اپنی بیوی کے ہمراہ کبھی نہیں چلا اور یہ حیا پاک روزی ہی کی برکت سے تھی جو میرے باپ نے مجھے کھلائی۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۵ ہلوارہ۔ فوجی اڈے کے باعث ہی مشہور و معروف نہیں۔ مشرقی پنجاب کا ایک تاریخی قصبہ بھی ہے جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سارے کا سارا قصبہ ایک ہی دادا کی اولاد سے آباد تھا ان کے جدِ امجد رائے بابو خاں جب اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑائی کرنے گھر سے نکلے تو محترمہ دادی صاحبہ (یعنی اپنی زوجہ محترمہ) سے فرمانے لگے، میرے کرتے میں ٹانکا لگا دیں۔ محترمہ اندر سے سوئی دھاگہ لائیں اور عرض کرنے لگیں، سوئی میں دھاگہ ڈال دیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم خود نہیں ڈال سکتیں؟
جواب دیا کہ جی میں تو اندھی ہوں، دیکھ نہیں سکتی۔ آپ نے برسوں ازدواجی زندگی بسر کی، لیکن اپنی بیوی کی طرف آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھا۔ یہاں تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ اندھی ہے یا سوجاکھی (زمین سکھ)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۵۶ اللہ کے بغیر کون اس بندے کی جان کا رکھوالا ہے۔ اللہ ہی وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہے لیکن بندہ حقیقتاً اپنے اللہ کی وکالت و کفالت، نصرت و حفاظت پر کلی اعتماد نہیں رکھتا اسی لیے کسی کو کہیں بھی امان نہیں ملتی۔ ڈانوا ڈول دربدر پھرتا رہتا ہے۔

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیَ فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا

الحمد للحی القیوم

۸۵۷ بادشاہ کے حضور میں کسی سائل کا کسی غلام کی طرف متوجہ ہونا شاہی شان کی سراسر گستاخی ہے ہر کسی کے ہر معاملے میں اللہ کافی ہے۔ جہاں اللہ کافی نہیں وہاں کوئی کافی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۸ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔" پھر فرمایا تم میں سے بہترین

شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے۔

مخلوق سے مراد ہر مخلوق ہے جن ہو یا انسان، درند ہو یا خزند، چرند ہو یا پرند، مومن ہو یا کافر نیک ہو یا بد۔

مخلوق میں سے جو درجہ و قبولیت بیمار کی بے لوث خدمت کا ہے کسی اور کا نہیں گویا مخلوق کی خدمت میں بیمار کی خدمت کا پہلا نمبر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۵۹ دین، جو فطرت کے مطابق اور حکمت پر مبنی ہے۔ ہر لحاظ و اعتبار سے اکمل و مکمل ہے۔ لیکن ریسرچ کا محتاج ہے۔ اس کان میں ایسے ایسے دُرِ مکنون ہیں جو بغیر ریسرچ کے کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح درس کا نصاب اور طریقت کا معیار تجدید و تحقیق کا محتاج ہے۔

زہد کی جگہ زینت نے اور عجز کی فخر نے لے لی۔

یا حی یا قیوم

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اٰمِیْن!

الحمد للحی القیوم

۸۶۰ جو لطف و سرور، راحت و رفعت

تقسیم میں ہے	جو	جمع میں نہیں
کھلانے میں ہے	جو	کھانے میں نہیں
جاگنے میں ہے	جو	سونے میں نہیں
سادگی میں ہے	جو	تکلف میں نہیں
درگزر میں ہے	جو	انتقام میں نہیں
بے قراری میں ہے	جو	قدر میں نہیں

ملامت میں ہے	جو	تحسین میں نہیں
گمنامی میں ہے	جو	شہرت میں نہیں
معروفیت میں ہے	جو	آوارگی میں نہیں
فقیری میں ہے	جو	امیری میں نہیں
ذکرِ الٰہی میں ہے	جو	غفلت میں نہیں

الحمد للحی القیوم

۸۶۱　تقسیم اللہ کی عادت ہے۔

تقسیم کر کسی بھی چیز کی ذخیرہ اندوزی مت کر۔ ضرورت سے زائد کوئی چیز مت رکھ۔ ہر شے جو بھی تجھے ملی واجب المحاسب ہے، ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا۔ میزان کے دن ذخیرہ اندوزی اور ناجائز استعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اللہ کے مال کو اللہ کی راہ میں دے کر بیباک ہو، حساب سے پاک ہو۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۲　انسان جہانِ اصغر اور تخلیق کا بہترین شاہکار ہے جو سارے جہان پر بھاری ہے، وہی ایک انسان ہی ہے آج تک کوئی عارف، کوئی دانشمند اور کوئی حکیم گویائی، بینائی اور شنوائی کی حقیقت کے راز کو نہیں سمجھ سکا کہ گویائی، بینائی اور شنوائی کیا ہے؟ کیسے بولتا ہے، کیسے دیکھتا ہے اور کیسے سنتا ہے۔

بولتا ہے، لیکن بولنے والے کو یہ پتہ نہیں کہ کون بولتا ہے اور کیسے بولتا ہے؟

دیکھتا ہے اور سنتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں کہ کیسے۔

اس کی آسائش و استراحت کے لیے کل کائنات، معدنیات و جمادات حاضرِ خدمت ہیں گویا سارا جہان اس انسان ہی کے لیے ہے لیکن انسان جہان کے لیے نہیں، انسان اللہ کے لیے ہے

بے شک اللہ نے اسے اپنے لیے بنایا ہے اور سارا جہان اس کے لیے جانور کیسی کیسی بولیاں بولتے ہیں، صرف سنائی دیتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتیں۔
ایک علاقے میں بسنے والوں کی بولی دوسرے علاقے والوں سے مختلف ہے۔ بندہ بندے کی بولی نہیں سمجھ سکتا، جانوروں کی کیسے سمجھ سکتا ہے۔
زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہونے کے باوجود ہر شے کی لذت کی ترجمان ہے۔ منہ میں رکھتے ہی بتلا دیتی ہے، یہ شے ترش ہے یا شیریں، پھیکی ہے یا کڑوی، گرم ہے یا سرد، ذرا دیر نہیں لگتی۔ واہ سبحان اللہ تیری شان۔
اپنے بندوں کی آسائش کا اس قدر اور یہاں تک پاس ہے کہ گرمی میں کنوئیں کا پانی ٹھنڈا اور سردی میں گرم ہوتا ہے۔ اسی طرح میوے کے عین مطابق پیدا کیے۔ کوئی سرد، کوئی گرم، کوئی تر، کوئی گرم، کوئی معتدل۔ غرضیکہ جوں جوں موسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں، موسم کے ساتھ ساتھ میوے بدلتے رہتے ہیں۔
سایہ دار درخت مصنوعی آبپاشی کے محتاج نہیں ہوتے۔ شدت تپش کے باوجود بالکل نہیں کملاتے سارے گرما ہرے بھرے رہتے ہیں۔ سرما میں چونکہ سائے کی ضرورت نہیں رہتی۔ درخت پتے جھاڑ دیتے ہیں۔
سرما میں ہر کسی کو سردی سے بچاؤ کے لیے لحاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ سردی کے آغاز میں ہی روئی کھل کر تیار ہو جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳ یہ فصلیں آپ ہی کے لیے بوئی اور کاٹی جا رہی ہیں۔ غرضیکہ دنیا میں کوئی بھی شے عبث و بے کار نہیں۔ کاریگر نے ہر شے کارآمد پیدا کی اور آپ ہی کے لیے کی لیکن کبھی بھی آپ نے اس پہ غور نہیں کیا۔

ورنہ آپ اپنے رب کا شکر کرتے نہ تھکتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۴ دنیا میں جو بھی کچھ ہو رہا ہے۔ انسان ہی کی آسائش و استراحت کے لیے ہو رہا ہے۔
یہ ریل۔ آپ کے لیے بنائی گئی تاکہ آپ آرام سے سفر کر سکیں۔ ریل کا عملہ درحقیقت آپ کا نوکر ہے جو آپ کے لیے شب و روز محوِ عمل ہے۔
تمام ملیں آپ ہی کے لیے چل رہی ہیں۔ کوئی آپ کے پہننے کے لیے طرح طرح کے کپڑے تیار کرتی ہیں۔ کوئی کھانے پینے کی چیزیں۔
غرضیکہ ساری دنیا آپ ہی کے لیے کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ حکومت اپنی رعایا یعنی آپ ہی کی خیر و بھلائی کے لیے مامور ہے تاکہ کوئی طاقتور کسی کمزور پر ظلم و زیادتی نہ کر سکے۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۵ حکومت آپ کے حقوق کی نگران اور آپ ہی کے مفاد کے لیے مامور ہے۔ ہم اپنی غرض کو حق پر ترجیح دیتے ہیں ورنہ کبھی ناانصافی نہ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۶ ذاتیات جب حقائق پر غالب آجاتی ہیں ظلم ہوتا ہے اور اس کے مرتکب ہم ہیں حکومت نہیں

الحمد للحی القیوم

۸۶۷ کسی حکومت نے کسی آدمی کو یہ حکم نہیں دیا کہ حکومت کے کسی اہلکار کو اپنے کسی کام کے معاوضے میں کوئی شے دو یہ جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ ہم خود کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۸ میں مسافر تھے ہمیشہ کے لیے اپنے وطن کو خیرباد کہنا ہوتا ہے اور اسے یہ پتہ ہوتا ہے کہ اس نے پھر کبھی واپس لوٹ کر نہیں آنا، بڑا مصروف ہوتا ہے۔ احباب و وطن کی جدائی میں بے تاب ہوتا ہے

جلدی اور جدائی بے چارے کو کچھ بھی کرنے کا موقعہ نہیں دیتی۔

جانے والو! جانے سے پہلے جانے کی تیاری کرو۔ اوڑک (آخر) ایک دن ضرور جانا ہے پھر کیوں رخت سفر باندھ کر تیار نہیں رکھتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۶۹ پھر جب موت وحیات کے عقدوں سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے لیے کوئی ایسا عمل تلاش کرو جو لازوال اور غیر فانی ہو جس میں ایک بار مصروف ہو کر کبھی فارغ نہ ہو۔ ہمیشہ اسی شاہکار میں محو عمل رہو، حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہو۔ اہل فن پہلے اپنی منزل متعین کرتے ہیں، پھر پورے عمل سے اس کی طرف گامزن ہو کر اسے عبور کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ کامیاب ہوں، نہ ہوں کسی بھی حال میں اپنی منزل کبھی نہیں بدلتے اور یہی زریں اصول ہر فنکار کی کامیابی و کامرانی کے زریں اصول ہیں۔

ساری دنیا کے کاموں میں سے مقبول ترین کام اللہ کے دین اسلام کی دعوۃ و تبلیغ ہے اور یہ کام ہر بندے پر، ہر وقت، اور ہر حال میں فرض ہے۔ اس سے افضل اور نافع کوئی کام نہیں۔

اس کے دو مقام ہیں، خاص اور عام

خاص وہ ہیں جو کلیتاً اس کام کے لیے فارغ ہیں، کوئی اور کام نہیں کرتے، شب و روز اسی کام میں محو و منہمک رہتے ہیں، ہر وقت طرح طرح کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں کہ کس طرح لوگوں کے اذہان نیکی کی طرف راغب ہوں اور کس طرح برائی کا خاتمہ ہو تاکہ اللہ کی زمین پر امن و سلامتی قائم ہو۔ باقی سب کے سب عام ہیں۔ ہر کوئی، ہر وقت، جہاں بھی کوئی ہو، ہر قسم کی ظلم و زیادتی سے کلیتاً اجتناب کرے اور ہر معاملے میں، دینی ہو یا دنیوی عدل و مساوات کو پیش نظر رکھے۔ پس یہی وہ میزان ہے جسے سیدھی رکھنے کا اللہ رب العلمین نے حکم فرمایا ہے اور یہی دین اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کا حقیقی مفہوم ہے کہ ملت کا ہر فرد، صاحب ہو یا غلام، تاجر ہو یا کسان

سب کے سب ایک ہی مرکز پر متحد ہو کر ملی و قومی تعمیر میں اجتماعی جدّ و جہد کریں۔ جبر ظلم و زیادتی کا خاتمہ ہوا۔ باہم عدل و مساوات قائم ہوئے اور امن ہوا۔

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

جس دن بندے کا کام ختم ہو جاتا ہے، واپس بلا لیا جاتا ہے۔ جس دن تو نے یہاں سے جانا ہے ہر کوئی کہے جس کام کے لیے یہ بندہ اس دنیا میں بھیجا گیا تھا، پورا کر کے گیا ورنہ تیرا اس دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا حسرت ہی حسرت ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اٰمین!

الحمد للحی القیوم

کوئی ایسا کام ضرور کر کے جا جو تیرے چلے جانے کے بعد تیری نمائندگی کرے اور تیرے رب کی مخلوق فیضیاب ہو اور یہی باقیات الصالحات کا حقیقی مفہوم ہے۔

جینے والو!

جانے والوں سے یہ سوال ہوتا ہے۔ اتنی دیر رہ کر آئے ہو۔ کیا کر کے آئے ہو یا جس کام کے لیے تمہیں بھیجا گیا تھا کیا وہ پورا کر کے آئے ہو۔ کیا جواب دو گے؟

سونے والو!

گھر جا کر سونا، کبھی راہی بھی راہوں میں سویا کرتے ہیں۔ راہی، راہوں میں سستایا کرتے ہیں سویا نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۰

ارادہ و نیّت

ارادہ ۔اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے ۔
بندہ کسی کام کی نیت کیا کرتا ہے ، ارادہ نہیں ۔بندے کا یہ کہنا کہ وہ فلاں کام کا ارادہ رکھتا ہے غلطی ہے ۔ اللہ کا ارادہ بندے کی نیت پہ غالب ہے ۔یہی اللہ کی پہچان ہے ۔
جب تک اللہ کا ارادہ نہ ہو بندہ کی نیت ناکام رہتی ہے ۔ نیت ارادے کے تحت ہے ۔
جو نیت اللہ ہی کے لیے ہو اللہ کا ارادہ اس کے شاملِ حال ہو جاتا ہے ۔
اللہ اکرم الاکرمین ہے ۔کیا رحمت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ جو نیت محض اسی کے لیے ہو ، رد کر دے ؟ اگر ایسا ممکن ہو تو پھر رحمت کس کے لیے ہے ؟
عنایت وعطا نیت پہ موقوف ہے ۔کوئی نیت ایسی مقبول ہوتی ہے کہ رحمت اس کا استقبال کرتی ہے ۔
نیت کر اور امید رکھ ۔اللہ تیری مراد پوری کرے ۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔اٰمِیْن!

الحمد للحی القیوم

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اے اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما ۔
اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اے اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تکلیفیں دور فرما ۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) عشر مرات

اے اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ ۱۰ بار

عن معروف من قال فی کل یوم عشر مرات اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم فرج عن امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد کتب من الابدال۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزانہ دس بار یہ وظیفہ پڑھے اللّٰھم اصلح امۃ ... الخ وہ ابدالوں میں لکھا جاتا ہے

شرح المواھب اللدنیۃ للزرقانی الجلد الخامس

صفحہ ۴۰۰

۱۸۸ "اگر" عموماً شیطان کی طرف سے ہوتا ہے مگر یہ "اگر" رحمٰن کی طرف سے ہے کہ اگر یہ ہسپتال اللہ کے لیے، اللہ ہی کی بیمار و نادار و لاچار مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے تعمیر کیا جا رہا ہے اس کے سوا اس کے پیش نظر اور پس پشت کوئی اور غرض و غایت نہیں۔ تو اللہ اسے بنائے گا اور اللہ ہی چلائے گا۔ اس کا کوئی بھی معاملہ کسی کا محتاج نہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی کام کسی بھی سبب سے رکے۔

۸۸۲ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اٰمِیْن!

فَاعْلَمْ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکِہٖ وَاللّٰہُ اَحَدٌ صَمَدٌ حَیٌّ قَیُّوْمٌ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ!

قیامت کے دن اللہ بندوں سے فرمائے گا:

"میں بیمار تھا، تم نے میری بیمار پرسی کی،

کسی کر کیسے گا۔

"میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا، تم نے مجھے کپڑے پہنائے"

بندے عرض کریں گے:

"تو تو کل کائنات کا خالق و مالک تھا۔ ہم نے کب آپ کی بیمار پرسی کی یا کھانا کھلایا اور کپڑا پہنایا"

اللہ فرمائیں گے:

"تو نے فلاں بیمار کی بیمار پرسی کی، فلاں کو کھانا کھلایا اور فلاں کو کپڑا پہنایا"

معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور مخلوق کی خدمت گویا اللہ ہی کی خدمت ہے ورنہ اللہ کی کسی نے کیا خدمت کرنی ہے۔

الحمد للہ الحی القیوم

۸۷۳ اگر زندہ نہ ملے تو قبر پر بیٹھ۔ کسی کامل کی قبر پر بیٹھ۔ اہلِ ذکر اور اہلِ فکر کی قبر زندہ ہوتی ہے، مر کسی کی نہیں۔ بے شک عارف ہر دو جہان میں زندہ رہتا ہے۔ اللہ کے مقبول بندے عام بندوں کی طرح نہیں مرتے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ زندگی میں اکثر کہا کرتے ہیں:

"ہمیں مرنے کا کوئی غم نہیں اور کوئی خوف نہیں۔ جس حال میں اللہ نے ہمیں یہاں رکھا ہوا ہے، اسی میں وہاں رکھے گا۔

ما شاء اللہ

اپنے اس یقین کی تائید میں اکثر یہ دہرایا کرتے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

یعنی" اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور کوئی غم نہیں "

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف دہرائیے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

یعنی" اولیاء اللہ مرتے نہیں (بلکہ) ایک زندگی سے دوسری میں منتقل ہوجاتے ہیں"

جو زندگی میں کسی کو کوئی فیض نہ دے سکا، قبر میں کیا دے گا؟ البتہ اس کی مغفرت کی دعا مانگ۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۴ جو زندوں کی صحبت سے فیضیاب نہ ہوسکا۔ ازلی کم نصیب ہے۔ کچھ ملے نہ ملے، کوشش جاری رکھ۔ بے شک حرکت میں برکت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۵ فنا فی اللہ، حقیقت کا آخری اور معرفت کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۶ ساری عمر بندے کی تلاش میں گزری، بندہ نہ ملا۔ بندے کے پاس دیکھنے کی دو ہی چیزیں ہوتی ہیں

طاعت اور ذکر

جہاں یہ نہیں وہاں کچھ بھی نہیں اور یہاں یہ ہیں وہاں سب کچھ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۷ سلوک اور جذب زندگی کی جد و جہد کے دو اصطلاحی نام ہیں اور یہ منازل زبانی کلامی نہیں، ذکر و طاعت کی ہوتی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۷۸ ہر کوئی ہر قسم کی بے شمار باتیں جانا کرتا ہے۔ یہ منازل نہ باتوں کی ہیں نہ کرامات کی۔ یہ منازل عشق و

رقت، سوز و ساز اور کیف و مستی کی ہیں اور یہ ہمیشہ ایک سی نہیں رہتیں۔ بعض اوقات ایک ہی دن میں سو سو بار حال بدلا کرتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۸۷۹

شہزادۂ کونین سیدنا و مولائے حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ السلام

کیا آپ کے دل میں حسینؑ کے لیے کوئی بھی جگہ نہیں۔ پھر تو یہ دل سینے میں رکھنے کے قابل نہیں ناقص ہے، بے وفا ہے اور کبھی زندہ و بیدار نہیں ہو سکتا۔

میرے مولا حوضِ اصفیٰ کے ساقی اور وہ فرش پر ہے عرش پہ نہیں جو اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے امر ہو جاتا ہے۔ کبھی مردود نہیں ہوتا۔ میرے مولا دارالاقامت کے مقیم اور کوئی کیا جانے کر دہ کیا ہے اور کہاں ہے۔

میرے مولائے حسینؑ کے سوا ہمارے پاس ہے ہی کیا؟ فضائل و مسائل۔

ہمارے پاس حسینؑ سے بہتر اور کوئی نمونہ نہیں۔ جنگل کا کوئی پھول ایسا نہیں جو ان کی یاد میں آنسو نہ بہائے۔

میرے مولا۔ دین کے دین پناہ
عشق کے میر کارواں
فنا سے بے پروا
بقا کے راہبر۔ اور
وفا کی انتہا ہیں۔

میرے مولاؑ کی شخصیت و شہادت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ ہنود کا قلم رکا، آفرین کہا، پھر آگے چلا۔ اگر اُن کی شان میں کوئی ہندو کچھ کہتا۔ ہم منہ پھیر لیتے۔ آنکھیں بند کر لیتے، کانوں میں

انگلیاں دے لیتے : اگر پھر بھی باز نہ آتا تو میدان میں اتر آتے - پھر دونوں میں سے ایک اس دنیا میں رہتا -

کیا یہ حسین وہی نہیں ، جن کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے :

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْن

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۸۰ ساری خدائی کے دیکھنے والے کو اپنا منہ دکھائی نہیں دیتا اور یہ فکر کا مقام ہے -

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۸۱ ہر گنے میں گڑ ہے -

جس طرح گنے سے گڑ بنانا مشکل ہے اُسی طرح بندے کو بندہ بنانا مشکل ہے -

گنا تین مشکل منازل کو عبور کر کے گڑ کی شکل اختیار کرتا ہے - پہلے اسے کھیت سے کاٹ دیا جاتا ہے پھر اسے بیلنے میں بیل کر رس نچوڑا جاتا ہے ، پھر کڑاہی میں ڈال کر تیز آگ کی آنچ سے پکایا جاتا ہے اور یہ تینوں منازل بڑی اور کڑی سخت منازل ہیں - دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں -

اللہ ہمیں کہیں سے پکا پکایا گڑ عنایت کرے - اپنا بنانے کی ہم جرأت نہیں رکھتے -

الحمد للحی القیوم

۸۸۲ تو نے اپنی کسی بھی چیز پر کبھی غور نہیں کیا - بازار میں داخل ہوتے ہی ہر دکاندار تیری خدمت میں اپنی خدمات پیش کرنے کی پیشکش کرتا ہے - ہر کوئی فرمائش کرتا ہے ، میری دکان پہ آ - یہ سب چیزیں تیرے ہی لیے سجا کر رکھی گئی ہیں جس چیز کی ضرورت ہو حکم دو وہی پیش کریں گے اور یہ تعظیم کی حد ہے -

الحمد للحی القیوم

۸۸۳ نیکی کی مخالفت حرام اور بدی کی مخالفت فرض ہے۔ نیکی کی تائید کر اور بدی کی مخالفت۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۸۴ ایک دوسرے کی مخالفت کی بجائے اپنے نفس کی مخالفت کر۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۸۵ نفس کی مخالفت اللہ کو پسند اور بندوں کی بے جا مخالفت ناپسند ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۸۶ نفس کی ہر بات میں مخالفت کر:

جب کھانے لگو۔ کہو:

کم کھا، زیادہ مت کھا۔ سادہ کھا۔ مرغن غذائیں مت کھا، کما کر کھا۔ مفت مت کھا۔

لباس پہ اعتراض کرو:

سادہ پہن اور اتنے زیادہ کپڑے مت پہن۔ ہاں کہ بالکل ہی کپڑوں سے گرانا صحت کے منافی ہے۔

جب بولنے لگے، روک دو، کہو:

قدرتی لہجہ میں سیدھی سادی بات کر، شیخی مت بگھار۔ جو بات تم جانتے نہیں اور کرتے نہیں، اسے اپنی طرف منسوب مت کر۔ مجمع عام میں اپنی لاعلمی کا اعتراف کر۔

سوتے وقت کہو:

ساری رات سونے ہی کے لیے نہیں، جاگنے کے لیے بھی ہے اور میں نے تجھے کبھی بھی ساری رات سونے نہیں دینا۔ اگر نہ اُٹھے، سزا دو، اس کی کسی مرغوب

شے کو بند کر دو، اگرچہ ایک دن کے لیے کرو۔

جب کسی کو بُرا کہنے لگے، ٹوک دو، کہو، کہ:

یہ بُرائی تو خود تیری اپنی ذات میں پائی جاتی ہے، اپنی بُرائی دور کر۔

بندہ جب اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہے اسے چاک پاتا ہے، اصلاح مقصود ہو تو پہلے اپنا چاک رفو کر۔

الحمد للحی القیوم

۸۸۷۔ شب و روز اپنے کمالات بیان کرتے ہو، خیرات بھی کرو۔ حقیقتاً کسی میں کوئی بھی کمال نہیں۔ صاحبِ کمال۔ اپنے کسی کمال کا کبھی دعویٰ نہیں کرتے۔ ہر کمال کو اللہ ہی کی طرف سے عنایت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۸۸۔ **جنگلی بِلّے:**

پالتو بلّوں کی طرح خوبصورت، موٹے تازے، پلے ہوئے اور دسترخوان کی پیالیاں چاٹنے والے نہیں ہوتے۔ پتلے دُبلے، جفاکش اور جنگل کی زینت ہوتے ہیں۔ موسم کی شدت سے متاثر نہیں ہوتے۔ دُھتیاں، مینہ، سیاہ پالے۔ سب سر دل پہ جھیلا کرتے ہیں۔ مصنوعی آرام گاہوں سے بے نیاز، بارش، آندھی اور طوفان میں دندناتے پھرا کرتے ہیں۔ جب بھوک لگتی ہے شکار کر کے کھاتے ہیں۔ کسی کا مارا کبھی نہیں کھاتے۔ رات کو جب دھاڑتے ہیں، دل دہل جاتے ہیں۔ اور پالتو بلّے بچوں کے تھپیڑے کھاتے دن گزارا کرتے ہیں۔

اللہ نے بلّے کو شیر کی چھینک سے پیدا کیا۔ شیر کی سی شکل اور شیر ہی کی خصلت و عادت رکھتے ہیں۔ مخصوص کتوں کے سوا ہر کتے کی زد میں کبھی نہیں آتے اور نہ ہی عام کتے ان کے تعاقب کی جرأت کیا کرتے ہیں۔

جنگلی بلّے پالتو بلوں کی طرح گھر گھر میں پانچ پانچ سات سات نہیں ہوتے۔ سارے جنگل میں گنتی کے ہوتے ہیں اور لوگوں میں مشہور ہوتے ہیں کہ فلاں کھیت میں ایک بلّا رہتا ہے اور رات کو لوگ سہم سہم کر چلا کرتے ہیں۔

کیا یہ بلّا اُسی بلّے کی نسل سے نہیں ؟ یقیناً ہے۔ البتہ ماحول سے اثر پذیر ہو کر اپنی ہر شے کھو بیٹھا، کھانے کی افراط نے اس کی خُو بدل دی۔ شکل کے سوا اب اس میں کوئی بھی خصلت باقی نہیں اور یہ اس کی گراوٹ کا انتہائی مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۸۸۹

حدیث

اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام دین کا وہ مستند نصاب، جسے کوئی بدل نہیں سکتا اور جس کا کوئی منکر نہیں اور نہ ہی جس کے بغیر قرآن کریم کی پوری تعمیل ممکن ہے۔

اللہ نے فرمایا:

نماز قائم کرو!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان کی تعمیل میں فرمایا کہ:

فلاں وقت اتنی رکعتیں پڑھو اور اس طرح پڑھو!

اللہ نے فرمایا:

مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ دعائیں مانگو۔ اور تفصیل کے ساتھ فرمایا،

فلاں وقت یہ مانگ اور فلاں وقت یہ

یہاں تک کہ کوئی بھی وقت وسبب دُعا سے خالی نہ رہا۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۰ مطالباتِ ذاتی اور اتحاد و تعاون قومی ضرورت ہے ۔ ذات پر قوم کو ترجیح دے ۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۱ اپنے ملک وملت کے اقبال و کردار کو بلند کرنے کے لیے ذاتی مفاد قربان کر۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۲ قوم ذات کا مجموعہ ہے ۔ قومی مفاد کے آگے ذاتی مفاد کوئی معنی نہیں رکھتا۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۳ قومی ترقی کا احساس پیدا کر۔ اپنی ذات کو قوم سے الگ مت جان ۔ تیری قوم ہی تیری ذات ہے

الحمد للحی القیوم

۸۹۴ دیانت اور محنت سے جو بھی کام کرو گے برکت ہوگی ۔ ماشاء اللہ !

الحمد للحی القیوم

۸۹۵ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنے محسن انصار حضرت زبیرؓ سے قرضِ حسنہ لے کر اپنی تجارت مدینہ منورہ کے ایک بازار میں ایک دینار کے پنیر سے شروع کی اور ایک سال بعد اونٹوں کا ایک لدا ہوا قافلہ بیت المال کو دیا۔

وہی برکت آج بھی ہے ، دیانت و محنت درکار ہے ۔

ف : مکی مہاجرین کا قافلہ جب بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ پہنچا تو تمام مدنی انصار اپنے گھروں کے آگے ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے جس کے گھر کے سامنے جو دوست گزرتا ، وہ اسے اپنا بھائی سمجھ کر اندر لے جاتا چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی باری حضرت زبیرؓ کے گھر میں آئی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان دو حصوں میں تقسیم کر کے لگا یا ہوا تھا اور آپؓ کی دو بیویاں تھیں۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے عرض کی۔ میرے گھر کا یہ سامان برابر برابر دو حصوں میں لگایا ہوا ہے۔ جونسا آپ کو پسند ہو قبول کر لیں اور یہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جونسی آپ قبول کریں۔ میں طلاق دے دیتا ہوں۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہو گئی حضرت زبیرؓ کے اس بے مثل ایثار پر ملائکہ انگشت بدنداں ہو گئے۔ آپؓ نے کہا یہ سارا سامان اور میری یہ بہنیں آپ ہی کو مبارک ہوں۔ مجھے قرض حسنہ پر ایک دینار دیں اور منڈی کا پتہ بتادیں۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۶　اتحاد کے ساتھ نصرت اور نصرت کے ساتھ فتح نازل ہوا کرتی ہے۔ جس میدان میں بھی کوئی قوم کسی کام کے لیے متحد ہو جاتی ہے، نصرت عنایت کر دی جاتی ہے۔

اتحاد و نصرت کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اتحاد ایک نعمت اور نصرت رحمت ہے۔

نعمت پر رحمت کا برسنا قدرت کا ازلی دستور ہے۔ جو قوم اپنی تعمیر کے لیے ایک مرکز پر متحد ہو جاتی ہے نصرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

جو قوم اپنے سوئے ہوئے نصیب کو جگانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی ہے، فتح اس کا استقبال کرتی ہے اور وہ کبھی شکست نہیں کھاتی۔ اپنے حال پر رحم کھا اور متحد ہو۔ اتحاد وقت کی اہم پکار ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۹۷　آخری چکر میں جو سب سے آگے ہوتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔ پہلے چکروں میں کوئی آگے ہو،

کوئی پیچھے، کوئی معنی نہیں رکھتا۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۸ ہم نے کسی کافر کو تو کیا مسلمان بنانا تھا، مسلمانوں کو کافر بنانا کر رول رہے ہیں۔ جس کلمہ طیبہ کو پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے بسبب تک اس کلمہ کا منکر نہیں ہوتا، کافر نہیں ہوتا۔
مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اپنے کسی بھائی کو کافر کہنا کسی بھی طرح کسی کو روا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۸۹۹ اہلِ طریقت دمجذوب ہو یا سالک، اہلِ خدمت اور اہلِ خدمت، اہلِ وفا ہوتے ہیں، صاحبِ ایثار ہوتے ہیں، صاحبِ انبار نہیں ہوتے۔ کوئی مال اپنے پاس جمع نہیں رکھتے۔ جو مال اللہ انہیں دیتا ہے اسی وقت اللہ کی راہ میں دے کر مال کے جنجال و وبال سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ناداری کو اللہ کی نعمت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں، کبھی شکوہ نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۰ اللہ پاک ہے، پاک مال کو قبول کرتا ہے، ہر مال کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۱ جذب سلوک کی ایک ناگزیر حالت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۲ عمل جب قائم ہو جاتا ہے، قوی ہو جاتا ہے جب قوی ہو جاتا ہے بھاری بن جاتا ہے اور شیاطین پر غالب آ جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۳ عمل جب باقاعدگی سے وقت پر ادا ہوتا ہے، کبھی قضا نہیں ہوتا، قائم ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

خصلت

۹۰۴

آدم کی عظمت کا راز،

روئے آدمیت کا غازہ،

صدفِ نوعِ انسانی کا درِّ شہوار،

ہر زندگی کے معراج کا زینہ، اور ہر قوم کی کامیابی کا ضامن ہوتی ہے۔

جب بھی کوئی قوم اپنی تعمیر کے لیے ایک مرکز پر متحد ہو کر اپنے سوتے ہوئے نصیب کو جگانے کے لیے کمربستہ ہوئی، اُسی وقت اس پہ نصرتِ الٰہی نازل ہوئی۔

نصرتِ الٰہی صورت پہ نہیں، سیرت پہ نازل ہوا کرتی ہے اور سیرت خصلت ہی کا دوسرا نام ہے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی پوری داستان کا مطالعہ کیجیے۔

جب بھی اللہ نے کسی قوم پہ اپنی نصرت نازل فرمائی سیرت ہی پہ فرمائی۔ اور سیرت کے سامنے صورت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ہر کوئی ہر روز، ہر قسم کی صورت اختیار کر سکتا ہے اور صورت تبدیل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ البتہ کسی کا سیرت کو بدل کر بلند کرنا عزم الامور میں سے ہے۔ جب کسی قوم کی کوئی خصلت اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے۔ اللہ اسے اپنی دنیا میں بلند فرما دیتے ہیں پھر اس قوم کی راہ میں کوئی رکاوٹ کبھی حائل نہیں ہو سکتی، نہ سمندر ان کی راہ روک سکتا ہے، نہ پہاڑ، جب تک کوئی قوم اپنے ملی معاملات و مطالبات کو ذاتی معاملات و مطالبات پر ترجیح نہیں دیتی۔ ملی ترقی نہیں کر سکتی۔

ذات سے قوم اور قوم سے ملّت ہے۔ ملّت کی بلندی کا احساس پیدا کر۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۹۰۵ ذات ایک قطرہ اور ملّت سمندر ہے، قطرہ جب بھی سمندر سے جدا ہوا، بے تاب ہوا،

حوادث کا شکار ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۶ ملی مفاد پر ذاتی مفاد کی قربانی ملی مفاد کی روح رواں ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۷ ذات جب ملت پر اپنے ارمان قربان کر دیتی ہے ملت سرجیت ہو جاتی ہے۔ گویا ذات کی قربانی ہی ملت کی زندگی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۸ قوم ایک ٹیم ہے۔ ایک کھلاڑی کی سستی پوری ٹیم کو ہرا دیتی ہے۔ جس قوم نے بھی دنیا میں کوئی ترقی کی، ایک مرکز پر متحد ہو کر اور کام کر کے کی۔
ٹیم جب جیتنے کا عزم لے کر کھیل کے میدان میں اترتی ہے، جیت جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۰۹ یقین ایمان کی بنیاد ہے۔ ایمان جب شک و شبہ سے پاک ہو جاتا ہے، یقین بن جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۰ مشاہدہ یقین کو محکم کرتا ہے۔
یقین مشاہدے کا محتاج نہیں ہوتا۔
جو یقین مشاہدے کا محتاج ہو مشروط ہے حقیقی نہیں۔ یقین ہر حال میں اپنی اصلی حقیقت پر قائم رہتا ہے، اپنا از اور کبھی نہیں بدلتا۔ خوشحالی ہو یا زبوں حالی، ہر حال میں بدستور قائم رہتا ہے۔
اپنے رب کی ربوبیت و ملکیت و الوہیت پر یقین پیدا کر اور یہی یقین ایمان ہے۔ جتنا مضبوط یقین اتنا ہی مضبوط ایمان۔
یہ یقین پیدا کر،

میرا رب، جس کا کہ میں بندہ ہوں، ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر کسی کا حافظ و ناصر، اور ہر کسی کے ہر وقت ساتھ ہے۔ ہر کسی کے ہر معاملے میں، دینی ہو یا دنیوی، سب سے بڑھ کر وکیل و کفیل و نصیب ہے، مجھ پہ اور کل عالم پہ اپنی ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان و شفیق ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جیسے بھی ہو رہا ہے، اُسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ چاہیے، ہر شے کا ہونا، خیر ہو یا شر، اللہ ہی کی طرف سے جان۔

اللہ رحمٰن و رحیم و حکیم ہے، اس کی ہر شے حکمت پہ مبنی اور سراسر حکمت ہے۔

اعتراض یقین کی ضد ہے۔ قدرت کے ہر کام کو حکمت پہ مبنی سمجھ اور اعتراض مت کر دل سے یہ تسلیم کر کہ:

جس طرح میرے ساتھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہو گا، اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی میں میری بھلائی ہے۔ یہ خوشی، یہ غمی، یہ کثرت یہ کمی، یہ حیات یا ممات قدرتی نظام کے تحت آتی جاتی ہیں۔

یا اللہ! دو چیزیں کبھی کم نہ ہوں، پھر ہمیں کوئی کمی نہیں۔

مَن میں تیرا ذکر، اور تن میں تیری طاعت رہے: آمین۔

ذکر و طاعت زندگی کے دو دو شاہ مُہرے ہیں۔ یا اللہ ہمیں اپنے ذکر کی توفیق بخش، آمین اور طاعت کی۔ آمین۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

911 اکثر دوست یہ کہتے ہیں۔ ذکر میں انہیں کوئی لذت نہیں آتی۔ ذاکر جب مذکور کو محبوب مان کر ذکر میں مشغول ہوتا ہے، اسی وقت مسرور ہو جاتا ہے، مخمور ہو جاتا ہے۔

ذاکر کے دل میں ذکر اور مذکور کے سوا کوئی اور شے باقی نہیں رہتی۔

اس حال میں اگر کسی نے شوق و محبت سے سرشار ہو کر ایک بار اپنے اللہ کو سبحان اللہ کہا مقبول

ہوا، اس کے گناہ معاف ہوئے، درجات بلند فرمائے گئے اور سرور کی لذت سے نوازا گیا، بار بار کیے کا تو کیا مقام ہوگا۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۲ خزاں سے صرف پتے جھڑتے ہیں، پودے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور خزاں ہی بہار کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۳ یہ گنہگار آنکھیں، آوارہ دل، سرکش اعضاء، اور گرد آلود پاؤں نہ اُن کے جمال کے متحمل ہو سکتے ہیں نہ حاضری کے اگر یہ کسی کام کے ہوتے تو ضرور کامیاب ہوتے۔ سلطان کی مصاحبت کے لیے وفاداری کے علاوہ، اعلیٰ درجے کی استعداد بھی ضروری ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۴ رنج و غم کو اللہ کی طرف سے تحفہ سمجھ کر رحمت کے انتظار میں خاموش رہنا صبر کا ادنیٰ مقام ہے اور خوش رہنا اعلیٰ مقام ہے۔ گویا اس وقت بندے کا اللہ بندے کی طرف پوری رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۵ کنواں ساکن اور دریا متحرک ہے۔ کنواں دریا کی برابری نہیں کرسکتا۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۶ سکون ایک نعمت ہے جو ایمان پر عنایت ہوتی ہے۔ بندہ جب سچے دل سے اللہ کو اپنا رب مان کر یہ کہتا ہے، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ اللہ اسے اسی وقت سکون بخش دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۷ انسان کی سب سے بڑی ضرورت کپڑا ہے۔ بھوکے کا تو گزارہ ہو سکتا ہے، ننگے کا نہیں۔ ستر ڈھانپنے کے لیے ہر کسی کو ہر وقت کپڑا ضروری ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۱۸ یہ مشق کبھی ناکام نہیں رہتی:

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا ط

یعنی اللہ ہی ہر کسی کا ہر جگہ، ہر وقت، ہر معاملے میں حافظ و ناصر ہے اور اللہ ہی ہر جگہ، ہر وقت، ہر کسی کے پاس حاضر و ناظر اور اللہ ہی سب سے بڑھ کر نگہبان ہے

مشق اَللّٰہُ مَعِیْ:

میرا اللہ جس نے کہ مجھ کو اور کل کائنات کو پیدا کیا، میرے پاس حاضر و ناظر ہے۔ کسی بھی وقت اور کبھی دور نہیں ہوتا۔ میری کوئی بھی شے میرے اللہ سے کبھی پوشیدہ نہیں، جو میں کہتا ہوں، اللہ سنتا ہے۔ جو کرتا ہوں، دیکھتا ہے اور جو دل میں سوچتا ہوں، جانتا ہے۔

میرے اقوال و افعال اللہ کے روبرو ہیں اگرچہ میرا اللہ مجھے دکھائی نہیں دیتا لیکن میرے قریب ہے، شاہ رگ سے بھی قریب تر۔ گویا میرے اندر ہی میرے اللہ کا ڈیرا ہے۔

جب بھی بولنے لگو سوچ کر بولو اور جب بھی کچھ کرنے لگو سوچ کر کرو۔ اللہ حاضر و ناظر ہے۔ اور یہ مشق، اہم مشق ہے۔ یہ مشق اصل مجاہدہ ہے احساس پہ قائم رہنا کافی ہمت کا کام ہے۔

پھر جب بندہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر محبت و شوق سے مجبور ہو کر اپنے معبود کو پکارتا ہے

یا احدُ یا صمدُ یا حیُّ یا قیّومُ

یقیناً اللہ راضی ہوتا ہے، بہت خوش ہو جاتا ہے۔ بلائیں روک دیتا ہے، خطائیں بخش دیتا ہے۔
دُعائیں قبول فرما کر عطائیں جاری کر دیتا ہے اور فرماتا ہے:
بے شک میں ہی احد ہوں، میرا کوئی شریک نہیں اور کوئی ثانی نہیں، کوئی ہمسر نہیں، میں اپنی ذات و صفات میں یکتا و بے مثل ہوں، جو چاہوں کروں مجھے کوئی روکنے والا نہیں اور میرے بغیر کوئی دوسرا کچھ بھی کرنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ میں جسے چاہوں، جب چاہوں روک دوں لیکن مجھے کوئی روکنے والا نہیں۔ میں کسی بھی معاملے میں کسی غیر کا محتاج نہیں لیکن ہر کوئی ہر معاملے میں کلیتہً میرا محتاج ہے۔ ہر کوئی میرے ہی کرم کا محتاج اور میرے ہی در کا فقیر ہے۔

اللہ ہی صمد ہے، صمد وہ ہے جو ہر کسی سے بے نیاز ہو لیکن ہر کوئی اس کا نیاز مند ہو۔
بندہ نیاز مند اور تو اے میرے رب! بے نیاز ہے۔ بندہ تیرا نیاز مند ہو کر ہی ماسوا سے بے نیاز ہے۔ جب تک بندہ تیرا نیاز مند نہیں ہوتا، تیری دنیا میں ماسوا سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بے شک تیری نیاز مندی میں ہی بندہ کی بے نیازی ہے۔ تیرا نیاز مند تیرے سوا ہر شے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ بندے کی بے نیازی تیری نیاز مندی میں ہے اور بندے کی بے نیازی بندگی کا سب بڑا ناز ہے۔ یعنی بندہ ایک بے نیاز کا نیاز مند ہو کر کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتا ہے۔ محض اس ناز پر کہ وہ ایسے رب کا بندہ ہے جو احد ہے، صمد ہے، حی ہے، قیوم ہے اور یہ چاروں صفات اللہ ہی کے لیے ہیں کوئی مخلوق اس کا دعویٰ نہیں کر سکتی جو احد ہے، وہ صمد بھی ہے۔ احد ہی صمد اور صمد ہی احد ہو سکتا ہے۔

یا حیُّ یا قیّومُ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اسمِ اعظم ہے

بندہ نکارا اور کاغذ بے چارا کیوں کر اس اسمِ اعظم کے اسرار و انوار کا متحمل ہو سکتا ہے۔ پھر بھی دونوں صفات ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں جو حی ہے وہ قیوم بھی ہے اور قیوم وہی ہے جو حی ہے۔

الحمد للحی القیوم

بلبل کی چہک میں	پھول کی مہک میں
گل کی مہک میں	آگ کی دہک میں
سونے کی دمک میں	ہیرے کی چمک میں
سورج کی دھوپ میں	چاند کے روپ میں
بجلی کی کڑک میں	شعلے کی بھڑک میں
کوئل کی کوک میں	قمری کی ہوک میں
چنبیلی کی کلی میں	عنبر کی ڈلی میں
ہواؤں کے زور میں	دریاؤں کے شور میں
قمری کے گیت میں	چکور کی پریت میں
صحرا کی ریت میں	کیسر کے کھیت میں
دریا کے بہاؤ میں	ساگر کے ٹھہراؤ میں
پہاڑوں کی اونچائی میں	غاروں کی گہرائی میں
لیموں کی کھٹاس میں	قند کی مٹھاس میں
یوسف کی جدائی میں	یعقوب کی دہائی میں

مظلوم کی آہ میں	..... کی نگاہ میں
محبوب کی دید میں	یوسفؑ کی خرید میں
ذاکر کے ذکر میں	زاہد کی فکر میں
ہاتھی کی جسامت میں	چیونٹی کی قدامت میں
خردکی خبر میں	عشق کی نظر میں
محبوب کے ناز میں	محب کے نیاز میں
آنکھ کے نور میں	دل کے سرور میں
محب کے جمال میں	محبوب کے جلال میں
لَا اِلٰہ کی ہستی میں	اِلَّا اللّٰہ کی مستی میں

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہی کا سرمدی نور جلوہ گر ہے۔

الحمدللحی القیوم

۹۱۹ آدمی کی عمر جب ذرا بڑی ہو جاتی ہے بعض اوقات اَنٹ شَنٹ باتیں کرنے لگتا ہے۔ جس بات کو جانتا نہیں اور جانتا نہیں کہ وہ جانتا نہیں، اپنی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔ کبھی کسی راہی نے بھی اپنی جیب کے بٹوے سے کسی کو مطلع کیا؟

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو اور عقل کی باتیں کرو۔ ساری دنیا میں گنتی کے بندے مقبول بندے ہوتے ہیں اور بندوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۹۲۰ فیض کے تمام سلسلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے جاری ہوتے ہیں اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں فیض کا جو سلسلہ درجہ بدرجہ وہاں تک نہیں پہنچتا غیر معتبر ہے۔

الحمدللحی القیوم

۹۲۱ دریا جہیل کے دہانے سے نکل کر ڈیلٹا بناتا ہوا جھیل ہی میں جاگرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۲ جہانگیر کی سیرگاہ اب اہلِ جہان کی عبرت گاہ ہے۔ ایک آدمی کے نفس کی تفریح کے لیے لاکھوں آدمی شب و روز محوِ کار رہے۔ اگر اتنا کام اور اتنی محنت دین کے لیے کی ہوتی، دین اسے کبھی فراموش نہ کرتا، ہمیشہ زندہ رکھتا۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۳ شہزادوں کی رہائش گاہیں اور سیرگاہیں اب عبرت گاہیں ہیں۔ ان سے عبرت حاصل کر۔ یہ سوچ کر اگر اتنا مال اور اتنا اسباب دین کے کاموں میں خرچ کیا جاتا تو قیامت تک قائم اور جاری رہتا اللہ کے دینِ اسلام کو بلند کرنے کے لیے اگر اتنی کوشش کی جاتی تو کبھی رائیگاں نہ جاتی، رنگ لاتی اور ضرور لاتی۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۴ حضرت باو اصاحب رضی اللہ عنہ کے چھپتر ہزار خلفاء تھے جن میں سے صرف دو زندہ ہیں، نظام الدین اور علاؤ الدین۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۵ فخر گراوٹ کا ایک سبب ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۶ دوست کے جمال کا اظہار اور قباحت کا اخفا ضروری ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۲۷ بہترین دوست وہ ہے

جو اپنے دوست کی نیکی کو ظاہر کرے اور بدی کو چھپائے اور بدترین وہ ہے جو اس کا

الٹ کرے۔

الحمدللحی القیوم

۹۲۸ ایک نے کہا وہ عرش پہ پہنچا۔ پوچھا "اپنے آپ یا کسی کے پہنچانے سے" اس نے کہا "اپنے آپ" کہا "اہلِ فن کے نزدیک یہ سیر معتبر نہیں" طریقت قدیم کے منافی ہے۔ جو بھی وہاں پہنچا کسی کا پہنچایا ہوا پہنچا۔

الحمدللحی القیوم

۹۲۹ شاہی دربار میں حاضر ہونے والے کو بادشاہ کی طرف سے اسناد عطا ہوتی ہیں اور وہ اسناد پشتوں کام آتی ہیں۔ دنیا میں مشہور ہوتا ہے کہ فلاں شخص شاہی دربار میں حاضری کا شرف حاصل کر چکا ہے سلطان جیب دربار عام لگاتے ہیں، اسے ضرور بلاتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۹۳۰ مرض کی غلط تشخیص اور ادویات کا بے جا استعمال مریض کے لیے مہلک ہوتا ہے ورنہ ادویات کے خواص و اثرات میں کوئی کمی نہیں ہوا کرتی۔ محرقہ کے مریض کا علاج، ملیریا کی دواؤں سے ہو۔ سبب کیا مریض کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

الحمدللحی القیوم

۹۳۱ تمام درجات کی باز پرس ہوگی جس جس القاب سے کوئی ملقب ہوا اور اس نے اس کی تردید نہ کی۔ پوچھا جائے گا: کیا تم ایسے تھے جیسے کہ تمہیں کہا جاتا تھا؟ اور جب کہا جاتا تھا سن کر خوش ہوتے تھے۔ تم نے ایسے القابات کی تردید کرنی تھی اور عام اعلان کرنا تھا کہ لوگ تمہیں نہ معلوم کیوں ایسا کہتے ہیں حالاں کہ تم ایسے نہیں۔ یہاں تک کہ مرنے والوں سے یہ باز پرس ضرور ہوگی، کہ جیسے لوگ تجھے پکارتے تھے، کیا تو ایسا ہی تھا؟

الحمدللحی القیوم

۹۳۲ ہر تباہی کا سبب ہوتا ہے۔ جب تک کوئی اپنی تباہی کے اسباب آپ پیدا نہیں کرتا۔ اللہ اسے کبھی تباہ نہیں کرتے یا کسی پہ کبھی تباہی نازل نہیں فرماتے۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۳ ہر تعریف کی تمہید اللہ سے کر۔ ہر قسم کی تعریف میرے اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی سے ہے۔ نفس کی تعریف مستحسن نہیں، مذموم ہے۔ اس لیے کہ نفس کلیتاً بُرائی سے کبھی بَری نہیں ہوتا مگر جسے کہ اللہ نے بچایا۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۴ نیت جب مخلص ہوئی ارادت میں مدغم ہوئی اور ارادہ کُنْ فَیَکُوْنَ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۵ مور کی منزل مرغزار اور مرغابی کی جھیل ہے۔ جہاں منزل ملی تاقافلے سے فرار ہوئے گویا مور منزل کا نہیں زینت کا دلدادہ ہے۔ جہاں مرغزار پایا بھاگ گیا اسی طرح مرغابی۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۶ انسان کی طرح رفتارِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جانوروں نے بھی ترقی کی اور ہر میدان میں اس کے شانہ بشانہ رہے۔

مثال کے طور پر سوچوں کو لیجیے۔ موجودہ دور کا چوہا پنجرے میں آسانی سے داخل نہیں ہوتا۔ کھانے کی چیز کو پنجرے میں دیکھ کر جھکڑ کاٹتا ہے اور سوچتا ہے۔ اس اندیشے میں یہ مہانی کا سامان ضرور کوئی راتب ہے اور مجھے ہی پھانسنے کے لیے ہے۔ اگر پرانی قسم کا کوئی غیر اندیش چوہا لالچ میں آکر اندر چلا ہی جاتا ہے تو بند ہو کر چین سے نہیں بیٹھتا بلکہ چکر کاٹتا رہتا ہے اور جس دروازے سے داخل ہوا تھا اسی کو اپنے پاؤں اور دانتوں سے کھولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ عموماً کامیاب ہو کر نکل بھاگتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۳۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۔ کی تشریح میں ایک نے کہا،
جب میں اللہ کے ذکر میں محو ہوا مخلوق نے مجھ سے نفرت کی اور میں نے اس انقطاع کو اللہ کی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر شکر کیا اور یہ انقطاع ہی میرے اتصال کا موجب بنا۔

مَاشَاءَاللّٰهُ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۹۳۸ جس کام کو صبح شروع کیا جاتا ہے برکت ہوتی ہے۔ دن کا تھکا ماندہ آدمی شام کو کیا کام کر سکتا ہے

۹۳۹ افعال مقدور ہیں اور قدر خلق ہے۔ خیر ہو یا شر۔
اس حقیقت پر یقین لانے کے لیے طریقت کی منزل کا کم از کم تین چوتھائی حصہ درکار ہے۔
پہلے ہی روز زبان سے تو ہر کوئی تسلیم کر لیتا ہے لیکن دل سے اس ایمان پر یقین لانے کے لیے طریقت کی منزل اگر بارہ سال ہے تو ساڑھے گیارہ سال ضرور لگتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

۹۴۰ امر اور ارادت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔
شیطان کو حکم دیا۔ آدم کو سجدہ کر۔ ارادہ تھا کہ نہ کرے ورنہ شیطان مخلوق تھا اس کی کیا مجال کہ اپنے خالق کے حکم سے سرگردانی کرے۔
اسی طرح سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے حکم تھا کہ اس دانے کو نہیں کھانا۔ ارادہ تھا کہ کھائے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اس طرح کہے:

جَزَى اللهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ

"اللہ جزا دے ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جزا کے وہ مستحق ہیں۔"

تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا یعنی وہ ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں گے۔

(طبرانی فی الکبیر و الاوسط)

الحمد للحی القیوم

۹۴۱ انسانی عقل ناقص ہے۔ قدرت کی حکمت کے کسی بھید کو کیا پا سکتی ہے؟

جس بچے کو مارنے کے لیے فرعون نے ہزاروں بچے مارے۔ اللہ نے اُس بچے کو فرعون ہی کی گود میں پالا۔

الحمد للحی القیوم

۹۴۲ طاعت میں قرب، قرب میں حال، محبت میں جذب اور جذب میں وصال ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۴۳ طاعت اختیاری اور محبت غیر اختیاری ہے۔ حاکم کے حکم کی تعمیل، اطاعت اور در جانا یلیٹ جانا محبت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۴۴ ایک نوجوان کس کر کمر باندھے ایک دریا کے کنارے کھڑا لہروں کو دیکھ دیکھ کر گھبرا سا گیا کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔ دریا کی موجوں کے شور و غل نے نوجوان کے پتے کو پانی پانی کر دیا۔ وہ ایک مدت دریا میں کودنے کے لیے کنارے پر کھڑا موجوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اللہ العلی العظیم کو بے چارے کی بے بسی پر ترس آیا، ہاتف نے ندا دی!

"اس طرح تم کب تک دریا کے کنارے کھڑے وقت ضائع کرتے رہو گے۔ اگر

اے او نوجوان ؛ تو شش و پنج میں نہ پڑتا ، آتے ہی کود پڑتا ، اب تک کب کا کنارے پہنچ چکا ہوتا ۔ یہ دریا ، یہ موج ، یہ بھنور ، یہ گرداب ، تیرے آہنی عزم کے آگے ایک چلو بھر پانی کی حیثیت بھی نہیں رکھتے ۔ یہاں رُکنا بھی کوئی جوانمردی ہے ۔ تو اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ ہی کے توکل پہ دریا میں کود پڑ ۔ اگر تو دریا میں ڈوب بھی گیا تو یہاں کھڑے رہنے سے بہرحال بہتر ہے ۔ یہ دریا بے چارہ تیرے عزم و استقلال کی کیا برابری کر سکتا ہے ؛ تیرے آہنی عزم کے سامنے دریا تو کیا سات سمندر بھی کوئی وقعت نہیں رکھتے ۔ دریا کی کوئی موج تجھے کبھی ڈبا نہیں سکتی ۔ اگر تو نے ڈوبنا ہوتا کبھی یہاں نہ آتا ۔

یہ سن کر اس نے اپنے جسم کو جھنجوڑا اور بے خوف و خطر دریا میں کود پڑا ۔

دریا کی موجوں سے کھیلنے والے نوجوان کو ہاتف نے دلاسا دیا ۔

اے میرے نوجوان ! موجوں کو چیرتے ہوئے بڑھے چل ۔ دریا کی ساری دریائی تیری ہمت پہ نازاں اور تیرے مقابلے سے گریزاں ہے ۔

" ندی ہس کے فقیری والی لنگھیے
تو ملاحاں کو لوں بھیک منگیے "

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

○

۹۴۵ عمل جب قائم ہو جاتا ہے ، قومی ہو جاتا ہے پھر کبھی قضا نہیں ہوتا ۔

الحمد للحی القیوم

۹۴۶ عمل اپنے قاری کا وکیل وکفیل ونصیر وحفیظ ہوتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۴۷ عمل کے نور کا جلال عمر وکسل وجُبن کو جلا دیتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۴۸ عمل ایک قلعہ ہے جس میں کسی بھی طرح اور کوئی بھی، کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے توڑ سکتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۴۹ عمل ایک حصار ہے جسے کوئی پھاند نہیں سکتا۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۰ عمل ایک پہاڑ ہے جسے کوئی ہلا نہیں سکتا جو اس سے ٹکراتا ہے، پاش پاش ہو جاتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۱ عمل ہر حال میں اپنے ہر حریف کا مقابلہ کرتا ہے اپنی اثابت قائم رکھتا ہے حتی الامکان اپنا تسلسل کبھی ٹوٹنے نہیں دیتا اور یہ عمل کی بہترین کرامت ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۲ کسی کا شریک بن کر کہیں مت رہ۔ بہر حال بھی رہ، مطیع بن کر رہ۔ دوست کے ساتھ دوست بن کر رہ، خیر خواہ بن کر رہ۔ اسی میں راحت ہے اور اسی میں رفعت۔

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۳ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ

"شیخ اپنی قوم میں ایسے ہی ہوتا ہے، جیسے کہ نبی اپنی امت میں"

الحمدللہ الحی القیوم

۹۵۴ انبیاء علیہم السلام کے سوا ہر کسی کو سیدھی راہ پہ چلنے کے لیے چلانے والے راہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۵۵

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی

ملاقات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دے رہے تھے آپ سے سوال ہوا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے ؟ آپ نے جواب دیا کہ "میں" یا یہ کہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ علم والا بھی کوئی ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

یہ کلام اللہ کو ناپسند آیا اسی وقت وحی آئی کہ مجمع البحرین" میں ہمارا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے، پھر حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی میں تیرے اس بندے تک کیسے پہنچ سکتا ہوں، حکم ہوا اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی کھو جائے وہیں وہ مل جائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھی یوشع بن نون علیہ السلام کو لے کر چلے حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ صاحب کپڑے میں لپٹے بیٹھے ہیں آپ نے سلام کیا اور کہا میں موسیٰ ہوں انہوں نے پوچھا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ بھلائی سکھا دیں جو آپ کو اللہ کی طرف سے سکھائی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے ہاتھ

میں توریت ہے، آسمان سے وحی اترتی ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے موسیٰ! آپ میرے ساتھ سفر نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ جو علم مجھے ہے وہ آپ کو نہیں، جو علم آپ کو ہے، مجھ کو نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو جداگانہ علم عطا فرما رکھا ہے

الحمد للحی القیوم

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے، میں صبر کروں گا اور آپ کے کسی فرمان کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بھی بات کے متعلق جو بھی میں کروں، سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود آپ کو خبر دوں کہ میں نے فلاں کام کیوں ایسے کیا۔ یہ باتیں کر کے دو نو حضرات ساتھ ساتھ چل دیے۔

دریا کے کنارے ایک کشتی تھی، کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کرایہ لیے بغیر دونو کو سوار کر لیا۔ تھوڑی دور چلے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت چپ چاپ کشتی کے تختے کلہاڑی سے توڑ رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں نے تو ہمارے ساتھ احسان کیا بغیر کرایہ کے کشتی میں سوار کیا، آپ نے ان بے چاروں کی کشتی کے تختے توڑ دیے، اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے آپ سے یہ نہ کہا تھا کہ آپ میرے کاموں پہ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت کرنے لگے کہ خطا ہوئی، بھولے سے پوچھ بیٹھا، معاف فرمائیے، سختی نہ کیجیے، پھر نہیں پوچھوں گا۔

کشتی کے ایک تختے پہ ایک چڑیا آ بیٹھی اور سمندر میں چونچ ڈال کر پانی لے کر اڑ گئی۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے اور میرے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہے جتنا پانی اس سمندر میں سے اس چڑیا

نے کم کیا ہے ۔

کشتی کنارے لگی ، دونو حضرات ساحل پہ چلنے لگے ۔ حضرت خضرؑ کی نگاہ چند کھیلتے ہوئے بچوں پر پڑی ، ان میں سے ایک بچے کا سر پکڑ کر حضرت خضر علیہ السلام نے اس کی گردن اس طرح مروڑ دی کہ اسی وقت اس کا دم نکل گیا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت گھبرائے ۔ فرمانے لگے بغیر کسی وجہ کے اس بچے کو آپ نے ناحق مار ڈالا آپ نے بڑا ہی منکر کام کیا ۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے آپ سے پہلے ہی سے نہ کہہ دیا تھا کہ آپ کی اور میری نبھ نہیں سکتی ؛ آپ میری باتوں پر صبر نہ کر سکیں گے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا " اب اگر میں کوئی سوال کروں تو پھر مجھ کو اپنے ساتھ نہ رہنے دینا "

پھر دونو حضرات ہمراہ چلے ، ایک بستی میں پہنچے ، وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا انہوں نے انکار کیا ، وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی ، اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام نے اسے درست کر دیا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خیال تو فرمایئے ۔ ہم یہاں آئے ، ان لوگوں سے کھانا طلب کیا ، انہوں نے انکار کیا اور آپ نے بلا اجرت ان کی دیوار بنا دی ۔ آپ اگر چاہتے ، ان سے اُجرت لے لیتے ، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ، بس ، اب تین بار ہو چکا ۔ اب آگے آپ میرے ساتھ نہیں چل سکتے ۔ اب ان تین کاموں کی جن پہ آپ نے اعتراض کیے ، حقیقت سنیئے ،

فرمایا کہ کشتی کو عیب دار کرنے میں تو یہ مصلحت تھی کہ اگر یہ صحیح و سالم ہوتی تو آگے چل کر ایک ظالم بادشاہ تھا ، جو ہر ایک اچھی کشتی کو ظلماً چھین لیتا تھا ، اس کے ہاتھ لگ

جاتی حالاں کہ یہ کشتی ہی ان مسکینوں کی روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اب جب کہ
وہ اسے ٹوٹی پھوٹی دیکھے گا تو چھوڑ دے گا۔

بچے کو قتل کرنے کی بابت فرمایا کہ اس بچے کی جبلّت میں ہی کفر تھا۔ آپ نے فرمایا
کہ بہت ممکن تھا کہ اس بچے کی محبت اس کے ماں باپ کو بھی کفر کی طرف مائل کر دیتی
اس کی پیدائش سے اس کے ماں باپ بہت خوش ہوئے تھے اور اس کی ہلاکت
سے وہ بہت غمگین ہوئے، حالاں کہ اس کی زندگی ان کے لیے ہلاکت تھی۔ آپ
فرماتے ہیں ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا بچہ دے جو بہت پرہیزگار ہو اور جس
پہ ماں باپ کو زیادہ پیار ہو یا یہ کہ جو ماں باپ سے ساتھ نیک سلوک کرے
اس لڑکے کے بدلے اللہ نے ان کے ہاں ایک لڑکی دے دی۔

اس دیوار کو درست کر دینے میں مصلحت خداوندی یہ تھی کہ یہ دیوار شہر کے دو یتیم
بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا مال دفن تھا۔

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک
سمجھا سراسر رحمت تھیں، کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے
پوری کشتی بچ گئی۔

بچے کے مرنے کی وجہ سے گو ماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذاب
خدا سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ ہاتھوں ہاتھ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا
بھلا ہوا۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ کام میں نے اپنی
خوشی سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے کیے۔

الحمد للحی القیوم

۹۵۶ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ملاقات توحید اور معرفت کی پوری ترجمان ہے
بندہ جب اس پر غور کرتا ہے تو اسے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر فعل کا حقیقی فاعل اللہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۷ حال و مقام لا محدود ہیں۔ حال سے بڑھ کر حال اور مقام سے بڑھ کر مقام ہے۔
حال کے کمال پر شکر قبول اور دعویٰ نامقبول ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۸ حال، حال پہ عنایت ہوتا ہے
اور بعض کے نزدیک۔ صاحبِ حال سے عنایت ہوتا ہے۔
اور بعض کے نزدیک اللہ سے۔
اور ان دونوں میں ایک ہی امر جلوہ گر ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵۹ جب تک اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی خبر نہ دی۔ انہیں کوئی خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہیں اور کہاں ہیں؟
اسی طرح جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو اپنا تعارف آپ نہیں کرایا۔ انہیں بھی اُن کی بابت کوئی پتہ نہ تھا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۶۰ عنایات جدا گانہ ہیں

کسی کو فتوحی ہو کسی کو تقویٰ
کسی کو جذب ہو اور کسی کو سلوک

اور یہ چاروں ایک ہی منزل کی مختلف منازل ہیں۔ ان سب کی منزل مقصود ایک ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۶۱ ایک عالم، دوسرے عالم کے علم پر، کوئی ورک نہیں رکھتا ہے جو علم عنایت ہوا، کافی ہے

الحمد للحی القیوم

۹۶۲ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے آئندہ کی خبر تھی کہ تھوڑی دیر بعد ایک بادشاہ اس کشتی میں بیٹھ کر دریا عبور کرے گا اور اس کشتی کو ضبط کرے گا۔ اسی لیے انہوں نے اس کے دو تختے توڑ دیے تاکہ اسے ٹوٹی ہوئی سمجھ کر چھوڑ دے۔

اور یہ بھی علم تھا کہ یہ بچہ اگر زندہ رہا تو بڑا ہو کر فسق و فجور کا سبب بنے گا۔

اسی طرح دیوار کے نیچے انہیں دفینے کی خبر تھی اور یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ یتیم بچے جوان ہوں گے انہوں نے ہی اس دیوار کو گرانا ہے تاکہ وہ خزانہ جو اللہ کی طرف سے انہیں عنایت ہوا ہے پالیں۔

الحمد للحی القیوم

۹۶۳ حضرت خضر علیہ السلام کا ان سے کوئی ذاتی تعلق نہ تھا۔ اللہ کی طرف سے ایسا کرنے پر مامور تھے انہوں نے یہ جو کچھ کیا اللہ کے امر و ارادت سے ہی کیا یعنی اللہ نے جیسے کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کیا ورنہ وہ ایک نبی تھے کیوں کر ایک بچے کو جان سے ناحق مار ڈالتے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے یہ تینوں عجیب و غریب واقعات ایک دن کی کارگزاری ہیں آپ کی عمر ہزاروں سال ہو چکی، اس دوران آپ سے کروڑوں ایسے واقعات ہوئے ہوں گے

الحمد للحی القیوم

۹۶۴ ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہوتی ہے۔

جو کیدار کا حکم حقیقتاً بادشاہ ہی کا حکم ہوتا ہے۔ چوکیدار کا اپنا کوئی حکم نہیں ہوتا، جو حکم اوپر سے ملتا ہے وہی حکم پہنچاتا ہے۔

کوئی مخلوق کسی بھی شے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی، نہ ہی کوئی مخلوق خودسر ہے۔ ہر مخلوق کی پیشانی کے بال، اللہ نے مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں بغیر ارادت الٰہی کوئی شے حرکت نہیں کر سکتی، بے کس ہیں، بے بس ہیں، قدر کے مقدور ہیں، حکم کے محکوم ہیں۔

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۹۶۵ یقین سلوک کی منزل کا راہنما ہے۔ یہ یقین پیدا کر کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جیسے بھی ہو رہا ہے اللہ ہی کے امر و ارادت سے ہو رہا ہے اور عین اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے۔

زمین کی ہر شے کا خالق و مالک و والی و وارث اللہ ہے اور ہر شے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ کسی بھی شے کی کوئی مرضی نہیں۔

اگر مخلوق خودسر ہوتی، ساری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ خالق و مخلوق میں کوئی فرق نہ رہتا جیسا کسی کے دل میں آتا کرتا۔

اگر ایسا ہوتا تو نہ بندے اس کے بندے ہوتے اور نہ وہ بندوں کا رب۔

ایسا ہرگز نہیں کوئی بندہ اپنی طرف سے کچھ بھی کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ ہر بندہ امر کا مامور، قدر کا مقدور اور حکم کا محکوم ہے۔

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۹۶۶ یا اللہ! میں اپنے جسم کے اعضاء تک پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ میرا کوئی بھی عضو میرے بس میں نہیں تیرے بس میں ہے۔

یا اللہ! جن کاموں کے کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے، تیری توفیق کے بغیر ہم کیوں کر انہیں کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ہمیں توفیق عنایت فرما، یا حیّ یا قیّوم آمین۔

اسی طرح جن کاموں سے تو نے باز رہنے کا حکم دیا ہے جب تک تو ہمیں باز رہنے کی توفیق نہیں بخشتا ہم کیوں کر باز رہ سکتے ہیں۔

ہماری نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اپنے جملہ امور تیرے ہی حوالے کر دیں اور سچے دل سے یہ اقرار کر لیں کہ ہم خاک نشینوں کی ہر شے (اچھی ہو یا بُری) خیر ہو یا شر تیرے ہی طرف سے ہے۔ جیسا تو نے بندوں کی تقدیروں میں لکھ دیا ہے، بیشک بندے ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

اور یہ کلمہ ہر وقت ہر کسی پر پوری طرح لاگو ہے اور یہی معرفت ہے اور یہی معرفت کی حقیقت ہے، کہ بندہ کہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

بندہ جب یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

میرے بندے نے سچ کہا، بے شک میری ہی توفیق سے بندہ نیکی کرتا اور بُرائی سے بچتا ہے۔

پھر فرماتا ہے:

اب یہ بندہ میرا اطاعت گزار ہوا گویا اس نے اپنے تمام معاملے میرے حوالے کیے۔

ف: فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا جبکہ اللہ کا تخت پانی پر تھا۔"

۹۷۷ ہر دانشور، حکیم اور فلاسفر کی ابتدا ایک بچہ ہے۔ ننگا بیٹھا مٹی سے کھیل رہا ہے جو بھی شے ہاتھ میں آ جاتی ہے، منہ میں ڈال لیتا ہے۔ طیب و خبیث میں کوئی تمیز نہیں رکھتا۔ اسے صرف اپنی ماں ہی کا پتہ ہے کہ اس کی ماں ہی اس کا سب کچھ ہے۔ اپنی ماں کے سوا کسی اور کی طرف کسی بھی معاملے میں ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔

جب بھوک لگتی ہے اپنی ماں ہی کی طرف رجوع کرتا ہے، کسی اور کے پاس کبھی نہیں جاتا۔
اسی طرح جب اسے کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ اسے جو بھی
ناز ہے اپنی ماں ہی پر ہے۔ جس طرح اس بچے کو اپنی ماں پر تکیہ ہے مجھ کو تجھ پر ہو یا حی یا قیوم۔ آمین
پھر میں تیرا بندہ اور تو میرا رب ہے ورنہ میری بندگی اگرچہ میں کتنا ہی اقرار کروں، معتبر نہیں۔ تیرے
سوا تیرا یہ بندہ کسی اور طرف کبھی راغب نہ ہو، یارب۔

الحمدللحی القیوم

۹۶۸ یہ بچہ نادان ہے، کسی بھی چیز کا کوئی علم نہیں رکھتا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

یعنی (اللہ ہی نے) انسان کو (ہر) علم جو کہ وہ جانتا نہ تھا، سکھلایا۔
رازی و رومی، سقراط و بقراط پہلے اس بچے ہی کی طرح تھے۔ کسی بھی چیز کا کوئی علم نہ رکھتے تھے
جاہل پیدا ہوئے، سیکھ کر ہی سب کچھ بنے۔
اللہ جب کسی بندہ پر بھلائی فرماتے ہیں اسے علم و حکمت عنایت فرماتے ہیں۔ علم و حکمت کو اس
کے دل میں ڈال کر فکر عنایت فرماتے ہیں اور فکر ہی ہر ایجاد کا موجب ہے۔

الحمدللحی القیوم

۹۶۹ فہم فکر سے حاصل ہوتی ہے، فکر فہم سے نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۹۷۰ کسی بھی چیز کا محض علم رکھنا بندے کے لیے کافی نہیں۔ علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ چلن
ضروری ہے۔

الحمدللحی القیوم

۹۷۱ یوں دعا کر:

اللہ تیری تقدیر کو بلند کرے۔ آمین۔

اگر میں ازل بدنصیب ہوں، تو تو اپنے لطف وکرم سے میری بدبختی کو مٹا دے۔ آمین نیک بخت بنا دے! آمین

اسی طرح اگر تیرے ہاں تیرا یہ بندہ محروم ومفلس ہے تو تو اپنی قدرت سے اس کی محرومی اور محتاجی کو دور فرما دے! آمین۔

اے طیب رزق عطا فرما! آمین۔ باکرامت رزق: آمین۔

اور اپنے اس بندے کو اپنے ہاں خوش بخت لکھ دے، ایسا خوش بخت جسے کہ تمام بھلائیوں کی توفیق دی جاتی ہے اور بے شک تو ایسا کرنے پہ قادر ہے تو اکرم الاکرمین ہے اور قادر المقتدر رب ہے اور ہم تیرے گنہگار بندے، تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے ہی بھروسے جینے والے ہیں۔ تیرے سوا کسی سے کوئی اُمید نہیں رکھتے، کوئی غرض نہیں رکھتے بے شک تو ہمارا رب ذوالجلال والاکرام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۲ طریقت، طریقِ نبوت اور طریقِ نبوت دین کی دعوت وتبلیغ ہے۔ طریقِ نبوت کی اتباع ہی سنت کی صحیح اتباع ہے۔ سنّت کی اتباع کر۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۳ **تبلیغ**

سنتِ مؤکدہ، نبوت کی شاہکار، ملی تعمیر کی معمار، دین کی احیاء، فرضِ کفایہ اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۴ تبلیغ نبوت کا الوداعی پیغام تھا۔ اگر اس پیغام کو مضبوطی سے پکڑا جاتا، اس پہ عہد کیا جاتا تو

مسلمان کو آج یہ دن اور ایسے دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۵ نیکی کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوتا نیکی کی مخالفت پر صبر نیکی کے اجر کو دو بالا کرتا ہے۔ نیکی کے ساتھ صبر نیکی کے اجر کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اللہ رب العٰلمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خوب فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا

یعنی "آپ کے مخالفین جو کچھ بھی آپ کو کہیں، آپ صبر کریں، انہیں کچھ مت کہیں اور نہایت ہی احسن و جمیل طریق سے ان سے علیٰحدگی اختیار کریں"

پھر فرمایا:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا

یعنی "ان بے چاروں کے قبضۂ قدرت میں کوئی شے نہیں مطلق نہیں، آپ کا رب ہی مشرق و مغرب کا رب ہے اور آپ اپنے رب کو اپنا کارساز ٹھیرالیجئے"

الحمد للحی القیوم

۹۷۶ نیکی اور صبر، نبوت و ولایت کی دو بنیادی تصلیتیں ہیں، ہر کسی سے ہر وقت ہر حال میں نیکی کر اور نیکی کی مخالفت پر صبر کو اپنے اوپر لازم قرار دے۔ یقین جان کر اللہ نیکی اور صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۷ دوستی کا لگانا آسان اور نبھانا مشکل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۷۸ بندہ جب اپنے گناہوں پر نادم ہو کر سچے دل سے پکی توبہ کرتا ہے اللہ اسے ہم و غم سے نجات

بخش دیتا ہے۔ یہ ذریعہ واحد ہے کسی اور طرح سے کسی کو ہم و غم سے نجات نہیں مل سکتی۔

الحمد للحی القیوم

٩٧٩ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

(علق، ١٤)

یعنی کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

٩٨٠ بے شک ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ اللہ ہمیں دیکھتا ہے۔ اگر ہم جان لیتے تو کبھی کوئی بُرائی نہ کرتے۔ ڈر کے مارے ہر قسم کی بُرائی و بے حیائی سے ہر وقت باز رہتے اور نہ ہی یاد سے غافل رہتے۔

الحمد للحی القیوم

٩٨١ مراقبۂ معیت:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

(الحدید، ٤)

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو"

الحمد للحی القیوم

٩٨٢ اللہ ہر وقت ہر کسی کے ساتھ ہے۔ بندہ اللہ کے اور اللہ بندے کے روبرو ہے۔ کسی بھی حال میں کبھی اوجھل نہیں۔ ہم زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اللہ حاضر ہے، اللہ ناظر ہے، دل اس سے بے خبر ہے۔

یہ بات کہ اللہ حاضر و ناظر ہے، کسی کے بھی دل میں بالکل نہیں اترتی۔

ایک نے کہا اور خوب کہا:

"جب کر اے میرے رب! تو میرے ساتھ ہے، پھر مجھے کسی کا بھی اور کوئی ڈر نہیں۔"

الحمد للحی القیوم

۹۸۳ وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

اور اللہ جسے چاہتا ہے کرتا ہے

ایک نے کہا:
"جب کہ جو کرتا ہے تُو کرتا ہے، پھر مجھے کوئی گلہ نہیں، میرا جو حال ہو سو ہو، تُو بر حق نظر کرامے جائیے۔"

الحمد للحی القیوم

۹۸۴ سانس میں کتنی لطافت ہے، الحمد للہ! ہر شے کو سونگھ کر بتا دیتا ہے کہ کیا ہے، اور یہی سانس زندگی کا جوہر اور اسی کے اندر وہ گوہر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۹۸۵ سراب سراب ہے، کسی پیاسے کو سیراب نہیں کر سکتا یا سراب صرف سر ہے آب نہیں رکھتا، پھر کیوں کر کسی کو سیراب کرے۔
یا کسی کو سیراب کرنے کے لیے سر نہیں، آب درکار ہے یا سلوک کی ابتدائی منزل کے مکتوبات عموماً اور اکثر سراب ہوتے ہیں، سالک کو سیراب نہیں کر سکتے۔

الحمد للحی القیوم

۹۸۶ کسی بھی کام کا وقت ختم نہیں ہوا کرتا جب بھی کوئی کسی کام کو عزم بالجزم سے شروع کرتا ہے گویا وقت ہی ہو گیا۔

الحمد للحی القیوم

۹۸۷ ہر آدمی اپنا کام ختم کرکے مرتا ہے۔ جس کام کے لیے اللہ نے بندے کو پیدا کیا ہوتا ہے جب وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو آدمی ختم ہو جاتا ہے۔

کسی آدمی کا مرنا کائنات کے کسی بھی نظام پر مطلق اثر انداز نہیں ہوتا۔ آدمی مرجاتا ہے، کام بدستور جاری رہتے ہیں۔ کسی کی موت سے دنیا کا کوئی کاروبار کبھی نہیں رکتا۔ معمول کے مطابق جاری رہتا ہے البتہ ایک حسرت مرنے والے کے دل میں رہ جاتا ہے اور وہ حسرت وقتی نہیں دائمی ہوتی ہے۔ قیامت تک مرنے والے کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے کہ کاش وہ دنیا میں اللہ کے لیے جیتا اور اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں مرتا۔ اس کا دنیا میں جینا اور یہ مرنا گیا مرنا ہے۔ وکسی کے آنے سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور نہ ہی جانے سے کوئی کمی ہوتی ہے۔

اللہ ہمیں قابل رشک جینا اور مرنا نصیب کرے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

الحمد للحی القیوم

۹۸۸ ہمارا مدینہ ہر مضطر کا سکینہ اور امن و راحت کا سفینہ ہے اور تیرا وہ عیاری و مکاری و برائی و بے حیائی کا گہوارہ۔

الحمد للحی القیوم

۹۸۹ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے۔

○

تیرا شکر و احسان ہے کہ مجھ کو میرا آخری دن ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ میں اس دن کی سختی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا رب یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین! امین!

اللھم اعنی علی غمرات الموت و سکرات الموت! اٰمین۔ وہ وقت۔ اللہ اللہ! توبہ توبہ! زندگی کا نازک ترین وقت ہے اس وقت دنیا کا کوئی مال اور کوئی دوست کسی بھی کام نہیں آئیگا

تیری رحمت ہی سے بیڑے پار ہوں گے یا ارحم الراحمین۔ اس وقت سے کوئی بے نیاز نہیں، کوئی محفوظ نہیں۔ جن کی تم تعریفیں کرتے نہیں تھکتے، برزخ کی بدترین زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر ان کی چیخ و پکار سن لیں گھروں سے بھاگ نکلیں۔ ان کے پاس ایمان کے سوا سب کچھ تھا اور وہ ان کے کسی بھی کام نہ آیا۔ اگر ان کے پاس ایمان ہوتا اور کچھ بھی نہ ہوتا تو گویا سب کچھ ہوتا۔

چوٹی پہ کھڑا ہو کر؛

عجب اہتمام ہے طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو اللہ کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ دل لرزنے لگتا ہے۔ جی میں آتا ہے اپنی روزی کسی مسکین کو دے دوں، اپنا کھانا کسی بھوکے کو کھلا دوں، اپنے کپڑے کسی ننگے کو پہنا دوں۔ شاید اس وقت میری سہائی ہو۔ اللہ اپنی کسی مخلوق کی خدمت کے صدقے میری وہ گھڑیاں آسان فرمائے۔ یاحی یاقیوم اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر

الحمد للحی القیوم

○

۹۹۰ وہ بھی کیا دن تھے کہ ذراسی بات پہ تیرا خون کھولنے لگتا اور آج کسی بڑے سے بڑے سانحہ پر بھی تیرا خون حرکت میں نہیں آتا۔ تیری غیرت کا دنیا میں پہلا نمبر تھا۔

الحمد للحی القیوم

۹۹۱

دین ومذاہب

مذاہب وہ راستے ہیں جو سیاسی اغراض اور علمی اختلافات کی وجہ سے دین میں پیدا ہو جاتے ہیں ان کی بنیاد علمی مسائل اور اجتہادی فیصلوں پہ قائم ہوتی ہے نہ کہ وحی آسمانی کے نزول کے دعویٰ پہ

الحمد للحی القیوم

۹۹۲ سب ہے کو بلی کا بل کر کتے کا، کتے کو ڈنڈے کا ڈر ہے ورنہ اگر چوہوں کو بلی کا ڈر نہ ہو تو کھانے کی کوئی چیز سلامت نہ رہے، ہر چیز کو خراب کر دیں، اپنی اپنی جگہ ہر شے ضروری ہے۔
تحفظِ پرندگان کے تحت ایک سال ہم نے بلیوں کو نکال دیا تو دیکھا کہ بلیوں کی جگہ چوہوں نے چڑیوں کے گھونسلوں کا دورہ شروع کر دیا ہے اور صبح کو کوئی بھی انڈا ایسا نہ ہوتا جسے کہ وہ پی نہ لیتے۔ چپکے سے چوہے آتے، مزے سے انڈے پیتے اور کسی کو بھی پتہ نہ چلتا اور پوری سیزن میں کسی بھی چڑیا نے کوئی بچہ نہیں نکالا۔ حالاں کہ چڑیوں کے تحفظ ہی کے خیال سے بلیوں کو نکالا گیا تھا۔

الحمد للحی القیوم

۹۹۳ کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے کہ کسی کا ڈر نہ ہو۔ ہر کسی کو کسی نہ کسی کا ڈر ہے۔ ڈر سے مت ڈر۔ ڈر ایک نعمت ہے۔

اندھیرے کا ڈر
بھوک کا ڈر
افلاس کا ڈر
بڑوں کا ڈر
ظلم کا ڈر
شیطان کے حیلوں کا ڈر
مرنے کا ڈر
مر کر جی اُٹھنے کے بعد حساب کتاب کا ڈر
پھر ناکامی کا ڈر
ان سب کے ساتھ اگر اللہ کا ڈر بھی ہو تو پھر کسی ڈر سے کوئی ڈر نہیں۔ اللہ کا ڈر ہر ڈر پہ

حاوی ہے۔

الحمد للحی القیوم

994 **عِلمُ الحدیث**

اللہ کے حبیب اقدس حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ، تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ، مولائے ٹگسار، حبیبِ کردگار، سید المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور طریقِ نبوت کے عمل نمونے کا اصطلاحی نام ہے۔ لیکن ہم نے اسے اپنی پٹاری بنایا ہوا ہے اور ہم اس میں اپنے مطلب کی چیز بیان کرتے ہیں، سب چیزوں کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

995 حدیث سوادِ اعظم، ہر مذہب کی ماخذ اور بنیاد ہے مذہبی اختلافات اجتہادی ہیں، بنیادی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

996 اعلیٰ درجے کی کمائی نیکی ہو یا برائی جوانی ہی میں کی جاتی ہے جس نے جو پایا جوانی ہی میں پایا اور جس نے بھی کھویا جوانی ہی میں کھویا۔

اپنے جی سے بار بار پوچھو:

کیا جس کام کے لیے اللہ نے مجھے اس دنیا میں بھیجا ہے میں وہی کر رہا ہوں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا میں اپنا وقت ضائع تو نہیں کر رہا؟ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ میرا یہ وقت بڑا ہی قیمتی ہے مجھے اپنے اس وقت کو کسی بھی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ یہ وقت پھر کبھی ہاتھ نہیں آنا فضول باتوں سے فضول اور کوئی فضول نہیں۔ آپکا کوئی وقت کسی فضول کام میں کبھی صرف نہ ہو، وقت

آپ کی قیمتی متاع ہے۔ اسے کبھی ضائع نہ کریں۔ جس بھی قوم نے دنیا میں اپنے وقت کی قدر کی کامیاب ہوئی یقیناً آج ہمیں وقت کی اہمیت کا کوئی احساس نہیں اور کسی کو بھی نہیں۔ نوجوان کا سارا دن ریڈیو پر گانا سننے گزر جاتا ہے۔ تفریحات کے اوقات متعین ہوتے ہیں اور محدود ہوتے ہیں سارا دن نہیں۔

الحمدللحیّ القیوم

۹۹۷ قومیں کام ہی کی بدولت کامیاب ہوئیں ہیں، جس قوم نے بھی دنیا میں ترقی کی، کام کر کے کی، سب کے لیے کام ہو۔ سب کام کریں اور مل کر کریں۔ نہ کوئی بے کار ہو نہ نکما، ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو، جس بھی کام کو کرو خوش اسلوبی سے کرو، محنت سے کرو یہاں تک کہ پسینہ پسینہ ہو جاؤ اور پسینہ ہی اہلِ فن کی زکوٰۃ ہے۔

امیر طبقے کا نوجوان کوئی کام نہیں کرتا، کام سے نفرت کرتا ہے، راحت و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ کام کرنا مزدوروں کا کام ہے، امیروں کا نہیں۔ اُمرا دنیا میں کام کرنے نہیں، عیش و عشرت کرنے آئے ہیں، شب و روز ایک ہی دُھن میں گزار دیتا ہے۔

اللہ کرے ہم بیدار ہوں اور ہمارے نوجوان کے ذہن میں وقت کی وقعت کا احساس پیدا ہو۔ آمین!

الحمدللحیّ القیوم

۹۹۸ سب آدمی نہ لیفٹیننٹ بن سکتے ہیں نہ ڈپٹی ہر کام اپنی جگہ ایک کام ہے جو بھی کام ملے، دیانت و محبت سے کرو۔

الحمدللحیّ القیوم

۹۹۹ یہ خبر میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے "معجزۂ فیضی" میں اپنے کانوں سے سنی اور بچپن میں مجھے سنائی کہ:

"جزائر فجی کے عقب میں ایک گمنام جزیرہ "کورل آئی لینڈ" ہے۔ عیسائی مشنری کے مبلغ وہاں تک جا پہنچے، آج سے پچاس سال پہلے وہاں کے باشندے آدم خور تھے، چنانچہ انہوں نے مشنری کے مبلغین کو بھون کر کھالیا۔ جب اس المناک سانحہ کی خبر پوپ کو پہنچی تو وہ سن کر بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا کہ :

"اب اس قوم میں عیسائیت پھیلانا کوئی مشکل کام نہیں، مشنری کے مبلغوں کا گوشت اور خون اب اس قوم کے رگ و ریشے میں رچ گیا ہے۔"

اسلام عالمگیر تبلیغ کا داعی ہے "کورل آئی لینڈ" تک تو ہم نے کیا جانا تھا اپنے ضلع کی ایک منڈی تک بھی نہ پہنچے۔

ایک تبلیغی جماعت ایک منڈی میں اللہ کا پیغام لے کر بندوں تک پہنچی، گلی کوچوں میں لوگوں سے خطاب کیا کہ لوگو! اللہ سے ڈرو، اللہ کی طرف رجوع کرو، یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شے ناپائیدار فانی اور چند روز کی مہمان ہے، جن کاموں کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے کرو۔ اور جن بُری باتوں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے باز رہو"

یہ جھوکا دینے کے بعد جب وہ مسجد میں داخل ہوئی، اللہ ان کا بھلا کرے مولانا صاحب نے دیکھتے ہی آنکھیں پھیر لیں، جیسے کہ دیکھا ہی نہیں اور پھر بات بات پر ٹوکنا شروع کر دیا کبھی کہتے تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیوں آئے ہو؟ یہاں آنے کا کیا مطلب؟ کیا راستے میں کوئی اور جگہ نہ ملی؟ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں کسی عیسائی سے ملو۔ انہیں دین کی دعوت دو۔ میری مسجد میں تم بالکل نہیں بول سکتے، خبردار! اگر تقریر کی، جھگڑا ہو جائے گا۔"

یہ سُن کر وہ خاموش رہے، نہایت ہی نرمی سے عرض کرنے لگے کہ ہم مسافر ہیں۔

اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اپنے اپنے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں۔ جو باتیں ہمیں آتی ہیں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ کسی سے بھی، اور کوئی اجرت و عوضانہ نہیں لیتے ؛ اللہ کے دین کو اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے لیے جتنی توفیق اللہ بخشتا ہے کوشش کرتے ہیں"

لیکن ان کا دل کسی بھی طرح نہ پسیجا۔ اپنی ہٹ پہ ڈٹے رہے۔ ایک مدت انتظار کے بعد وہ واپس لوٹے، مولوی صاحب کو سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کی اس بے رخی سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ البتہ اللہ کا دین اس اخلاق سے ضرور نالاں ہے ہم نے کونسا یہاں رہنا تھا، صرف چند منٹ رہنا تھا، کیا ہی اچھا ہوتا جب ہم یہاں سے جاتے آپ کے اخلاق کی ایک یاد لے کر جاتے نہ کہ شکوہ !

الحمد للہ الحی القیوم

۱۰۰۔ دین کی تبلیغ ایک سیلاب کی طرح ہوتی ہے اور دریا کے سیلاب کو کوئی بند کبھی روک نہیں سکتا سیلاب ہر بند کو بہالے جاتا ہے۔ اللہ کے دین کی تبلیغ کو کبھی کوئی روک نہیں سکتا البتہ تبلیغ ہر روک کو روک دیتی ہے۔

استودع اللہ دینک و امانتک وخواتیم عملک و

اقرأ علیک السلام

الحمد للہ الحی القیوم

○

میرے مولائے کریم رؤوف الرحیم کی امت کے نونہالو !

کیا تم میں کوئی ایسا بھی ماں کا لال ہے جو ملتِ مصطفویہ کو تر و تازگی پہنچانے کے لیے یعنی دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام سنانے کے لیے اپنا وقت پیش کرے۔ جس کی اللہ کے سوا کوئی اور

غرض وغایت نہ ہو بجز اللہ پر شکوہ نہ کرے، جس بھی حال میں اللہ رکھے راضی رہے۔

نوجوانو! ملت کی پکار کو سنو۔ ملت تمہیں پکار رہی ہے۔ میری جڑیں خشک ہو چلیں

میرے برگ و بار کملا چلے کوئی مجھے سینچے۔

کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو ملت کو زندہ و قائم رکھنے کے لیے اپنی زندگی پیش کرے۔ اگر نہیں پھر تمہاری زندگی کوڑی بھر قیمت کی نہیں۔

ملت امن وسلامتی کا اصطلاحی نام ہے اور امن وسلامتی کو قائم رکھنے ہی کے لیے اللہ نے بندے کو دنیا میں بھیجا ورنہ بندگی کے لیے پیچھے پیچھے پر فرشتے موجود ہیں۔

ملت کو جب بھی کسی نے للکارا۔ ملت نے نوجوانوں کو پکارا اور وہ تیر وتفنگ سے نہیں، امن وسلامتی کے چار معروف ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر میدان عمل میں نکلے اور بازی لے گئے۔ کسی بھی میدان میں کبھی نہ ہرے۔

وہ چار ہتھیار یہ ہیں،

صداقت

عدالت

امانت اور

شجاعت

اے میرے نوجوان!

ان ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر تو جس بھی میدان میں نکلے گا جیتے گا۔ کوئی طاغوتی طاقت ان میں سے کسی بھی خصلت پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ یہ خصائل قوموں کی زندگی، اقبال وعروج کے ضامن ہیں۔ انسانیت جب ان خصائل کو اپناتی ہے اسی وقت اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے۔ جب بھی کسی قوم نے دنیا میں ترقی کی

ان خصائل ہی کی بدولت تھی۔ اور یہ خصائل تیری میراث تھے تو نے ہی دنیا کو ان کا درس دیا، دنیا جاگ اٹھی، تو سو گیا، ایسی نیند سویا کہ کسی بھی آواز پر نہیں چونکتا۔

اے اولو سونے والے نوجوانِ مسلم!

تیرے کردار کی داستانیں جنہیں تو بھول بیٹھا ہے اب تک تو مسلم کو یاد ہیں، تیری جرأت دلیری کی کوئی مثال کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی۔ بیدار ہو، سامنے آ، میدانِ عمل میں اُتر۔

ملت کو تمہاری ضرورت ہے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

○

۱۰۰۱　زہر صرف کڑوا ہوتا ہے اور مہلک لیکن غم زہر سے کہیں کڑوا اور موت سے بھی مہلک ہوتا ہے۔ غم کا دھواں کا سبب سینے میں اٹھتا ہے دل کا دیا بجھ جاتا ہے، چاروں طرف اندھیرا چھا جاتا ہے، جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی شے اچھی نہیں لگتی، کسی بھی کام میں جی نہیں لگتا یہاں تک کہ جینے کو بھی جی نہیں چاہتا۔

گناہ سے غم اور طاعت سے راحت ہوتی ہے۔ توبہ و طاعت سے اللہ غم سے نجات بخش دیتا ہے۔ جتنا بڑا گناہ، اتنا بڑا غم اور جتنی بڑی طاعت اتنی ہی بڑی رحمت نازل ہوتی ہے۔ راحت و غم بندے کی اپنی ہی نیکی و بدی کا بدلہ ہوتے ہیں۔ غم تازیانۂ عبرت اور اصلاح کا موجب ہوتا ہے فقیر کے سوا کسی اور نے غم کو اللہ کی رحمت نہیں سمجھا اور نہ ہی کسی نے غم پر شکر کیا حالاں کہ ہر غم اپنے اندر ایک رحمت لیے ہوتا ہے۔ غم نفس کی گوشمالی اور راحت خوشحالی ہے۔ اللہ کسی کو غم میں

کبھی مبتلا نہ کرے۔ آمین!

محزون و مغموم یہ کلمات پڑھے۔ ان کی برکت سے ہر قسم کے ہم و غم سے نجات نصیب ہو۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعَزِیْز

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

"پاک ہے اللہ بزرگی والا"

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

"اے زندۂ جاوید! اے قائم رہنے والے"

(ابو ہریرہؓ، ترمذیؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا بردبار۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرش

الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

عظمت والے کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور مالک ہے

الْکَرِیْمِ

بزرگی والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ، بخاریؒ و مسلمؒ)

یا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا بردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عظمت

الْعَظِیْمِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

والے عرش کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمان کا اور مالک ہے بزرگی والے

الْكَرِيْمِ۔

عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ عظمت والا، بردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

اور زمین کا۔ اور پروردگار ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار بزرگی والا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عظمت

الْعَظِيْمِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ

والے عرش کا۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

اور مالک ہے بزرگی والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ۔

کوئی معبود نہیں مگر اللہ، بردبار، عظمت والا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرش عظیم کا۔

(ابن عباسؓ / ابو داؤدؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بہت جاننے والا بردبار، کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے عرش عظیم کا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور مالک ہے بزرگی والے

الْکَرِیْمِ ؕ

عرش کا۔

(ابن عباسؓ / بخاریؒ)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَبَارَکَ اللّٰہُ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار، بزرگی والا۔ پاک ہے اللہ اور بڑی برکت والا ہے اللہ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

جو مالک ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن عباسؓ / ابن ابی شیبہؒ / علی المرتضیٰؓ / نسائیؒ / حاکمؒ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(علی المرتضیٰؓ / نسائیؒ / حاکمؒ / ابن حبانؒ / حصن حصین)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار بزرگی والا۔　پاک ہے اللہ جو مالک ہے سات

السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔

آسمانوں کا، اور مالک ہے عظمت والے عرش کا۔

(ابن ابی عاصمؒ / حصن حصین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (حصن حصین)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ عِبَادِکَ

اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں تیری تیرے بندوں کے شر سے۔

(حصن حصین)

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

کافی ہے ہمیں اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز

(ابن عباسؓ / بخاریؒ / ترمذیؒ / نسائیؒ / حصن حصین)

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

کافی ہے مجھے اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز

(ابن عباسؓ / بخاریؒ / حصن حصین)

اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی چیز کو

(ابو داؤدؒ / نسائیؒ / ابن ماجہؒ / ابن ابی شیبہؒ)

اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی چیز کو

(اسماء بنت عمیسؓ / طبرانیؒ / حصن حصین)

اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ۔ اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

اللہ اللہ میرا رب ہے نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی شے کو۔ اللہ اللہ میرا رب ہے

نہیں شریک ٹھیراتا ہوں میں اس کے ساتھ کسی شے کو (عائشہ صدیقہؓ / ابن عباسؓ / حصن حصین)

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

بھروسہ کیا میں نے اس زندہ پر جو کبھی نہیں مرے گا اور تعریف سب اس اللہ ہی کے لیے ہے

وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ

جس کی کوئی اولاد نہیں اور نہیں ہے اس کا کوئی شریک بادشاہی میں اور نہیں اس کا کوئی مددگار کمزور

الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

، ہونے کی وجہ سے اور بڑائی بیان کرتے رہو اس کی خوب بڑائی۔

(ابو ہریرہؓ/حاکم/حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ

اے اللہ! تیری ہی رحمت کی امید رکھتا ہوں پس نہ حوالے کر مجھے میرے نفس کے لحہ بھر

وَاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ

کے لیے بھی اور درست فرما میرے تمام کام "

(ابی بکرہؓ الثقفیؓ/ابوداؤد/ابن حبانؒ/ابن ابی شیبہؒ/

ابن سنیؒ/حصن حصین)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے،

(ابی بکرہؓ الثقفیؓ/ابوداؤدؒ/ابن حبانؒ/ابن ابی شیبہؒ/

ابن سنیؒ/حصن حصین)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے زندہ، اے قائم رکھنے والے تیری ہی رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

(ابن مسعودؓ/حاکمؒ/ابن سنیؒ/حصن حصین)

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (فِي السَّجْدَةِ مِرَارًا)

اے زندہ اے قائم رکھنے والے (سجدہ میں بار بار)

(علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ/ نسائی/ حاکم/ حصن حصین)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط

کوئی معبود نہیں مگر تو ، پاک ہے تو ، بے شک میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

(سعد بن ابی وقاص/ ترمذی/ نسائی/ عثمان بن عفان/ حاکم/ حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور بیٹا ہوں تیرے بندے کا اور بیٹا تیری بندی کا میری چوٹی تیرے

مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ

ہاتھ میں ہے، جاری ہے میرے اوپر تیرا حکم، عین عدل ہے میرے متعلق تیرا فیصلہ میں تجھ سے درخواست

هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ

کرتا ہوں تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم فرمایا یا تو نے نازل فرمایا اسے اپنی

عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ

کتاب میں یا تعلیم دی تو نے اس کی کسی کو اپنی مخلوق میں سے یا خاص کر کے رکھ لیا تو نے اس کو خزانہ غیب میں

عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ بَصَرِيْ

اپنے پاس کہ بنا دیجے تو قرآن بزرگی والے کو بہار میرے دل کی اور نور میری آنکھ کا اور

وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذَهَابَ هَمِّيْ

ازالہ میرے غم کا اور دور کرنے والا میری تشویش کا۔

(ابن مسعودؓ/ ابن حبان/ احمد/ حاکم/ بزار/ ابویعلیٰ/ ابن ابی شیبہ/ طبرانی/ حصن حصین)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

کوئی تدبیر اور کوئی طاقت کارگر نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد سے "

(ابن عمرؓ / حاکم / حصن حصین)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (ہر بار)

بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے (بار بار)

(ابن عباسؓ / ابو داؤد)

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا

کافی ہے ہمیں اللہ اور بہتر ہے وہ کارساز اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہم نے۔

(ابی سعید خدریؓ / ترمذی)

۱۰۰۲ محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ایک ناگزیر مقام ہے۔ ایک آدمی کسی کی محبت کا دعویدار ہے وہ اسے حکم دیتا ہے فلاں کام کہ وہ نہیں کرتا، پھر کہتا ہے فلاں کام مت کرو وہ اسے کرتا ہے گویا جس کام کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے نہیں کرتا لیکن جس سے روکتا ہے کرتا ہے۔ یہ محبت نہیں زبانی جمع خرچ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۳ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلوان نہیں ہوتا، رفتہ رفتہ ہوتا ہے۔ جب پیدا ہوتا ہے گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے کسی چیز کا کوئی علم نہیں رکھتا۔ نہ ہی کسی حرکت پہ کوئی قدرت رکھتا ہے۔ جسم پر بیٹھی مکھی تک نہیں اڑا سکتا پھر اللہ قوت دیتا ہے، حرکت کرنے لگتا ہے، اپنا پہلو آپ بدل لیتا ہے، حرکت بعد بیٹھنے لگتا ہے پھر کھڑا ہونے حتیٰ کہ چلنے لگتا ہے۔ اسی طرح بابا سے بولنا شروع کر کے ایک دن عالم و فاضل بن جاتا ہے۔

بازیچۂ اطفال سے گزر کر جب شباب کی وادی میں قدم رکھتا ہے، سرکش ہو جاتا ہے۔ اپنے رب

کی نافرمانی کرنے لگتا ہے ، کسی حکم کو نہیں مانتا، بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ جس اللہ رب العلمین نے اسے پانی کے ایک ناچیز قطرے سے مخلوق کیا ہوتا ہے۔ اس کی ذاتِ اقدس میں شک کرنے لگتا ہے اور اپنی راہ کھو بیٹھتا ہے ، گمراہ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۔ اٰمین

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۴ گزرا ہوا سانس کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح ہوتا ہے پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔ جو سانس گزر گیا، گزر گیا۔ پھر کب اس نے واپس آنا ہے۔ نیکی کر۔ ہر مقبول نیکی باقیات الصالحات میں سے ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۵ مبالغہ اور ہجو دونوں مذموم ہیں۔ نہ مبالغہ کر، نہ ہجو۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۶ صبر سے رحمت کا انتظار کر۔ جو چیز تیرے لیے ہے، تیرے ہی لیے ہے اور دیر حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۷ کچی کتائی، بنی بنائی، سلی سلائی اور دھلی دھلائی چادر مل تو سکتی ہے لیکن لینے والے کو اس کی اتنی قدر نہیں ہوتی جتنی کہ محنت سے بنائی ہوئی چادر کی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۸ اللہ سے قریب اور کوئی قریب نہیں اور نہ ہی اللہ سے قوی اور کوئی قوی ہے۔ اللہ حاظر و ناظر قوی العزیز اور ہر کسی کا ہر معاملے میں وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۰۹ یہ کتاب اپنے اور آپ کے پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہے، بیچنے کے لیے نہیں، جس کے حضور میں بکنا تھا، بک چکی۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۰ جو دنیا دین کی آڑ میں کمائی جاتی ہے کسی کام نہیں آتی، یونہی چلی جاتی ہے۔ دین کی آڑ میں دین کے سوا کچھ اور نہ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۱ حاسد اپنے ہی اندر کی چنگاری سے اپنی ہی نیکیوں کے خرمن کو جلا کر بھسم کیا کرتا ہے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اور یہ بڑے ہی خسارے کی تجارت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

حسد نیکیوں کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۲ نقص مت نکال، ردمت کر۔ ہر شے کمالِ حکمت سے بنائی گئی ہے، کوئی بھی شے فضول نہیں، کوئے کاگر اُمہر اپنے جیسے تم کسی بھی کام کا نہیں سمجھتے ایک مہلک مرض کا علاج ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۳ کام زندگی کا حاصل ہے۔ ہر کسی کو کام ہی کی بدولت اعزاز اور کام ہی کے عوض انعام و اکرام عطا ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۴ شہادت کام ہی کے انعام کا اصطلاحی نام ہے۔ انسانی زندگی کی جو جدوجہد اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے اس پر اللہ جسے سب سے بہتر انعام عنایت فرمایا کرتے ہیں، وہ شہادت ہے۔

اللہ ہماری زندگی کی جدوجہد کو شہادت پہ ختم کرے۔ آمین

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۵ باغ میں صرف ایک ہی بوٹا نہیں ہوتا، ہزار پھول ہوتے ہیں اور قسم قسم کے ہوتے ہیں۔ کوئی پھولدار کوئی پھل دار، کوئی سایہ دار اور کوئی کانٹے دار۔ سب کے سب ضروری اور باغ کی زینت کو دوبالا کرنے والے ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۶ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اور جو کچھ بھی پڑھتے ہیں حکم ہی کے تحت کرتے اور پڑھتے ہیں، اجر و ثواب سے بالا اور بے نیاز ہو کر۔ حکم ملا اِقۡرَاۡ پڑھو! بس پڑھ رہے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۷ حکم کو حکم جان کر مان اجر و ثواب کی پروا مت کر۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۸ اگر گنہگار غیرت مند ہو تو شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے، سجدے سے سر نہ اٹھائے اور اپنے مولائے کریم کی ستاری و غفاری پہ قربان ہو جائے۔ بندوں کی پردہ پوشی تیری بڑی ہی بندہ پروری ہے۔ یا ستار! یا غفار! یا حلیم! یا کریم!

سُبۡحَانَ السَّتَّارِ الۡعُیُوۡبِ

سُبۡحَانَ الۡغَفَّارِ الذُّنُوۡبِ

اَللّٰهُمَّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ الۡحَلِيۡمُ الۡكَرِيۡمُ تَبَارَكۡتَ سُبۡحَانَ

رَبِّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ

یہ دعا کیا کر پھر اگر تجھ پہ چیونٹیوں کی تعداد کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو ان کو بخش دیا جائے گا۔ (کنز العمال شمار ۳۹۳۴)

الحمد للحی القیوم

۱۰۱۹ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ اپنے کنبے کے ہر فرد کی پردہ پوشی فرماتا ہے، کسی بھی گناہ پہ فوراً پکڑتا نہیں ڈھیل دیتا ہے، مہلت دیتا ہے، توبہ کو پسند کرتا ہے، توبہ کی توفیق دیتا ہے، توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۲۰ بندے بندوں سے درگزر نہیں کرتے اور نہ ہی پردہ پوشی کرتے ہیں حالاں کہ ان کا رب ان سے درگزر کرتا ہے اور سب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور پھر وہ اسے چھپائے تو اس کا ثواب اس شخص کے برابر ہو گا جس نے کہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچایا۔"

(احمد، ترمذی عن عقبہ بن عامرؓ)

الحمدللحی القیوم

۱۰۲۱ حق کبھی ناحق نہیں کہتا اور کبھی ناحق نہیں کرتا۔ باطل حق کی ضد ہے۔ باطل ازل سے ابد تک حق کا مخالف ہے۔ حق موافقت کرتا ہے، باطل مخالفت۔

ہر کسی کے لیے ایک شیوہ ہوتا ہے۔ حق کا شیوہ ہر کسی سے موافقت اور باطل کا شیوہ ہر کسی کی مخالفت ہے۔

ہر کوئی کرامت کا طالب ہے، اطاعت واتباع کا نہیں۔

جس طرح ہر شے وہی ہو یا بالائی، مکھن ہو یا گھی اور لسی، دودھ ہی سے بنتی ہے اسی طرح طریقت کے جملہ مقامات دین ہی پہ استقامت کے مختلف نام ہیں۔ ہر شے کی بنیاد دین ہے اور دین سے باہر کوئی شے نہیں۔ دین کی بنیاد ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت و خیر خواہی پہ استوار ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۲۲ شہرت کوئی چیز نہیں۔ گمنامی میں سلامتی ہے۔ شہرت میں آفت اور ملامت میں سلامتی ہے۔
ملامت گناہوں کو مٹاتی اور درجات کو بڑھاتی ہے۔
خزانہ جب تک چھپا رہتا ہے، محفوظ رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۳ ہم اپنے لیے دین پسند کرتے ہیں اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت اور غیر عوامی پسند کرتے ہیں
سادگی پسند کرتے ہیں، ذکر پسند کرتے ہیں اور فکر پسند کرتے ہیں۔ اللہ کے لیے جینا اور اللہ
ہی کے لیے مرنا پسند کرتے ہیں اور یہی آپ کے لیے۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ
(ایک سوال کے جواب میں)

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۴ آپ جو بھی چاہیں کہیں۔ ہم آپ کے خیر خواہ، دعاگو، خادم ہیں۔ ماشاءاللہ کسی کمال کے دعویدار
نہیں۔ ہر صفت اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔
اللہ ہم سب کو سیدھی راہ پہ اور اپنے مقام ہی پر رکھے اسی میں سلامتی ہے۔
یوں دعا کریں؛

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ

اٰمین

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۵ دین کی راہ میں جو بھی مصیبت آتی ہے، اپنی آغوش میں ایک رحمت لے کر آتی ہے اور وہ رحمت
فقر کی عزت کا موجب ہوتی ہے

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۶ نیکی کے میدان میں نیک بن کر اتر۔ نیکی کا مظاہرہ کرتا ہوا نیکی کے میدان میں گم ہو جا۔ کسی کی گئی

خصلت تیری کسی خصلت سے کبھی عمدہ نہ ہو یا تیری کوئی خصلت کسی کی کسی خصلت سے کبھی کم نہ ہو۔
نیکی کے میدان میں تجھے کوئی پچھاڑ نہ سکے۔ پھر یہ زندگی قابلِ رشک ہے۔ نیکی کے میدان میں نیکی کا علم بلند کر۔ نیکی کے جھنڈے کو کبھی گرنے نہ دے۔ کسی کی کوئی برائی تجھے نیکی سے کبھی روک نہ سکے۔
جب تو نے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا، جہادِ زندگی میں کامیاب ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۷ احسان کے میدان میں احسان کر۔ ہر کسی سے کر، بلاتمیز اور بلامعاوضہ، ہر کسی سے ہر معاملہ میں احسان کر۔ احسان کا کوئی بدلہ نہیں مگر احسان۔
جو تو کرتا ہے، اللہ دیکھتا ہے، کسی اور کو دکھانے کی ضرورت ہی نہیں جس کے لیے تو کرتا ہے وہ دیکھ رہا ہے اور وہ کافی ہے
احسان کر اگرچہ احسان کا بدلہ احسان ہے پھر بھی بدلے سے بے نیاز ہو کر کر۔ بے شک احسان اللہ کو پسند ہے اور احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۸ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے"
پھر فرمایا:
"تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے"
مخلوق سے مراد ہر قسم کی مخلوق ہے جن ہو یا انسان، ورند ہو یا خزند، چرند ہو یا پرند، مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا بد۔ مخلوق میں سے ہے۔
جو درجہ و قبولیت بیمار کی بے لوث خدمت کا ہے، کسی اور کا نہیں گویا مخلوق کی خدمت میں بیمار کی خدمت کا پہلا نمبر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۲۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو گویا جنت کے پھل توڑتا جاتا ہے (یا یہ کہ جنت کے راستے پر چل رہا ہے) جب جاکر بیٹھ جاتا ہے تو اس کو رحمت چھپا لیتی ہے ۔ اگر یہ شام کا وقت ہے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اگر صبح کا وقت ہوتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ۔"

(علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ/ ابن ماجہ شریف ۱۰۴)

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۳۰ جب کوئی کسی کے کنبے کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی احسان کرتا ہے ۔ کنبے کا مالک اگرچہ کوئی ہو ضرور خوش ہوتا ہے ، اپنے محسن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے ، کیا اللہ اپنے کنبے کی بیمار و نادار مخلوق پر احسان کرنے والوں پر خوش نہ ہوگا ؟ بے شک اللہ سب قدر دانوں سے بڑھ کر قدر دان ہے ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۳۱ اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت ۔ ماشاءاللہ ، انسانیت کی سب سے بڑی تعظیم ہے اور کسی کی کوئی عبادت اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی خدمت کے اجر و ثواب کو نہیں پا سکتی

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۳۲ جس ہسپتال میں اللہ کی بیمار و نادار مخلوق ہر وقت ۔ ہر حال میں بلا جھجک داخل ہو کر طبی امداد لے سکے دنیا بھر کے ہسپتالوں میں اوّل درجہ رکھتا ہے اگرچہ کسی جھونپڑے یا بے پہوا اور ادویات کسی ٹاٹ کے ٹکڑے پر پڑی ہوں ۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۰۳۳ ہسپتال کی مقبولیت عمارت و ادویات پہ نہیں بیمار کی بے لوث خدمت اور غیر امتیازی سلوک پہ مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۳۴ یا اللہ! ہماری نیت تیری بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت سے کوئی اور غرض و غایت نہیں اور ہم اس عزم و عہد پہ اس ہسپتال کی بنیاد رکھتے ہیں کہ ہم بیمار و نادار کی بے لوث خدمت کریں گے اور جب بھی کوئی چاہے اور جس بھی حال میں ہو، طبی امداد حاصل کر سکے

الحمد للحی القیوم

۱۰۳۵ قدیم زمانے میں موجودہ طبی آلات و ادویات نہ تھیں جڑی بوٹیوں سے بیماروں کا علاج کیا جاتا، اللہ ہمیں بھی اسی راہ پہ چلنے کی توفیق بخشے ؛

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْن

الحمد للحی القیوم

۱۰۳۶ بیماروں بے چاروں سے اجرت و عوضانہ لے کر ذاتی آسائش و استراحت کے اسباب بنانا مردانیت کی شان کے شایاں نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْن

الحمد للحی القیوم

۱۰۳۷ جگہ جگہ ہسپتال اور طبی امدادی ادارے قائم ہیں ایک ایسا بھی ہو جو صرف تیرے لیے تیری بیمار و نادار مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو، کسی سے اجرت و عوضانہ نہ لے اور تو اس کا کفیل ہو۔

یاحیّ یاقیّوم۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳۹ شہر میں ہر کسی کو طبی سہولتیں حاصل ہیں، دیہات میں نہیں۔ دیہات میں عموماً بیمار لاعلاج ہی مرتے ہیں۔ غریب بے چارہ شہر میں علاج کے لیے نہیں جا سکتا۔ اس کے پاس ریل کا کرایہ تک نہیں۔ معائنہ و علاج کی فیس ادا نہیں کر سکتا۔ ہسپتال میں رہنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ دیہات کا موجودہ ڈاکٹر نہ صحیح تشخیص کر سکتا ہے نہ علاج۔

یہ ہسپتال تیری غریب و بیمار و نادار مخلوق کا دار الامان ہو اور اس کا مدعا تیری مخلوق کی خدمت ہو نہ کہ اپنی خدمت۔

یہ دار الحکمت دار الشفا ہو، جو بیمار بھی آئے، تیرے فضل و کرم سے صحت یاب ہو کر جائے۔

یاحیّ یاقیّوم۔ آمین

یاحیّ یاقیّوم

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ: یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْعَلِیِّ الْوَهَّابُ!

یا اللہ! ہم تیرے ہی توکل پر، اور اس عزم و عہد پر اس دار الحکمت کی بنیاد رکھتے ہیں کہ تیری ہر بیمار و نادار مخلوق کی بے لوث خدمت کریں گے اور کسی سے بھی کوئی اجرت و معاوضہ نہیں لیں گے

یہ کسی کے بھی ضمیر وادراک میں نہیں آسکتا کہ اتنا بڑا ہسپتال کیونکر چلے گا؛ البتہ ہمیں یہ حق الیقین ہے کہ جب بھی کام تیری مخلوق کی صلاح وفلاح کے لیے اور صرف تیرے لیے جاری کیا جاتا ہے تو ہی اس کا وکیل وکفیل ہوتا ہے۔

انگریزی دوائیں نہ مل سکیں تو کلونجی سے اور اگر کلونجی بھی نہ مل سکی تو دعاؤں سے کام چلائیں گے اِنْ شَاءَ اللّٰہ۔

غریب سے کوئی فیس نہ لیں گے، بلکہ علاج کریں گے۔ صاحبِ استعداد اپنی خوشی سے گر کچھ دے گا ہسپتال ہی کو دے گا۔ گویا ہسپتال کی کمائی ہسپتال ہی کے لیے ہوگی، کسی کے بھی ذاتی تصرف میں نہیں لائی جاسکتی۔ ہمارے پاس خدمت کے سوا کوئی اور شے نہیں اور تیرے پاس ہر شے ہے تو ہمیں حکمت بخش تاکہ ہم تیری مخلوق کی صحیح خدمت کر سکیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْن

بالآخر تو ہی اپنے اس دار الحکمت کی بنیاد رکھوا رہا ہے اور تو ہی اس کا وکیل وکفیل ہے اس کا ہر معاملہ تیرے ہی حوالے ہے۔ ہمارے پاس خدمت کے سوا کوئی اور شے نہیں۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ : اٰمِیْن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ : اٰمِیْن

طبِ نبوی اور یہ کتاب دار الشفا اس "دار الحکمت" کی ٹیکسٹ بک مقبول ہو!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ : اٰمِیْن

دار الحکمت کے در داخلہ پہ یہ کندہ ہو:

اس دارالحکمت میں ہر کوئی، ہر وقت، جب بھی کوئی چاہے اور جس بھی حال میں ہو، بلا فیس و اُجرت و معاوضہ داخل ہو کر طبی امداد حاصل کر سکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۳۹ اللہ کی بیمار مخلوق کی بے لوث خدمت بہترین عبادت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۰ مطب کی مقبولیت عمارت و آلات و ادویات پہ نہیں، بیمار کی بے لوث خدمت اور غیر امتیازی سلوک پہ مبنی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۱ مطب کا مدعا شفا ہے آلات و ادویات نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۲ بیمار آپ کا محسن ہے، اپنے محسن کا استقبال کر۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۳ بیمار اللہ کا مہمان ہے، اللہ کے مہمان کی خدمت و مدارات کر۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۴ بیمار مضطر ہے اور مضطر کی دعا اور اللہ کی مقبولیت کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۵ ہم ہر بیمار و نادار مخلوق کی ہر خدمت کا اللہ ہی کے لیے بلا اُجرت و معاوضہ اور بلا تمیز اعلیٰ و ادنیٰ عزم صمیم رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہماری تمام مساعی اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی خدمت میں صرف ہوں۔ یا حی یا قیوم! آمین۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۶ حضرت غوث الاعظم، محبوبِ سبحانی محی الدین جیلانیؒ ہیں اور محی الدین کی کوئی بھی شے دین کے منافی نہیں ہوتی۔ محی الدین کی ہر شے قول ہو یا فعل، تحریر ہو یا تقریر، دین ہی کی تائید میں ہوتی ہے

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۷ حدود کی حفاظت بندگی کی اصل ہے ورنہ اگر حدود محفوظ نہیں، کوئی بندگی بندگی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۸ صالحیت شیخیت کی بنیاد ہے اور شیخیت کی عمارت صالحیت ہی کی بنیادوں پہ استوار ہوا کرتی ہے محض علمیت پہ نہیں۔

صالحیت ختم، ہر شے ختم

الحمد للحی القیوم

۱۰۴۹ بندے کے پاس سلام کو جا اور اللہ کے پاس کام کو۔ بے شک اللہ ہی جمیع امور کے قاضی الامور ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۵۰ فقر کوئی چیز نہیں اور کوئی قدرت نہیں رکھتا ہر بلا و وبا سے مجھے میرا اللہ کافی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۵۱ اللہ کے دین کا کوئی امر اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت قابلِ اعتراض نہیں بیتر اگر کوئی کام قابلِ اعتراض نہ ہو۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۵۲ دین کے فضائل و مسائل بیان کر۔ درس کر دین کی طرف مائل کر۔ کسی اختلافی مسائل پہ کچھ مت کہہ۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۵۳ کائنات کی ہر شے اور ہر امر اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اللہ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دیر و تدبیر سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا فرماتا ہے "کُنْ" یعنی "ہوجا" اور وہ چیز اسی وقت اسی طرح ہو جاتی ہے آنکھ جھپکنے جتنی دیر نہیں لگتی۔

مثلاً :

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے گلے میں رسا باندھ کر کنوئیں میں لٹکایا اور جب وہ کنوئیں کے آدھے میں پہنچے تو ایک بھائی نے رسے کو تلوار سے کاٹ دیا تاکہ وہ کنوئیں میں جاگریں۔ رسی جب کٹ گئی تو اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ملا "فوراً یوسف کو کنوئیں میں گرنے سے بچاؤ!" حضرت جبریل علیہ السلام عرشِ عظیم سے اتنی تیزی سے پرواز کرتے ہوئے پہنچے کہ متور کنوئیں کی تہہ تک پہنچتے ہی اور یوسف کو پروں پر سنبھال لیا۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۵۴ ہر مخلوق اور کل مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کی عزت وعظمت والی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام کے سامنے دست بستہ سرنگوں کھڑی ہے۔ ہر مخلوق اللہ کی مخلوق ہے۔ کوئی مخلوق اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی اللہ نے پیدا کی اور اللہ ہی ہر کسی کا رب و مالک و معبود ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۵۵ ذرا اوپر ہو کر دیکھیں، کسی کو بھی اور کوئی قدرت نہیں دی گئی۔ ہر شے کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے۔ اگر مخلوق اپنی مرضی کے مطابق کچھ کرنے پر قادر ہوتی تو پھر رب کیا ہوتا اور بندے کون ہوتے ؟

الحمدللحی القیوم

۱۰۵۶ دنیا و آخرت کا مشکل ترین مقام "ضیق" ہے اور ضیق کی مثال یوں ہے جیسے کسی زندہ شخص

کو در دیواروں کے درمیان جو ایک دوسرے سے دو بالشت دور اور آگے سے ملی ہوئی ہوں گاڑ دیا جائے جہاں وہ کسی قسم کی کوئی حرکت تک نہ کر سکے۔

الحمد للحی القیوم

۵۷۔ حال دن کی طرح ہوتا ہے بدلتا رہتا ہے، کبھی ایک سا نہیں رہتا۔ حال بدلتے اور دن بدلتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ تنگی کے بعد راحت اور تنگی کے بعد خوشحالی کا دور ضرور آیا کرتا ہے ورنہ کوئی بھی شخص ایک ہی حال میں رہنے کی تاب نہیں لا سکتا۔

نہ کوئی خوشی سدا رہتی ہے، نہ غمی، نہ فراخی کو ہمیشگی ہے، نہ تنگی کو۔ اسی طرح نہ ہمیشہ تندرستی قائم رہتی ہے نہ بیماری سبب کہ یہ حال ہے، کسی بھی حال کی پرواہ مت کر۔ نہ خوشی میں خوش ہو نہ غمی میں مغموم۔ یہ دونوں حالتیں نفس ہی کی حالتیں ہیں۔ ہر حال میں اللہ کا شکر کر اور اللہ کا شکر بے شک اللہ کی رحمت کو کھینچ لاتا ہے، رضا کو راضی کر لیتا ہے اور یہ کامیابی کی حد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۸۔ کسی بھی مصیبت کو اگرچہ کانٹا چبھنے کی ہو، بُرا مت جان! شکوہ مت کر، منہ مت کھول ہر مصیبت کی آغوش میں کم از کم چار چیزیں تو ضرور ہوتی ہیں۔

بخشش ہوتی ہے

راحت ہوتی ہے

رحمت ہوتی ہے، اور

عبرت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۵۹۔ تاریخ کی تمام داستانیں، کردار ہی کی داستانیں ہیں۔ گفتار کی کوئی داستان کسی تاریخ میں نہیں ملتی تو صاحبِ کردار بن نہ کہ صاحبِ گفتار۔ کردار کے سامنے گفتار کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

علم گفتار اور عمل کردار ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۰ ہر کام جو محنت، دیانت اور اخلاص سے کیا جاتا ہے، مقبول ہوتا ہے، کبھی رَد نہیں کیا جاتا اور کام کی قدر دل میں ہوتی ہے۔ زبان سے اگر نہ بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۱ اگر تنقید ناگزیر ہو تو اپنے آپ پر کر، اسی طرح غیبت۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۲ کرامت کوئی چیز نہیں کام پہ استقامت ہی کا اصطلاحی نام ہے۔ کرامت کے خیال تک سے بے نیاز ہو کر کام میں مصروف ہو کر کام کے سوا کسی اور چیز کی کوئی خبر نہ رہے۔ یہ بہترین کرامت ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۳ نامعلوم تیرا یہ دل کیوں صاف نہیں ہوتا اور کیوں شاد نہیں ہوتا حالاں کہ اللہ نے اسے اپنے لیے بنایا ہے اور اپنی ہر شے اس کے لیے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۴ کسی دل کو شاد کر بے شک دل، دل ہی کو شاد کرنے سے شاد ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۵ دل کی دنیا میں جو اہمیت دل نوازی کو ہے، کسی اور عمل کو نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۶ جب تک کوئی اپنی دُھن میں دینی ہو یا دنیوی، ایسے محو نہیں ہوتا جیسے قیس لیلیٰ میں تھا وہ پورا کامیاب نہیں ہوتا

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۶۷ محویت ایک غیر فراموش ذکر ہے۔ قیس کی محویت ہی نے لیلیٰ کی محبت کے ذکر کو بلند کیا ورنہ وہ ایک عورت کے سوا اور کیا تھی لیلیٰ کی داستان حقیقتاً قیس کی محویت ہی کا ذکرِ خیر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۶۸ محویت عجب طاری ہو جاتی ہے۔ مقصود و مطلوب کے سوا کسی اور طرف کوئی التفات نہیں رہتا مطلق نہیں رہتا۔ یا اللہ ہمیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کی اتباع میں محو کر۔ آمین! ہمارے دلوں کی آوارگی ختم ہو۔ آمین۔ تیرا دین ہماری منزل اور ہم اس کے شیدائی ہوں

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اٰمِیْن

الحمد للحی القیوم

۱۰۶۹ ہر نعمت پہ ہر کسی کا شکر کر۔ ہر کمی و کوتاہی پہ، ہر کسی سے، اگرچہ چھوٹا ہو، معافی مانگ، یہی تیرے اللہ کا حکم اور یہی تیرے اللہ کے بندوں کی عادت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۰ مسلمان کسی سے بھی معافی مانگنے سے کبھی نہیں شرماتا۔ معافی مانگنے میں تیرا پہلا نمبر ہو۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۱ ہر تذکرہ خصلت کا تذکرہ ہے شخصیت کا نہیں اور شخصیت کے پس پردہ خصلت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۲ میرے اللہ سے قریب اللہ کوئی قریب نہیں۔ میرے اللہ سے رحمٰن اور کوئی رحمٰن نہیں یہاں تک کہ ماں بھی نہیں۔ میرے اللہ میری ماں سے سو گنے زیادہ رحمٰن ہیں اور میری ماں مجھے کسی بھی بُرے حال میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ مجھ پہ اپنی جان وار دیتی ہے۔ میری صحت و راحت کی خاطر اپنی ہر شے قربان کر دیتی ہے، کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ شب و روز میری ہی بھلائی کے لیے دعائیں

کرتی ہے۔ حالاں کہ ماں بے بس ہے۔ کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی لیکن میرے اللہ ہر شے کے مالک اور ہر شے پہ قادر ہیں پھر یہ کہ میری ماں سے مجھ پہ سوگنا زیادہ مہربان ہیں۔ میں نے اپنے اللہ کو جو میرے قریب تر ہے، اور جس سے قریب اور کوئی قریب نہیں، کبھی نہیں پکارا۔

دیکھا، اس تاجر نے جب اپنے اللہ کو پکارا، پہلی ہی پکار تے آسمان پہ کھلبلی مچادی، خطرے کی گھنٹی بج گئی۔ ہر کوئی حکم کے انتظار میں کھڑا ہو گیا، ہر کوئی سوچنے لگا، نامعلوم! کیا حکم ملنے والا ہے، ابھی تاجر نے جب دوسری بار پکارا تیسرے آسمان کے فرشتے کو حکم ملا فوراً مکروب کی مدد کو پہنچ، چنانچہ ابھی اس نے تیسری بار پکارا ہی تھا یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ کہ وہ فرشتہ نوری تلوار لہراتا ہوا تاجر کے پاس حاضر ہو گیا اور کہا کہ ے! اس سے اپنے دشمن کا سر قلم کر دے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۷۳ تاجر نے جب دیکھا کہ موت سر پہ کھڑی ہے، اب اس سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، تمام عقلیں گم ہو گئیں، ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ میرے اللہ کے سوا کوئی تدبیر یاد نہ رہی۔ سجدے میں گر پڑا۔ کہنے لگا میرے اللہ مجھ کو بچالے اور تو بچالے۔ تیرے سوا تیری قسم! تیرے اس بندے کو اب کوئی دوسرا نہیں بچا سکتا۔

یہ کہنے ہی کی دیر تھی، فوراً بچالیا۔

یَاوَدُوْدُ یَاوَدُوْدُ یَاذَاالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَامُبْدِئُ یَامُعِیْدُ

اے محبت کرنے والے! اے محبت رکھنے والے! اے مالک بزرگی والے عرش کے! اے پہلی بار پیدا

یَافَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَأَ

کرنے والے! اے دوبارہ پیدا کرنے والے! اے کر ڈالنے والے اس چیز کے جس کا ارادہ کرے۔ مانگتا

اَرْکَانَ عَرْشِكَ وَاَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ

ہوں میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے طفیل جس نے بھر دیا ہے تیرے عرش کے ستونوں کو اور مانگتا ہوں

بِهَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِكَ وَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ لَآ

یں تجھ سے تیری اس قدرت کے طفیل، جس سے قدرت رکھتا ہے تو اپنی مخلوق پر اور تیری اس رحمت کے طفیل

اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ط یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ ط یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ

جو حاوی ہے ہر چیز پر کوئی معبود نہیں مگر تو اے فریاد رسی کرنے والے میری فریاد رسی کر اے فریاد رسی کرنے

والے میری فریاد سن، اے فریاد سننے والے سُن لے میری فریاد"

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۴ مکروب جب سبب سے دست بردار ہو کر اپنے رب کی بارگاہِ عالم پناہ میں فریاد رسی کے لیے پکارا کرتا ہے، اُسی وقت فریاد رسی کی جاتی ہے، ذرا بھی دیر نہیں لگتی۔ ہمیں اپنے رب پر اتنا یقین نہیں جتنا کہ سبب پہ ہے۔ رب پہ برائے نام اور سبب پہ حق الیقین ہے اور یہی دہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۵ جس دنیا کے پیچھے ہم مارے مارے پھرتے ہیں، وہ بھی کیا دن تھے کہ دنیا ہمارے پیچھے پھرا کرتی تھی اور ہم اسے کسی بھی صورت قبول کرنے پہ آمادہ نہ ہوتے تھے۔ بے شک یہ دنیا دین کی ضد ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۶ دین دار دنیا کو چھوڑ کر بھولے نہیں سمایا کرتے۔ طریقت کی اَصل ترک ہے۔

ترک لذت، ترکِ راحت، ترکِ زینت اور ترکِ شُہرت

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۷ جو بُرائی تجھے بُری لگے چھوڑ دو۔ دانش ور بے ادبوں ہی سے ادب سیکھا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۷۸ اللہ نے فرمایا:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی

کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔"

ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، اللہ دیکھتا ہے۔ جن نظروں سے تم کسی کی ڈکی کو دیکھو گے، اُنہی نظروں سے تیری کو دیکھا جائے گا، اگرچہ تم کوئی ہو، یہی حق اور یہی تیرے اللہ کا قدیم دستور ہے۔ توبہ کر، معافی مانگ۔ اللہ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ اور رَءُوْفُ الرَّحِیْمٌ ہے۔

الحمد للحی القیوم

1079 کسی پہ کوئی گلہ نہیں ہوتا۔ بندے کو بندے کی کرنی ہی کا پھل ملا کرتا ہے۔ جیسے آج کرے گا کل کو بھرے گا۔

الحمد للحی القیوم

1080 جب تک کوئی اپنے علم پہ عمل نہیں کرتا، نہ دلوں کی دوری ختم ہو سکتی ہے نہ ابحاث اور نہ ہی کوئی حال بدل سکتا ہے۔ ہر کسی کی ہر شے اپنی اپنی جگہ جوں کی توں رہتی ہے۔ عمل سے خودی اور خودی سے مردانگی اور مردانیت زندگی کا جوہر ہے۔

الحمد للحی القیوم

1081 مطب پہ کب رحمت برسا کرتی ہے:

جب کہ نہایت ہی مفلوک الحال، بوسیدہ پیراہن میں ملبوس، بھدے پھٹے پرانے، جیب خالی، دردوں کا مارا اور بے سہارا مریض مطب میں داخل ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی ڈاکٹر ایسے بیمار کا خندہ پیشانی سے اور اللہ ہی کے لیے استقبال کرتا ہے، اُسی وقت مطب پہ اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے ذرا بھی دیر نہیں لگتی اور یہی وطیرہ اگر ہر مریض سے ہو تو اللہ اس مطب کو اگرچہ کچھ بھی نہ ہو۔ اپنی مخلوق کے بے لوث خدمت گزار اداروں میں شمار فرما لیتا ہے۔

وگرنہ کوئی کتنی ہی کوشش کرے

اللہ کے مقبول اداروں میں شمار نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۸۲ ہمارے ہاں ایک قصہ ہے:

ایک اللہ کا بندہ اللہ ہی کے امرسے ایک سڑک کے کنارے زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ ایک رقاصہ کا اس راہ سے گزر ہوا۔ اس کی کوئی نیکی اللہ کے ہاں مقبول ہو چکی ہوگی، اس کا دل پسیجا، وہیں رکی، اس اللہ کے بندے کو اپنی سواری میں بٹھا کر گھر لے آئی، ڈاکٹر کو بلایا، ان کی حالت اچھی نہ تھی، کپڑے بدلے، نہلایا نئی پوشاک پہنائی اور نہایت ہی ادب و احترام سے ان کی تیمارداری میں مصروف ہو گئی۔

اس کا یہ فعل میرے اللہ کو اس قدر پسند آیا کہ اسے ایک جلیل القدر منصب پہ مامور فرمایا۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۸۳ جب اس نے کہا کہ تجھ پہ تو میرا سایہ ہے اور تجھ پہ میرے پیا کا، ان پہ ان کی کملی کا اور میرے آقا کی کملی پہ عرشِ عظیم کا سایہ ہے، اُسی وقت وہ ... [illegible]

الحمد للحی القیوم

۱۰۸۴ [illegible] آدمی ... کبھی آدمی کسی حال میں مطمئن نہیں ... [illegible] ... مطمئن ہو ... [illegible]

الحمد للحی القیوم

۱۰۸۵ هُوَ الْمَشْهُوْدُ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ کائنات کی ہر شے میں ہر شے کے خالق و مالک کا نور جلوہ گر ہے

کوئی بھی شے اس سے خالی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۸۶　ہمارے سیرت و کردار اخلاقی میزان میں پورے نہیں اترتے۔ اگر ہم ہر معاملہ میں قرآن و سنت کے پابند ہوتے۔ ہماری زندگی قابلِ رشک ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۸۷　جب "میں" ہوتا ہوں، کچھ بھی نہیں ہوتا میرا ہونا ہی میرے من کی بربادی کا موجب ہے۔ کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا، نہ مُلّا، نہ پیر، نہ صوفی نہ فقیر۔

الحمدللحی القیوم

۱۰۸۸　**اے مخاطب:**

اگر آپ کی جگہ یہ بندہ ہوتا، اور یہ کشف اسے ہوتا، تو کبھی تسلیم نہ کرتا یہ کہہ کر کہ کشف دین کی تائید میں نہیں، کوئی تعمیل نہ کرتا، زندوں کی ہدایت کے لیے زندوں کے پاس جا کر فیض حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر قبر کافی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر معلیّٰ سے بہتر اور کس کی قبر ہو سکتی ہے۔ بندہ اسے ہمزاد ہی کا ایک فریب سمجھ کر انکار کر دیتا؛ نیز یہ کہ مجھ سے کہیں بہتر صاحب پہلے گزر چکے اگر یہ انکشاف ضروری ہوتا، ان کو ہوتا۔ میں اپنے نفس کی حالت سے بیزار ہوں۔ میرا نفس نہ مزکّی ہے، نہ مطمئن۔ اس حال میں اس پہ کسی اسرار کا منکشف ہونا شیطان ہی کا فریب و سراب ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمدللحی القیوم

۱۰۸۹　جسے کمال کی پرواہ نہیں زوال کی بھی نہیں۔ کمال و زوال سے بے نیاز ہو کر اللہ کی راہ میں چل اور یہ کمال کمال ہے۔　　الحمدللحی القیوم

۱۰۹۰ جب اسے خوشی ہوتی ہے اللہ کا شکر نہیں کرتا، باجا بجاتا ہے، خوشی پاکر شکر نہیں کرتا شیطانی کام کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۱

تکمیلِ عرفان :

ہر شے کو خیر ہو یا شر، اللہ کی طرف سے حکمت پر مبنی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنا عرفان کا ابتدائی مقام ہے۔ کھانے کے لیے معمولی کھانا، پہننے کے لیے معمولی لباس اور رہنے کے لیے معمولی گھر کے سوا ہر قسم کے آسائش و استراحت کے مال و اسباب سے کلیتہً منہ موڑ کر اپنے کام میں ہمہ تن و من محو و منہمک رہنا عرفان کا درمیانی مقام ہے اور اپنے کام کے سوا کائنات کی ہر شے کو بھول جانا اور کسی بھی شے سے کوئی دلچسپی نہ رکھنا عرفان کا انتہائی مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۲ شکرِ نعمت، حُسنِ عبادت، راست بازی، قلبِ سلیم اور خُلقِ مستقیم سے انسانیت کا مقام بُلند ہوتا ہے محض عبادات کی بدولت نہیں۔ اور یہی اسباق سلفِ صالحین کی درس گاہوں کا بین الاقوامی، جامع اور مستند نصاب ہوا کرتا تھا جب تک کوئی فاضل مذکورہ اسباق سے فیضیاب ہو کر فارغ التحصیل نہیں ہوتا۔ مقبول الاسلام و دیندار نہیں ہوتا اور نہ ہی دین کو اس سے مطلوبہ تقویت پہنچ سکتی ہے۔ گزرے ہوئے دَور کا صوفی بے شک ان اسباق سے آراستہ و پیراستہ ہو کر دنیا کے میدان میں قدم رکھا کرتا تھا جو بھی دین کے اکھاڑے میں اُترتا، یہی خصلتیں ان کا زادِ راہ ہوتیں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۳ جب اس میں اس کا مالک نہیں ہوتا، اس کا کوئی لاگو نہیں ہوتا۔ اس کی قدر اس ہی کی بدولت ہوتی ہے۔ بندہ دنیا میں بندوں کو دوست بناتا ہے اور مال جمع کرتا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی بندے کا ساتھ نہیں دیتا۔ عمل کے سوا کوئی اور شے اس کے ساتھ نہیں جاتی اور جس عمل نے اس کے ساتھ جانا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۴

احوال القبور:

میں ستر سال دنیا میں رہا، شب و روز دنیا ہی کمانے میں مصروف رہا۔ اگر کوئی مجھے روکتا میں کوئی پرواہ نہ کرتا۔ جس دن سے میں دنیا کو خیر باد کہہ کر یہاں آیا ہوں، میرے اہل و عیال میں سے کوئی بھی میرے پاس کبھی نہیں آیا، نہ ہی کسی نے میری کمائی میں سے کوئی مال میرے لیے خیرات کیا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو دنیا میں وہ کام کرتا جو یہاں کام آتے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۵ اہلِ وفا اپنا معبود بدلا نہیں کرتے، مقصود بدلا نہیں کرتے، محبوب بدلا نہیں کرتے اور مطلوب بدلا نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۶ **قرآن:**

مجید ہے، حکیم ہے، کریم ہے، نور ہے اور قوۃ ہے۔

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سورہ المٓ قلٓ کی برکت و قوۃ سے ایک سو ساٹھ جنگیں فتح کیں اور اسی سورۃ کے عمل کی برکت سے خیبر کا در توڑا۔ اس سورۃ کے عامل کو کوئی جن، کوئی شیطان، کوئی حاسد، کوئی جادوگر، کوئی ظالم اور کوئی بد اندیش کسی بھی قسم کا کوئی

نقصان کبھی نہ پہنچا سکے، ان شاء اللہ؛ اس سورۃ شریف کو گیارہ مرتبہ روز پڑھیں۔ رات کے آخری حصے میں پڑھنا اور وقتوں سے افضل ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۷ جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی، قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصولوں پر چل کر کی۔ ترقی کے تمام اصول قرآن ہی میں ہیں کسی اور کتاب میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۸ جس نے بھی کوئی حکمت آمیز کلمہ کہا، قرآن ہی کے کسی نہ کسی امر کی تائید میں کہا۔ قرآن کریم کل کائنات کی حکمت کا خزینہ ہے۔ اور قرآن کریم سے باہر کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۰۹۹ کامیابی کے تمام اصول قرآن کریم میں ہیں جو بھی دنیا میں کامیاب ہوا یا آئندہ ہوگا۔ قرآن ہی کے مطابق عمل کر کے ہوگا۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۰ ہر قوم نے قرآن ہی کی روشنی میں راہ پائی۔ غیر مسلم قومیں قرآن کے نام کی منکر ہیں، احکام کی منکر نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۱ ہر دین کے احکام، قرآن ہی کے احکام ہیں گو زبان قرآنی نہیں، احکام قرآنی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۲ کوئی بھلائی ایسی نہیں جس کا کہ قرآن کریم میں حکم نہیں دیا گیا اور برائی بھی کوئی ایسی نہیں جس سے کہ منع نہیں کیا گیا۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۳　ہر دین نے ہر خیر و شر قرآن ہی سے نقل کر کے قرآن کے مقابل ایک نیا دین رائج کیا۔ دنیا کی ہر قوم عمل سے قرآن کی متفق اور قول سے غیر متفق ہے اور یہ انکار تعصب کی بنا پر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۴　ہم قرآن کو صرف مانتے ہیں، اس پر عمل نہیں کرتے۔ اغیار اقوام قرآن کو مانتی نہیں، قرآن کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۵　قرآنی احکام سیدھے، سادا، آسان اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔ کوئی مخلوق کسی امر کی انکاری نہیں۔ ہر دل ہر امر کی تائید کرتا ہے، اگرچہ کافر ہو۔ کافر کا انکار قولی ہے فعلی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۶　قرآن کریم اللہ کا کلام ہر کلام کا سردار اور ہر کلام پہ حاوی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت ہر منتر کی نعم البدل ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کسی اور منتر کی ضرورت سمجھنا قرآن کریم کی شان کے سراسر خلاف ہے بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم سے باہر کچھ بہت پڑھ کر بلاشک قرآن پر عمل کی شفا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۷　بندہ جب اللہ کی عبادت کے لیے فارغ ہو کر پورے آداب کے ساتھ کتاب قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہوتا ہے تو ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ضرور ہوتا ہے۔

اول یہ کہ بندے میں بندے کا اظہار ہوتا ہے جیسے کہ

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی

یعنی نہیں وہ بولتا اپنی طرف سے (مگر جو اللہ کہے)

دوم یہ کہ بندے میں اللہ کا وحی جبرئیل امین بولتا ہے جیسے :

یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ

سوم یہ کہ بندے میں اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن پر کہ قرآن کریم نازل ہوا، بولتے ہیں جیسے :

یَا اَیُّھَا النَّاسُ

چہارم یہ کہ بندہ بولتا ہے اور کل کائنات سنتی ہے جیسے :

لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ / تُرْحَمُوْنَ

اور یہ چاروں مقامات اپنی اپنی جگہ ضروری اور مستحسن ہیں۔ مقام اوّل سب سے اعلیٰ وارفع ہے

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۸ صفویہ صمدانیہ کا مطلب یہ ہے :

چنا ہوا، برگزیدہ اور لایحتاج، جو کسی کا بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہ ہو یہاں تک کہ استاد کا بھی اگر کسی وجہ سے استاد نہ مل سکے، محتاج نہ ہو، جو مدرسہ دنیا کے پہنچے ہوئے مدرسوں میں شامل ہوتا ہوتا ہے، اس کی ابتدا اسی طرح ہوتی ہے جیسے کہ ہو رہی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۰۹ مذہبی، قومی اور ملکی تعمیر کے لیے ایک مرکز پہ متحد ہو کر اجتماعی جد وجہد لازم وملزوم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۱۰ تعمیری تنقید اصلاح کی موجب ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۱۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اترتا ہے پروردگار بزرگ وبرتر روزانہ رات کے وقت دنیا کے آسمان پر

جب کہ باقی رہتی ہے آخری تہائی رات، اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کروں، کون ہے جو مغفرت چاہے مجھ سے اور بخش دوں اس کو۔"

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کھولتا ہے اپنے لطف وکرم اور رحمت کے ہاتھوں کو، اور کہتا ہے، کون ہے، جو قرض دے ایسی ذات کو جو نہ تو فقیر ہے اور نہ ظالم اور صبح تک یہی فرماتا رہتا ہے۔"

الحمد للحی القیوم

۱۱۱۲ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ:

"یارب! تو میرا رب وحدہ لا شریک لہ رحمن و رحیم حی القیوم ذوالجلال ارحم الراحمین اکرم الاکرمین احکم الحاکمین قادر المقتدر اور میں تیرے در کا فقیر اور تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ تیری ذات وصفات میں کسی کو بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی شریک نہیں ٹھہراتا، اور نہ ہی تیرے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی معاملہ میں کوئی امید رکھتا ہوں!"

اللہ راضی ہو جاتا ہے۔

الحمد للہ

پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"تیری دنیا کا کوئی منصب اور تیری دنیا کی کوئی بھی چیز تیرے اس بندے کی

نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، تیرے سوا تیرے اس بندے کو کسی بھی شئے سے کوئی دلچسپی نہیں، اس کا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے۔"

اللہ اس پر اسی وقت اپنی رحمت نازل فرما دیتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۱۳ پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"تیرا یہ بندہ ناقص العقل، عاجز و مسکین اور بے بس و بے کس، تیری توفیق کے بغیر کچھ بھی کرنے پر کوئی قدرت نہیں رکھتا، تیرے اس بندے کے تمام معاملات دینی ہوں یا دنیوی، تیرے ہی حوالے ہیں۔ تجھ ہی کو سونپے۔

جب صدقِ دل سے اپنے تمام معاملات اپنے اللہ کے حوالے کر کے اللہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کا مولیٰ بن جاتا ہے، اللہ اس کا وکیل بن جاتا ہے، اور کفیل بن جاتا ہے۔ نصیر بن جاتا ہے اور حفیظ بن جاتا ہے۔ اللہ پھر اپنے اس بندے کو کسی کا بھی اور کسی بھی معاملہ میں محتاج نہیں ہونے دیتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۱۴ پھر جب یہ کہتا ہے کہ:

"یارب! تیرا یہ بندہ تیری ہر مخلوق کا خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، خیر خواہ دعا گو اور بے لوث خادم ہے۔"

اسی وقت اس پر علم و حکمت اور عشق و رقت کا باب کھول دیتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۱۵ بندہ جب رنج و الم کے عالم میں اپنے رب کو پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ "یہ سب اس کے اپنے ہی گناہوں کی شامت ہے۔" پھر سچی اور پکی توبہ کرتا ہے۔ اللہ اسے اسی وقت رنج

الم سے نجات بخش دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

۱۱۱۶ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ :

"اس کا نیکی کرنا اور برائی سے بچنا تیری ہی توفیق سے ہے ورنہ اپنے آپ نہ تو نیکی کرنے پر قدرت رکھتا ہے، نہ برائی سے بچنے پر"

اللہ خوش ہو جاتا ہے، فرماتا ہے :

بے شک میرے بندے نے سچ کہا، بے شک میرا بندہ میرا اطاعت گزار ہوا اور اس نے اپنے تمام معاملات میرے حوالے کیے"

پھر اللہ اس بندے کے گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتے ہیں جیسے کو لاٹھی مارنے سے درخت کے سوکھے ہوئے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

۱۱۱۷ بندہ جب یہ کہتا ہے کہ :

"اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو بھی اس کا شریک نہیں ٹھیراتا"

اسی وقت اس پر تسکین نازل فرما دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

۱۱۱۸ بندہ جب اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :

"میری توبہ، تیرے سوا اس بندے کے گناہوں کو کوئی اور بخش نہیں سکتا"

اللہ خوش ہو جاتا ہے اور کہتا ہے :

"میرے بندے کو پتہ ہے کہ میں اس کا رب ہوں اور یہ بھی پتہ ہے کہ میرے سوا کوئی اور اس کے گناہوں کو بخشنے پر قادر نہیں"

اپنی رحیمی کریمی کے صدقے بندے کے گناہ بخش دیتا ہے۔

الحمدللہ

۱۱۱۹ بندہ جب اپنے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے، اللہ اس کی حاضری قبول فرماتے ہیں یہی سجدہ معراج المؤمنین کے مصداق ہوتا ہے۔

الحمدللہ

۱۱۲۰ جب تک گناہ کے دروازے بند نہیں ہوتے، نیکی کے دروازے نہیں کھلتے، ان دونوں کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲۱ ریت کے ٹیلے پہ لہلہاتا ہوا اللہ، جب اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوا، اور کہا: اے میرے رب ذوالجلال والاکرام!

میں صحرا کا پھول ہوں، مجھے باران رحمت کے سوا کہیں سے بھی پانی کی کوئی امید نہیں، مصنوعی وسائل مجھ تک پانی نہیں پہنچا سکتے، صحرا کی تپش سے میری پتیاں کملائی جارہی ہیں، مرجھائی جارہی ہیں، یارب! مجھ پر رحمت کی بارش برسا! اُسی وقت بارش برسنے لگی۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲۲ جب اس نے کہا کہ:

اس آدمی کے اتنے گناہ ہیں کہ اگر اس نے اپنی زندگی میں اپنے اقوال و افعال پر سچی اور پکی توبہ نہ کی، تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکیں گی۔"

یہ سُن کر وہ فوراً سجدے میں گر پڑا اور وہ توبہ کی، اور ایسی توبہ کی کہ نصوح کو مات

دے گیا۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲۳　جب اس نے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْهَا اَبَدًا ط اٰمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ

مِنْ عَمَلِیْ ط اٰمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ

الرَّحِیْمُ ط اٰمِیْنَ

اللہ نے اپنی رحیمی کریمی کے صدقے اس سے درگزر فرمایا اور بخش دیا۔ بے شک اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرمانے والے اور گناہوں کو اگرچہ وہ کتنے ہوں، بخشنے پہ قادر ہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲۴　کیڑا چھ ماہ میں گندم کے ایک دانے کا نصف حصّہ کھاتا ہے۔ اس کے باوجود شب و روز قطاریں بنائے دانے جمع کرنے میں مصروف رہتا ہے، نہ گرمی دیکھتا ہے، نہ سردی جیسے کہ کسی منڈی میں جا کر بیچنے ہوتے ہیں۔ حرص خلق کی ایک وہ فطرت ہے جس سے کوئی بھی مخلوق خالی نہیں نہ چیونٹی، نہ ہاتھی۔ اللہ کے فقیروں کے سوا کوئی اور اسے میدان میں نہ پچھاڑ سکا۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۲۵　کوے اور باز کے قد و قامت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا کھانے کا ہوتا ہے۔ باز بھوکا تو مر جائے گا لیکن تازہ گوشت اور خون کے سوا کوئی اور شے کبھی نہ کھائے گا باز کی پرواز و تجسس اس کھانے ہی کی قوت و برکت ہے۔ کوا کسی روزی کا پابند نہیں۔ گوشت بھی کھاتا ہے گندگی بھی باز کی طرح ایک بار کھا کر سیر نہیں ہوتا، سارا دن ٹھونگیں مارتا رہتا ہے کسی بھی شے کو نہیں

چھوڑتا۔ لیکن پھر بھی سیر نہیں ہوتا اور باز۔ ایک بار کھا کر سارا دن مست رہتا ہے جب تک دوبارہ بھوک نہیں لگتی کسی سوکھے ہوئے درخت کی شاخ پر بیٹھا اپنے خالق کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہتا ہے۔ باز اہلِ جہان کو زبانِ حال سے رزق کی برکات و رفعات کا درس دیا کرتا ہے۔ عزتِ نفس اور رفعتِ منزل۔ رفعتِ منزل رزق ہی کے معیار پر موقوف ہوتی ہے۔

باز۔ ایک بار کھاتا ہے اور سیر ہو جاتا ہے۔

کوا۔ سارا دن کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

اللہ ہمیں طیب رزق عنایت کرے، آمین!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّقْبَلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا

آمین

الحمد للہ القیوم

۱۱۲۶

کوّے سے:

تو نے صبح سے کیا کیا نہیں کھایا، مُردار کھایا، دہی کھایا، بچوں کے ہاتھ سے چھین کر روٹی کا ٹکڑا، چڑیا کے گھونسلے سے اس کے بچوں کو کھایا، کُکّڑ کے آہلنے سے انڈا چرا کر پیا، مرغی کے بچے کو اٹھا کر کھایا، ہنڈیا سے رات کا بچا ہوا سالن کھایا کھائے ہوئے گوشت کی بچی ہوئی ہڈی کو کھایا، بیل کی گردن اور گدھے کی کمر پر رستے والے زخموں کو کھایا جب کوئی بھی چیز تجھے سیر نہ کر سکی، تیرے پیٹ کے تنور کو جب کوئی ایندھن بھر نہ سکا پھر گندگی کھائی، پھر بھی تو سیر نہ ہوا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہونے کو آیا۔ تیری آنکھوں کے آگے جب اندھیرا چھانے لگا تو اپنی آرامگاہ کی طرف اُڑا۔ اگر اس وقت بھی تجھے کھانے کی کوئی چیز ملتی، کبھی باز نہ رہتا۔ ضرور کھاتا نامعلوم

تیرا یہ ننھا سا پیٹ کہاں اتنی چیزوں کو سمیٹے جا رہا ہے۔ تیرا یہ پیٹ کبھی بھر نہیں سکتا۔ تو اپنی اس بے صبری پہ رو! گندگی اور مُردار نے تیرے دماغ کو معطل و ماؤف کیا ہوا ہے غیرت کا تو تم میں نام تک نہیں، کوئی کتنا ہی دُر کارے، تجھے پرواہ نہیں ہوتی۔ اس رذالت ہی کے باعث پرندوں کے معاشرے میں تیرا کوئی مقام نہیں، اپرندوں کی دنیا میں تم ایک بدترین اور نفرت انگیز جنس ہو!

الحمد للحی القیوم

۱۱۲۷ باز کی بلندی اور کوّے کی پستی، قدو قامت کی بدولت نہیں۔ رزق کی بدولت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۲۸ فتح محض ہتھیاروں ہی پر نہیں نصرتِ الٰہی پہ موقوف ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۲۹ درخت فضا کو پاک کرتے ہیں، دل کو بھی کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۳۰ اللہ اپنی ہر مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ جو بندہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور محض اپنے رب کی مخلوق سمجھ کر خدمت کرتا ہے، کوئی اور غرض و غایت نہیں رکھتا، اللہ کو پسند ہوتا ہے۔

فقر کے تمام مراتب خدمت ہی کے معیار پر مرتب ہوتے ہیں۔ ہر نیکی ایک عظمت ہے خدمت کی عظمت سب سے بالا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے معرفی کاسرکاری نام اہلِ خدمت ہوتا تھا، اور خدمت ہی کی بدولت آج اس کا نام زندہ ہے۔ اُس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا مگر خدمت اور ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن خدمت نہیں، وہ مخلوق کا خادم تھا، ہم مخدوم! بندہ جب اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے۔

بعض کو امیر کیا، بعض کو فقیر، اس لیے کہ دیکھیں۔ میرا کون بندہ میری خوشنودی کی رضا کے لیے میری نادار و بیمار و معذور و مجبور مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۳۱ عبدیت و محبوبیت کے دو ہی آداب اور دو ہی مقام ہیں۔ اوّل یہ کہ بندہ اپنے معبود کو یہ کہے کہ میں کسی اور کو تیرا شریک ثانی نہیں ٹھہراتا، اور تیرے سوا کسی سے بھی اور کوئی امید و التفات نہیں رکھتا، میرا سب کچھ تُو صرف تو ہے اور یہ کہ تیرے سوا تیری قسم تیرے اس طالب کی کوئی بھی طلب و تمنا ہے ہی نہیں، مطلق نہیں، مگر یہ اور صرف یہ کہ تو میرا ہو اور میں تیرا ہو رہوں یا دوسرے لفظوں میں تو میرا رب ہو، رب ذوالجلال والاکرام اور میں تیرا بندہ ہوں۔ عاجز و مسکین و بےکس و بےبس بندہ!

الحمدللحی القیوم

۱۱۳۲ اللہ جب اپنے کسی مقبول بندے پر اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ تو اس سے وہ چیزیں جو اللہ کو پسند نہیں ہوتیں، واپس لے لیتے ہیں اور اسے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے اگرچہ دیکھنے والے کو نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۳۳ ہر بندہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے، یہ میرا مکان ہے، یہ میری زمین ہے، یہ میری جائیداد ہے حالاں کہ یہ چیزیں تو در کنار بندے کو اپنے جسم کے بھی کسی حصہ پر کوئی اختیار نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۳۴ تمام چیزیں اللہ کی ہیں۔ کسی بھی چیز پر کسی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ جسے جو چاہے دے اور جس سے جو چاہے لے، کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۳۵ عقل کی قیاس آرائی معرفت کی گہرائی کو نہیں پا سکتی نہ یہ از خود دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ بولتا ہے نہ سوچتا ہے، نہ کرتا ہے مگر اس میں اس کے خالق و مالک کا امر و ارادت جاری ہے۔ اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں اور نہ اپنی مرضی سے یہ کچھ کرنے پر قادر نہیں۔ یہ بالکل نہیں جانتا اس کے ساتھ ابھی کیا ہونے والا ہے، یا یہ کیا کرنے والا ہے۔ اس کا اس دنیا میں آنا اور یہاں سے جانا بھی اس کی مرضی سے نہیں۔ اُس کی مرضی سے ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۳۶ اللہ کو صرف اس بندے پر ناز ہوتا ہے جو عطا و قضا سے بے نیاز ہو اور کسی بھی حال پر جو بھی وارد ہو، اعتراض نہ کرے، اسے حکمت پر مبنی سمجھ کر خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے، اور یہ اُتم اعلیٰ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۳۷ دین آسان ہے، بہت آسان۔ اس میں سختی مت کر۔ جو آدمی دین میں سختی کرتا ہے، دین اس پر غالب آجاتا ہے، ہلکا اور آسان عمل اختیار کر جسے کہ آسانی سے عمر بھر نبھا سکے۔ جان توڑ کر مجاہدہ مت کر۔ بھاگنے والے اکثر راہ ہی میں تھکتے ہیں۔ قبض ہو یا بسط، اپنے معمولات ترک مت کر۔ نفل عبادت مستحب ہے۔ نہ فرض ہے نہ واجب۔ جب کسی نفل عبادت کو ایک بار عمل میں لے آؤ۔ پھر واجب الادا ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے عمل کو باطل مت کرو۔ جب تک نسبت مکمل نہ ہو افادۂ عام میں مصروف مت ہو۔ کسی کو غلط فہمی میں مت رکھ! یہ کہہ:

نہ میں کشف القبور جانتا ہوں، نہ کشف القلوب، نہ کشف الورید نہ کشف الحدید نہ کشف الاحیاء نہ کشف الجدید نہ تسخیر نہ دستِ غیب، نہ کیمیا، نہ سیمیا، نہ ریمیا، نہ لیمیا، نہ ہیمیا اور نہ ہی گنڈا تعویذ۔

ہم مجبور و محکوم بندے، اور اللہ مالک و قادر ہے ہمیں کسی بھی امر پر کوئی قدرت حاصل نہیں اللہ اپنے نظام کو عین حکمت سے چلا رہا ہے۔ اس میں مخل ہونا بندہ کی سب سے بڑی حماقت ہے یہ سمجھ کر خلقت کی تمام حرکات و سکنات اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں جب تک تجھے یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مسئلے مسائل کی یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر تو اپنے اللہ کو واقعی اپنا رب جانتا ہے۔

تو اپنے تمام معاملات ظاہری ہوں یا باطنی، دینی ہوں یا دنیوی اپنے اللہ کے سپرد کر، اس لیے کہ اللہ ہی کل کائنات کے جملہ معاملات کے قاضی الامور ہیں، اور ہر کسی کے وکیل و کفیل و نصیر ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۳۸ یہ بات اگرچہ حقیقت پر مبنی اور سو فیصدی صحیح ہے۔ انسانی سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہر فعل کا حقیقی فاعل اللہ اور مفعول بندہ ہے۔ ہر کوئی حقیقت کی اس بات پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جب تک کوئی سالک طریقت مخلوق کے افعال کو اللہ کے افعال سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم نہیں کرتا، عارف نہیں ہو سکتا۔ یا دوسرے لفظوں میں، اور جب تک غیریت (دوئی) سے پاک نہیں ہوتا طریقت کا عارف نہیں ہو سکتا۔ طریقت کا عارف حکمت کے بے شمار بھیدوں سے واقف ہوتا ہے اگرچہ ہر بھید سے نہیں۔ اور اس بات کا کہ مخلوق کے افعال کا حقیقی فاعل اللہ ہے پورا عارف ہوتا ہے۔ یہ عرفانیت عرفان کی ابتدا ہے۔ اور جب یہ یقین کمال تک پہنچ جائے تو یہی انتہا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۳۹ عبدیت یہ ہے

کہ عبد معبود کی قضا پر راضی رہے اعتراض نہ کرے۔

سبب اعتراض کیا، رضا کا خاتمہ ہوا۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۰ صاحبِ توکل کے لیے نہ وطن ہے نہ جائیداد، نہ کسب، نہ روزگار، نہ مال، نہ سوال، صبح کرے تو شام کا اور شام کرے تو صبح کا نہ ذخیرہ ہو نہ فکر اور نہ ہی زندگی کی امید۔

اللہ رب العالمین اور ساری مخلوق کا قاضی الحاجات ہے۔ اللہ ہر بندے کے لیے آبادی ہو یا ویرانہ کافی و وافی ہے۔ متوکلین صبح پرندوں کی طرح بھوکے اُٹھتے اور شام کو سیر ہو کر لوٹا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۱ اللہ کے فقیروں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور شے جچا نہیں کرتی اور نہ ہی وہ اللہ کے سوا کسی بھی شے کے طالب ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۲ اللہ کے بندوں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور چیز کوئی معنی نہیں رکھتی۔ میرے پیر قلندر نے فرمایا کہ:

میرے پیالے کی بچی ہوئی گھونٹ کسی بھی طرح آبِ حیات سے کم نہیں!

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۳ ہر عمل کے حال پر عمل کا حال وارد ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۴ جس دل میں خیر داخل ہو جاتی ہے۔ شر نکل جاتا ہے اور جس دل میں اللہ کا ڈر داخل ہو جاتا ہے اللہ کے سوا ہر ڈر اس دل سے نکل جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۴۵ ایک دل میں ہزاروں بُت موجود ہیں۔ زبان لاالٰہ میں اور دل بُت پرستی میں معروف ہے اگر تو اللہ کا طالب ہوتا تو پہلی ہی ضرب سے تمام بت ٹوٹ جاتے اور بیت کدہ، کعبہ بن جاتا، دل کعبہ رنگ گِل کعبہ۔ دل کعبہ گِل کعبہ سے کہیں ممتاز اور باعظمت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۴۶ بندہ جب قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کہتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے کہ اللہ جبریلؑ کو کہتا ہے یا جیسے جبریلؑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں یا جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امت سے فرماتے ہیں یا جیسے آپ کا ہر اُمّتی امت کے ہر فرد کو کہہ رہا ہے اور سالک قرآن کریم کی تلاوت کے دوران ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۴۷ جو اطمینان و کیفیت مولائے کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ پر عمل کرنے سے وارد ہوتا ہے کسی اور مجاہدے سے نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۴۸ کمی کو پورا کرنے کے لیے کامل کی ضرورت ہوتی ہے اور اکمل کسی کامل کی آمد کا محتاج نہیں ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۴۹ اللہ کا رسول اللہ کی ساری خدائی کو پیغام سنانے آتا ہے مخصوص بندوں کو نہیں، دین کی دعوۃ و تبلیغ اللہ کی ساری مخلوق کے لیے ہوتی ہے کسی خاص گروہ یا فرقہ کے لیے نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۵۰ اللہ نے بندے کو اپنے نفس کی عزت کے مقام کو بلند اور قائم رکھنے کے لیے بھیجا صرف روح کی بلندی کے لیے نہیں۔ روح تو پہلے ہی بلند ہے۔ دنیا میں مقصود روح کی بلندی نہیں نفس کی عزت

ہے اسے ہی اصطلاح میں خودی کہتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۵۱ تنور تپانے کے لیے ایندھن درکار ہے، چندن ہو یا کریر دونوں برابر ہیں اسی طرح قوت کے لیے کھانا درکار ہے۔ حلوہ ہو یا نانِ جویں، لذت میں فرق ہے قوت میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۵۲ ہر بات کا جواب کتاب وسنت کے مطابق دو۔ کوئی مانے خواہ نہ مانے، سنانا فرض ہے منانا فرض نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۵۳ منکرین کو ترغیب سے منایا جاتا ہے مومنین کو ـــــــ جاتا ہے اور عشاق کو جو مرمٹنے پر تیار مستعد مجوبیٹھے ہوتے ہیں ستایا جاتا ہے، رُلایا جاتا ہے اور جگر کے خون میں نہلایا جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۱۱۵۴ اے حسینانِ جہاں! اسیرِ زلف کو زنجیر کی کیا حاجت ہے تیرا اسے پابزنجیر کرنا بے رحمی نہیں تو اور کیا ہے۔ تو اپنے چاہنے والوں سے نرمی برت، اسے ہوش میں لا۔ اس کا یہ حال دیکھا نہیں جاتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۵۵ تقویٰ میں کفر کے بعد سب سے بڑا جرم، دل آزاری ہے اور اس جرم میں مرتکب دل ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۵۶ ذکر کی ابتداء لا اور انتہا ھُو ہے پہلے کوئی نہ تھا مگر وہ آخر میں بھی کوئی نہ رہے گا

مگر وہ گویا ازل و ابد کا ایک ہی جامہ اور ایک ہی رنگ ہے۔ نیست سے ہست اور ہست سے نیست۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۵۷　بِسۡمِ اللّٰہِ برکت ہے۔ برکت کی ب نے بِسۡمِ اللّٰہِ کی ب سے برکت پائی اور برکت کی ساری برکت بِسۡمِ اللّٰہِ کی ب کی برکت ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۵۸　اسلام کے بے مثل فیض دو ہیں، درویشی اور حکمت اور آج یہ دونوں ہی نا اہلوں کے ہاتھوں خجل ہیں ہر مُلّا درویش اور ہر درویش حکیم ہے۔
یہ پتہ ہی نہیں کہ ایک حکیم نے صرف نبض شناسی کے لیے چالیس برس ایک شہر کے دروازے پر گزارے جو آتا، نبض دکھلا کر اندر جاتا۔ اس کے بعد اس حکیم نے اس مضمون پر کلام کیا، جو آج تک زندہ ہے، اور درویشی کا قصہ اس سے کہیں دشوار ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۵۹　جو بھی یکتا تک پہنچا یکتائی سے پہنچا۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۶۰　تیری بے پرواہی کے رنگ و جلد جیسے دریا سے ساقی کوثر کے معصوم نواسے کا تشنہ لب رخصت ہونا دل نکل جانے کا مقام ہے۔

الحمدللحق القیوم

۱۱۶۱　ماں قبر میں بھی اپنے بچے کو نہیں بھولتی۔ ایک ماں نے اپنے لڑکے کی لڑکی سے اپنے قبر کے حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہاں اللہ کی رحمت اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شفاعت کے سوا دنیا کا کوئی مال اور کوئی دوست کسی کے کسی کام نہیں آتا، ہر

کسی کو اپنی اپنی پڑی ہوتی ہے، کوئی کسی عذاب میں مبتلا ہوتا ہے، کوئی کسی میں، اور دنیا کا بڑے سے بڑا عذاب قبر کے کسی معمولی سے معمولی عذاب کے عشرِ عشیر بھی نہیں ہوتا اور حسب و نسب بھی یہاں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اپنے اپنے عملاں نال نبیڑے ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۲ عیدو او ئے عیدو!

تیرے گھر رات کو کبھی دیا نہیں جلا حالاں کہ سرسوں تو بوتا ہے اور تیری کھیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۳ اے بگو!

گائیں تو چراتا ہے، دودھ وہ پیتے ہیں تیرے بچوں نے کبھی رات کو دودھ نہیں پیا۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۴ جو مزہ مزدور کے بیٹے کو کھیل میں آتا ہے، شہزادے کو نہیں۔ شہزادے کی اگر کوئی تمنا ہوتی ہے تو یہ کہ اسے جواہرات اور اطلس سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن تہذیب کی پابندی اسکی تمنا کو کبھی پورا نہیں ہونے دیتی۔ گویا وہ اس مزے کو ترستا ہی رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۵ قدرت کا بہترین انعام جو مزدور پہ ہے سلطان پہ نہیں، سادگی میں سعادت اور تکلف میں تکلیف ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۶ مزدور کی محنت سے مالک کی کایا پلٹ گئی لیکن مزدور بیچارے کی اپنی زندگی جوں کی توں رہی۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۶۷ حاکم کے حکم کی تعمیل کے ساتھ اگر غلام کے دل میں حاکم کی محبت بھی ہو تو ہر حاکم محمود اور ہر غلام ایاز ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۶۸ محبت کیف و مستی کی اصل اور رُوح ہے۔ کیف و مستی آپ کی محبت پہ موقوف ہے۔ محبت کے بغیر دنیا میں کوئی کیف و مستی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۶۹ کسی کو توفیق بخشی، کسی کو انعام، کسی کو اجر اور کسی کو جزا۔ توفیق سے انعام اور اجر سے جزا ماوری الوریٰ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۷۰ شریعت بیج، طریقت پودا، حقیقت پھل اور لذت و قوت معرفت ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۷۱ اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ کے کام کو شروع کرنا، پایۂ تکمیل تک پہنچانا اللہ کا کام ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۷۲ جو شرم تجھے ایک مصلی سے آتی ہے اللہ سے نہیں۔ گویا تیری نظروں میں اللہ کا خوف ہے ہی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۷۳ امت کو فکر کا حکم دیا، بحث سے منع کیا۔ اگر یہ قوم فکر کرتی تو حکمت میں اقوام عالم کی سردار ہوتی۔ ایک چھوٹی سی بات پہ اکتفا کریں، کیکر کے ہزاروں من پھول جنہیں ہم یونہی بے فائدہ سمجھ کر خاک میں ملا دیتے ہیں، اگر ان کی حکمت اور افادیت کا پتہ ہوتا، الحبا انہیں شیشیوں میں بھر کر محفوظ کر لیتے۔

الحمدللحی القیوم

۱۱۷۴ جس اخلاق کو حاصل کرنے کے لیے ایک امیر ایک مدت ریاضت کرتا ہے غریب کو ورثہ میں ملا ہوتا ہے عجز و انکساری۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۷۵ بادشاہ حضرت یونس علیہ السلام کا شیدائی تھا، جب وہ اپنی قوم کو اللہ کے حوالے کر کے جنگل کو چل دیے، تو بادشاہ نے آپؑ کی محبت کے فراق میں مجبور ہو کر اعلان کیا کہ جو کوئی میرے دوست حضرت یونس علیہ السلام کی خبر دے۔ میں اپنی بادشاہی اس کو دے دوں اور خود حضرت یونس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہ کر اپنی باقی عمر فقیرانہ بسر کروں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی ایک بگھی بنوائی اور کہا کہ میں نے یہ بگھی اپنے دوست یونس علیہ السلام کی سواری کے لیے بنائی ہے جب ان کا پتہ چلے گا تو میں ان کو اس بگھی پہ بٹھلا کر شہر میں لاؤں گا۔

حضرت یونس علیہ السلام جب اپنی منازل طے کر کے شہر کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں انہیں ایک گڈریا ملا۔ آپؑ نے اسے کہا کہ بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ "یونسؑ آگیا"۔ گڈریے نے کہا کہ بادشاہ نے اعلان کر رکھا ہے "جو کوئی مجھ کو میرے یونسؑ کے آنے کی خبر دے گا۔ میں اپنی بادشاہی اس کو دے دوں گا" اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہوا ہے کہ "اگر یہ خبر غلط ہوئی تو اس کا سر قلم کروا دوں گا"۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کی پریشانی کو بھانپ گئے اور فرمایا کہ تجھے کس طرح یقین آئے کہ میں پیغمبر یونسؑ ہوں۔ آپؑ نے اس سے اس کی بکریوں کے بارے میں سوال کیا۔ گڈریے نے بتایا کہ میری فلاں بکری بانجھ ہے، فلاں بکری ایسی ہے اس نے اپنی دانست کے مطابق سب کچھ بتایا۔ آپؑ نے ان بکریوں کی پشت پر ہاتھ رکھا اور ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ یہ دیکھ کر گڈریے کو یقین آگیا کہ وہ واقعی یونسؑ پیغمبر ہیں۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور آپ کی آمد کی اطلاع دی۔ بادشاہ اسی وقت چاندی کی وہ بگھی لے کر آپؑ کے استقبال کو آیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بگھی میں بیٹھنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انگشت بدنداں

ہو کر فرمانے لگے کہ:

اللہ نے نبیوں پر زینت حرام کی ہوئی ہے۔

چنانچہ وہ پیدل چل کر اپنی قوم کی طرف آئے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۷۶ عقیدت اور یقین قبولیت دُعا کے دو ضروری ارکان ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۷۷ اللہ ذات اور مخلوق صفات ہے۔ مخلوق ذات کی صفات کی مظہر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۷۸ جب اس بوڑھے لکڑہارے نے ابراہیم ادھم کو کہا ہو گا کہ:

بادشاہو! بندہ اس نامراد کو بچپن سے دیکھتا چلا آرہا ہے۔ خزانے کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے، فقیروں کو نہیں، اسے آپ ہی اپنے ساتھ لے جائیں۔

اور پھر جب یہ کہا ہو گا:

کہ وہ تو اس پر تصرف کرتا بھی نہیں ہے

شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا ہو گا۔ جنگل کا ایک لکڑہارا قناعت کے میدان میں بازی لے گیا۔

مَرْحَبًا مُکَرَّمًا مُشَرَّفًا

آپ کی توبہ و ترک کی، ایک وجہ یہ بھی تھی۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۷۹ کیا وہ سونا جو مسجد کے گنبد کے کلس پر چڑھایا گیا ہو واجب الزکوٰۃ ہے؟ ایک نے کہا ہاں، ایک نے کہا نہیں۔

زکوٰۃ مال کو نجاست سے پاکیزہ کرتی ہے۔ گنبد کا کلس مسجد کا ہے اور مسجد اللہ کا گھر ہے۔

اللہ کا گھر ہر حال میں پاکیزہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۸۰ ایک آدمی نے حضرت مولائے علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں بہت بُرا بھلا کہا۔ آپ اس پر بالکل نہیں جھنجلائے۔ آپؑ نے فرمایا "جو بُری باتیں تو نے میری طرف منسوب کی ہیں، اگر وہ مجھ میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔ اگر نہیں ہیں تو اللہ تجھ پر رحم کرے"!

الحمد للحی القیوم

۱۱۸۱ حکمت و حکومت اپنے ہوئے بندوں کو بندوں کی بھلائی کے لیے عنایت ہوا کرتی ہے، ہر کسی کو نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۸۲ انسان اللہ کا اور اللہ انسان کا وہ بھید ہے جو کسی پر بھی منکشف نہیں جو انسان میں ہے وہی سارے جہان میں ہے یعنی جو بھی شے سارے جہان میں ہے وہی ایک انسان میں ہے۔ اللہ نے جب اسے پیدا کیا، اس میں اپنی رُوح پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا اسے سجدہ کرو۔ سجدہ کا حکم سنتے ہی جبرائیلؑ و میکائیلؑ و عزرائیلؑ و اسرافیلؑ سجدہ میں گر پڑے۔ عزازیل کھڑا رہا۔ کہنے لگا سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے۔

اس انکار کی بدولت عزازیل مردُود ہوا، راندا گیا۔ شیطان آدمؑ کا منکر ہے، اللہ کا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۸۳ آدم کا منکر شیطان ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۸۴ اتباع امکانی، باقی سب غیر امکانی ہیں، امکانی ضروری اور غیر امکانی غیر ضروری

ہوتا ہے۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۸۵ جو خیال حال کے تحت ہو تیر کی طرح ہوتا ہے، کبھی خالی نہیں ہوتا۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۸۶ استقامت نبوت کی سب سے بڑی خصلت ہے ہر کسی کو کیسے دی جا سکتی ہے۔ استقامت کے ساتھ حال اور حال کے ساتھ مقام ہوتا ہے۔ جس میدان میں استقامت اتر آتی ہے، فتح ہو جاتی ہے۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۸۷ مرنے والے کے ذہن میں دنیا کا کوئی منصب اور دنیا کی کوئی چیز کوئی وقعت نہیں رکھا کرتی

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۸۸ سب آدمی دنیا ہی کمانے کے لیے انگلستان وامریکہ کو جاتے ہیں اگر کوئی محض دین کی خاطر جائے، کایا پلٹ جائے۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۸۹ فقیر فنا کے مقام پر پہنچ کر فارغ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی خلوت میں کوئی جلوت مخل نہیں ہوتی فقیر کے سوا کوئی دوسرا کسی بھی حال میں کبھی فارغ نہیں ہوتا۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۹۰ زمین کے ساتھ دین ضروری ہے، دین کے ساتھ زمین ضروری نہیں۔

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۹۱ اپنے آپ نہ کوئی خوش نصیب ہے نہ بدنصیب۔ جو جیسا بھی ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کا بنایا ہوا ہے

الحمد للہ الحی القیوم

۱۱۹۲ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع متبع کو مطمئن کر دیتی ہے، اگرچہ چھوٹی سی ہو۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۳ یہ احساس پیدا کر۔ احساسِ زیاں اور احساسِ ذمہ داری۔ یہی دونوں خصلتیں قومی تعمیر و ترقی کے بنیادی اور ناگزیر اصول ہیں: جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی انہی کو اپنا کر کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۴ احساسِ زیاں احساسِ ذمہ داری کی اساس اور محفوظ مستقبل کا ضامن ہے۔ جب قوم کو اس حقیقت کا شعور حاصل ہو جاتا ہے اُس کا مستقبل کامیابیوں سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۵ دو مسلمانوں میں صلح کرانا اسلام کا بنیادی حکم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۶ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف رجوع کرو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کو کافر مت کہو۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۷ نااہل کی کسی کو پرواہ نہیں ہوتی بے وفائی ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۸ دین کے کام رات کو، اور دنیا کے کام دن کو ہوتے ہیں۔ دنیا دار جب دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر رات کو آرام کیا کرتے ہیں۔ دین دار جاگا کرتے ہیں۔ بے شک رات کا جاگنا، اہلِ سلوک کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے کہ دنیا دار کا دن کو۔

الحمد للحی القیوم

۱۱۹۹ محنت کی جزا شاہی اور عیش کی سزا تباہی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۰ غیب پہ ایمان بہترین ایمان ہوتا ہے۔ دیکھ کر ایمان لانے والوں کو دیکھ کر ہی قبول کیا جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"خوش خبری ہے اس کو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پہ ایمان لایا اور سات بار خوش خبری ہے اس کو جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور مجھ پہ ایمان لایا۔"

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۱ غلامی کا دعویٰ معتبر اور محبت کا غیر معتبر ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۲ گمنامی میں امن اور شہرت میں فتنہ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۳ حق گوئی کے لیے کوئی بھی وقت نامناسب نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۴ مرد موت سے نہیں، غیرت سے مرا کرتے ہیں۔ زندگی سے نہیں، حیا سے جیا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۵ بے غیرتی کی زندگی موت اور حیا کی موت زندگی ہے وہ زندگی فنا کی زد میں ہے اور یہ موت عین بقا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۰۶ طِب ایک وسیع مضمون ہے اگرچہ ہزاروں سال سے ہر مرض پر ہر کسی نے بہت کچھ کہا لیکن پھر بھی ایسے نادر نسخے لوگوں کے سینوں میں مکنون ہیں جو آج تک قلم کی نوک تک نہیں پہنچے مثلاً

یہ کہ :

"بلڈ پریشر کے مریض صبح کے وقت نہار منہ لہسن کی گٹھی کی تین پوتھی (دو انے یا تُریاں) پانی کے ساتھ نگل لیں، اس کے بعد ایک گھنٹہ تک کوئی شے نہ کھائیں نہ پئیں، گھنٹہ گزرنے کے بعد جو چاہیں کھائیں۔"

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۰۷　ہر شے کی حد متعین ہے، حد مت توڑ، ہر حد کا احترام کر کسی حد سے تجاوز مت کر۔ بعض کام حرم میں حلال اور مسجد میں حرام ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۰۸　تیرا ہر قول و فعل سنت کی اتباع میں ہو۔ اُس سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۰۹　جس کار کا کاریگر حکم دے اُس کار کو کر : وہی کار آمد ہوتی ہے۔ جو کار کار کا نہ ہو، اُس سے بے کار رہنا بہتر ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۰　اگر تجھے اللہ سے محبت ہوتی جیسے کہ تو کہتا ہے کہ تو اللہ کو دوست رکھتا ہے تو اللہ کی قسم اللہ کے ذکر میں تجھے لذت آتی، سرور آتا، اور محو ہو جاتے : اتنے محو کہ ان کے خیال کے سوا کوئی بھی خیال دل میں نہ آتا اور نہ ہی کسی بھی شے کی کوئی پرواہ رہتی۔ ان کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار اور نظر ہی کا ایک فریب و سراب ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۱۱　نا معلوم کیوں پا تیری دنیا میں تیرے دین کی ترقی نہ ہوئی : حالاں کہ دنیا کے ہر شعبہ نے بے انداز ترقی کی : دنیا تیری نظروں میں مردُود اور دین مطلوب ہے۔ محض لکھنا پڑھنا دین کی ترقی نہیں،

دین داروں کے اخلاق و کردار کی بلندی کا نام ترقی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۲ اندھیرے میں اور اندھے کو تمام عورتیں یکساں ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے معاذؓ! اگر تو نیک بختوں کی زندگی، شہیدوں کی موت، حشر کے دن نجات موت کے دن امن، اور روشنی اندھیروں میں، اور سایہ گرمی کے دن اور پیاس کے واج سیری اور خفت کے دن وزن اور گمراہی کے دن ہدایت چاہتے ہو، تو قرآن کریم پڑھو کیونکہ وہ رحمٰن کا ذکر ہے اور شیطان سے بچاؤ ہے اور ترازو میں جھکاؤ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۴ سالک جب قرآن کریم کی تلاوت میں محو ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزاد و شیاطین لاغر، نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرتے لگتے ہیں؛ قرآن کی تلاوت کے نور کا جلال شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۵ قرون اولیٰ کا صوفی اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں نہ گیا مگر اللہ کے لیے کسی کا مہمان نہ بنا لیکن ہر کسی کا میزبان بنا۔ جو روزی اللہ نے دی۔ اللہ ہی کے لیے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر دی۔ کسی بھی شے کی نہ طمع کی اور نہ ہی کوئی شے جمع کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۶ دین کی ابتدا اسلام کی ابتدا ہے اور یہ ابتدا غارِ حرا میں ہوئی جہاں پتھروں کے سوا کوئی اور

دلکش منظر نہ تھا، نہ ہی آسائش واستراحت کا سامان، معلوم ہوا نزولِ رحمت فطرت ہے۔ کسی زیب زینت کی محتاج نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۷۔ ہمارے چولہے چوبیس گھنٹے ہمارے لیے گرم رہتے ہیں۔ پھر بھی ہم کبھی سیر نہیں ہوتے نہ ہی کبھی شکر کرتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ پورا ماہ گزر جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کسی بھی دن آگ نہ جلتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۸۔ مولائے علی کرم اللہ وجہہ کے بعد پھر کبھی بھی کسی پہ یہ عنایت نہ ہوئی اور اگر ہوئی تو کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوئی۔

فاقہ جس سے تو بے زار ہے، فقر کا فخر، فقر کی آبرو اور فقر کی جان ہے۔ اور اے جانِ من! فاقہ ہی فقر کی تلوار ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۱۹۔ عمرؓ اللہ کا خلیفہ، اور اُویسؒ اللہ کا فقیر تھا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۰۔ اللہ سبحانہٗ بندوں کے دلوں کو پھیرتے رہتے ہیں۔ اللہ سے ہمیشہ دعا کرو۔ اللہ تمہارے دلوں کو پھیر کر اپنی طاعت وعبادت پہ جمائے رکھے اور کسی بھی عبادت وطاعت پہ ہرگز ناز نہ کیا کرو اس لیے کہ ہر عبادت وطاعت کی توفیق اللہ سے ملا کرتی ہے جسے طاعت کی توفیق ملی شکر کرے، ناشکری کے عذاب سے ڈرے اور اس اطاعت کو ہرگز اپنی طرف منسوب نہ کرے کہ اس نے کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۱ بندہ گناہ کرتا ہے۔ بندے کو اس کا ہرگز پتہ نہیں ہوتا کہ اس سے کتنا بڑا گناہ سرزد ہوا۔ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث بندہ کو ذکر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۲ جس طرح سر درد میں ہر مرض کی شفا نہیں ہوتی اور مختلف امراض کے لیے مختلف دوائیں ہیں، اسی طرح سلوک میں بھی کسی ایک ذکر پر اکتفا نہیں کیا جاسکتا البتہ ان تینوں میں ہر مرض سے کلّی شفا ہے۔

تلاوتِ قرآن   نماز   ذکر

ان تینوں کی کثرت مساوی ہو۔ یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۳ ہر صفت عمل سے پیدا ہوتی ہے جمالی ہو یا جلالی۔ عمل اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ جب اپنے کسی بندہ پر خوش ہوتے ہیں، اسے عمل کی توفیق بخشتے ہیں۔ نیک عمل کا اختیار کرنا ہی سب سے بڑی رحمت ہے۔ جب تک کسی بندہ پر رحمت نہیں ہوتی عمل کی توفیق نہیں ملتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۴ آدمی آدمی کو دیکھ کر ڈرا کرتا ہے جیسے جنگل میں درندے سے لیکن جب آدمی آدمی کے قریب ہوتا ہے تب پتہ چلتا ہے یہ انسان ہے اور میرا بھائی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۵ آپ کی محبت کا دعویٰ اس قدر اللہ کو پسند ہے کہ قیامت تک اپنے نیک بندوں کی زبان پر وہ دعویٰ دہرا تا رہتا ہے جیسے کہ آج ہم خواجہ غریب نواز کا دہرا رہے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۶ محبت بڑوں بڑوں کو سر کر لیتی ہے جو کسی سے سر نہیں ہوتے محبت ان سب کو سر کر لیتی ہے

محبت کے آگے کوئی نہ ٹھہرا، نہ رکا، کسی نے اُف تک نہ کی۔ جس دل میں محبوب کا تصور آجاتا ہے، کایا پلٹ دیتا ہے، اپنے سوا پھر کسی اور کو کبھی اپنے دل میں رہنے نہیں دیتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۷ اگر بادشاہت نعمت ہوتی تو اولوالعزم کبھی اسے ترک نہ کرتے۔ اسی طرح اگر اجتماع کرامت ہوتی تو میرا بڑا صاحبؒ کی مجلس کبھی برخاست نہ ہوتی۔ حال یہ تھا میرے آقاؒ کے وصال کے کئی سو سال بعد بھی کسی کو وہاں جانے کی جرأت نہ ہوئی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۸ تیرے مقدس و معظم نام کی عزت میرے نزدیک گویا تیری ذاتِ مقدس ہی کی عزت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۲۹ ہر جانور رات کو نہیں بولا کرتا جس جانور کی بولی اللہ کو پسند ہوتی ہے وہی رات کو جاگا اور بولا کرتا ہے جب اللہ کی ذات آسمان دنیا پہ رونق افروز ہوتی ہے۔ بُلبل اپنے سُریلے نغمے گایا کرتی ہے کوا کبھی رات کو نہیں بولتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۰ ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ نمازی کو نہ بخشے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غازی کو ضرور بخشے گا۔ ماشاء اللہ!

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۱ شہید شہادت کے خمار میں مخمور ہو کر ایسا مسرور ہوتا ہے کہ اُسے ماسوا کی خبر ہی نہیں رہتی۔ شہادت سے بڑھ کر کوئی موت نہیں۔ شہادت کی لذت ہر تکلیف پہ غالب ہوتی ہے! شہادت کے نشے کی مدہوشی میں گم ہو کر شہید کسی بھی اذیت کی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ شہادت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں۔ الحمد للحی القیوم

۱۲۳۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اللہ کا شکر ہے کہ میں گرمبر کی تلاش میں ہم کئی کئی روز سے متلاشی تھے آج مل گیا ہے اور سب سے بڑی خوشی کی یہ بات ہے کہ ملا اور اسی جنگل سے ملا۔ اب ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ گوہر عنایت فرما گیا میرے مولائے کریم نے ہم پہ اپنی عنایت کی حد کر دی۔ یہ کلمات ہمارے لیے بعینہٖ ایسے ہیں جیسے کر پھل کے لیے دریا۔ اب ہمیں اپنی ضرورت کی ہر شے مل گئی۔ ہمیں جو ضرورت تھی مل گئی۔ اب ہماری اور کوئی ضرورت نہیں۔ اور اپنا یہ قول ثابت ہے، ثابت رہے گا انشاء اللہ

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۳ سنت کے مطابق جینا عین عبادت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے بہتر کس کا کلام ہو سکتا ہے کیا یہ تیرے لیے کافی نہیں ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۵ اللہ تعالیٰ متقیوں سے خطاب فرما رہے ہیں کہ "وسیلہ تلاش کرو"۔ متقی تو پہلے ہی پرہیزگار ہوتے ہیں، معلوم ہوا، محض تقویٰ اللہ تک پہنچنے کے لیے کافی نہیں، تقویٰ کے ساتھ وسیلہ ضروری ہے اور وہ وسیلہ شیخ (زندہ) ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۶ جرائم کا انسداد تشدد نہیں، ماحول کی تبدیلی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۷ ہر پرواز کے لیے طاقت درکار ہے۔ مادی ہو یا روحانی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۳۸ اسی قوت کی بنا پہ ابن عربیؒ نے ایک ہزار برس پہلے چاند پہ نماز پڑھی اور اہل دنیا کو بتایا کہ:

"چاند جس کو اہلِ زمین ایک منور ستارہ سمجھتے ہیں، نور سے عاری ہے۔ اس کی سطح پہاڑ اور ریت پر مشتمل ہے جس کا رنگ بھورا اور مٹیالا ہے۔ اس کی سطح بالکل بے برگ و گیاہ ہے۔"

الحمدللحی القیوم

۱۲۳۹ جب اپنے قبیلے کے کسی فرد کو، یا اپنے جانوروں کو اپنا نافرمان پاؤ، تو سمجھو کہ تجھ سے اپنے مالک کی کوئی نافرمانی ہو رہی ہے ورنہ یہ تیری مملوک تجھ سے کبھی سرکشی نہ کرتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۴۰ سائرے میخانے میں دیکھنے کی چیز تو ساقی تھا اور صبوحی تھی، اگر تیری قسمت میں ہوتی تو ضرور پیتا۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۴۱ میکدے کا نظام دَم بدم بدلا کرتا ہے کبھی جذب کبھی سلوک کبھی جمال اور کبھی جلال اور یہ بے ہوشی نہیں مدہوشی ہے۔ مدہوشی کا استقلال بھی ایک قسم کی ہوش ہے اور خرد مندوں کے نزدیک یہ مدہوشی ہوش کی اصل ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۴۲ تو کہہ کر میرا تیرے خیال میں محو و مستغرق رہنا ہی میری زندگی ہے گویا تو نے مجھے اپنے خیال میں منہمک کر کے مجھ پر اپنی رحمت کے دریا بہا دیے۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۴۳ ارے۔ ان کے خیال میں رہنا کوئی معمولی بات ہے؟ محمود نے ایاز سے پوچھا یہ سلطنت کس کی ہے؟ اس نے کہا "آپ کی"۔ پھر پوچھا یہ فوج و سپاہ کس کی ہے؟ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر پوچھا "یہ سب کچھ کس کا ہے"؟ اس نے پھر وہی کہا۔ یہ سُن کر محمود نے محبت بھری نگاہوں

سے ایاز کی طرف دیکھا اور کہا یہ سب کچھ میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۴ یہ حال ایک ہی قسم کے دو بندوں کا ہے اس سے زیادہ اس معاملہ میں اور کوئی کیا کر سکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۵ بڑے بڑے اور نامی گرامی مال و منال کے پھندوں میں اُلجھے تو کہہ کر تو اس پر تھوکتا بھی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۶ جو کار کار آمد نہیں وہ اسیب الفرتک ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۷ سنت کی رہنمائی میں گمراہی کا امکان نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۸ جو مال اللہ کے حکم کے تحت خرچ کیا جاتا ہے کبھی کم نہیں ہوتا؛ ہرگز کم نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۴۹ سنت کی اتباع میں جو عمل اختیار کیا جاتا ہے کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۰ احکام میں بحث کی گنجائش نہیں جس نے کی ناکام رہا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۱ مبلغ بردبار ہوتا ہے اور متحمل۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۲ قدیم دین اسلام اور قدیم طب نبوی ہے۔ اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں اور طب نبوی سے بہتر کوئی طب نہیں۔ یہ دونوں دین اور طب صدیوں سے محنت کے متمنی ہیں اگر طب نبوی پہ

محنت کی جاتی یا اب بھی کی جائے موجودہ بیرونی طب کو مات کر جائے۔ اگر ان کو فروغ دیا جائے اور ان پر محنت کی جائے تو دین میں معراج اور طب نبوی میں ہر مسئلہ کی مسیحائی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۳ مسجد اللہ کا گھر اور واجب الادب و احترام ہے۔ مسجد کا یہ احترام ہے کہ مسجد میں اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر نہ ہو اور اللہ کی خوشنودی رضا کے عین مطابق مسجد کے آداب کی پابندی کی جائے اور ہر حال میں کی جائے، مسجد اپنے ادب و احترام کرنے والے کے حق میں اللہ سے دعا کرتی ہے سفارش کرتی ہے اور اللہ اپنے گھر کے احترام کرنے والے کو محترم بنا دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۴ مساجد میں عبادت بھی ہوتی ہے، باتیں بھی۔ بعض اوقات مساجد دنیاوی باتوں کا سب سے بڑا مرکز ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ شب و روز جاری رہتا ہے کبھی منقطع نہیں ہوتا: ایک جماعت دو حصوں میں ہمیشہ بٹی اور ڈٹی رہتی ہے۔ ایک حصہ ذکر میں اور دوسرا باتوں میں مصروف رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۵ کسی مسجد کی بے حرمتی مت کرو۔ مسجد کی بے حرمتی مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا ہے۔ مسجد میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر نہیں کیا جا سکتا اگر کسی نے ذکر کے علاوہ کسی اور امر پر کوئی بات کرنی ہو تو مسجد سے باہر نکل کر کرے اور کسی کو بھی مسجد میں ذکر کے سوا کسی اور ذکر کی اجازت نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۶ جمعہ کے دن ہر شے ہوتی ہے مگر کسی کی بھی زبان بند نہیں ہوتی۔ جمعہ کی سنتیں پڑھ چکنے

کے بعد جمعہ سے فارغ ہونے تک سنت ہے کہ ہر جمعہ پڑھنے والا خاموش رہے، کسی سے بھی اور کوئی کلام نہ کرے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۷ تو اپنے زیر دست کو معاف کر، تیرا مالک تجھے معاف کرے گا تو خلق کی خطا معاف کر، خالق تیری کرے گا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۸ اکرام کے مقام کو کوئی مقام نہیں پا سکتا کسی کا اکرام کرنے والا مکرم بن جاتا ہے یا یوں کہ اکرام اپنے فاعل کو مکرم بنا دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۵۹ تیمم کا وضو عارضی ہوتا ہے پانی جب مل جاتا ہے، تیمم کا وضو ختم ہو جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۰ بندہ ابھی اسلام کے اس پہلے ہی سبق پہ، جو کہ مجھے پہلے ہی دن دیا تھا کہ عہد وپیمان کر رہا ہے۔ جس طرح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، ابھی تک پوری طرح سے نہیں کر سکا۔ جب کہ یہ حال ہے۔ کیا ہمارا اقال، کیا ہمارا احال، کیا ہماری طریقت، اور کیا رہنمائی!

مجھے سبق دیا گیا کہ تم دنیا میں مسافر کی طرح رہو اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا، سنگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی پوٹلی، جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اُٹھا سکے۔ اس سے زیادہ کوئی مسافر کوئی سامان اپنے ہمراہ نہیں اٹھا سکتا اور اپنے تئیں اُن مُردوں میں شمار کر و جو قبروں میں ہیں اور مردہ کی کوئی بھی تمنا نہیں ہوتی مگر یہ، اور صرف یہ کہ اللہ اُسے دوبارہ زندگی بخشے اور وہ دنیا میں جا کر اس کی بندگی کرے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۱ یہ کہہ :
میری کوئی حاجت نہیں، میرا کوئی حاجت روا نہیں مگر اللہ سبحانہٗ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ واللہ سبحانہٗ باللہ سبحانہٗ تاللہ سبحانہٗ۔
ہر اس حاجت سے جو تجھے کسی غیر کی محتاج کرے، پناہ مانگ۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۲ بندہ جب اپنے آپ کو غور سے دیکھتا ہے تو اس کے خالق کے سوا کسی کو بھی اس کا کچھ نہیں پاتا۔

الحمد للحی القیوم

وہی اس کا خالق، وہی اس کا مالک، وہی اس کا رازق، وہی اس کا حافظ، وہی اس کا ہادی، وہی اس کا والی اور وہی اس کا وارث ہے لیکن یہ کسی بھی معاملہ میں اُسے اپنا رب تسلیم کرتا ہے، نہ مالک، نہ رازق نہ محافظ، نہ ہادی، نہ والی اور نہ ہی وارث اگرچہ وہ زبان سے ان سب کا اقراری ہے ورنہ جیسے وہ کہتا ہے، اگر مان بھی لیتا تو زمین پہ اُس کا خلیفہ ہوتا، زمین والے اس کے ہوتے، آسمان والے اس کے ہوتے اور وہ ان کا ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۳ اس دارِ فانی میں جو بھی آیا زینت الحیوٰۃ الدنیا ہی کا شیدائی آیا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۴ اللہ ان کی قبر پہ پھولوں کی بارش برسائے۔ جب بھی کہیں جاتے یہ دیکھنے جاتے کہ شیطان اس جگہ کس انداز میں اور کیا کام کر رہا ہے۔ سبحان اللہ! ہمیشہ یہی فرماتے کہ دیکھنے کی چیز تو شیطانی حربے ہوتے ہیں جو عموماً عام نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۵ ایک دفعہ حضرت امام بخاریؒ بیمار ہوئے۔ آپ کا قارورہ طبیب کے پاس بھیجا گیا۔ طبیب نے عرض کیا

میں اس مریض کی عیادت کرنا چاہتا ہوں، کیوں کہ یہ ایک ایسے مریض کا قارورہ ہے جس نے چالیس سال سے بغیر سالن کے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے دسترخوان پر رنگا رنگ کے کھانے اور سالن ہوتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

آدمؑ کے بیٹے کا ان چیزوں کے سوا کسی اور چیز پر کوئی حق نہیں بغیر سالن کے روٹی، پانی، تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور رہنے کے لیے گھر کیا ہم میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟

الحمدللحی القیوم

۱۲۶۶ تیرے دل میں ذکر قائم نہیں، اگرچہ قائم کرنے کی تمنا ہے ورنہ تو اپنے آپ میں یوں محو و منہمک ہوتا کہ ذکر کے سوا کسی اور شے کی کوئی پرواہ نہ ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۶۷ جب بھی وہ اللہ کا بندہ کوئی ساعزم لے کر کسی میدان میں اترا، بازی لے گیا۔ ہر میدان میں جیتا بڑی شان سے جیتا، نہ کوئی اسے پہاڑ روک سکا نہ سمندر۔

الحمدللحی القیوم

۱۲۶۸ ہر کسی کو صدقات و خیرات کی توفیق نہیں دی جاتی۔ نہ ہی اللہ سبحانہٗ ہر مال کو قبول فرماتے ہیں۔ جس پر اللہ سبحانہٗ راضی ہو جاتے ہیں، اسے صدقات و خیرات کی توفیق عنایت فرماتے ہیں ورنہ اپنی مرضی سے کوئی صدقہ و خیرات کرنے پر قدرت نہیں رکھتا صدقہ کی توفیق عنایت الٰہیہ ہے جسے صدقہ و خیرات کی توفیق ملی، اسے بڑی برکت ملی، گویا اس پر رحمت کا باب کھلا۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ صدقہ مال کو بڑھاتا اور بخل مال کو گھٹاتا ہے۔ شیطان اس معاملہ میں دھوکا دیتا ہے ورنہ اگر کسی کو صدقہ و خیرات کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شے کبھی اپنے پاس جمع نہ رکھے

ہر شے خیرات کرے اور کبھی بخل نہ کرے ، جو شے اللہ سبحانہٗ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے ، کبھی کم نہیں ہوتی نہ ہی کبھی ختم ہوتی ہے ۔ اللہ سبحانہٗ کریم ہیں میں اپنے ربِ کریم سے دعا کرتا ہوں ، کہ وہ مجھ کو صدقات و خیرات کی توفیق عنایت فرمائیں ۔ ایسی توفیق جو بے مثل ہو ، آمین ! آمین ! آمین !

ایک صحابیؓ نے ترکہ میں صرف ایک درم چھوڑا ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی ، تو آپؐ نے فرمایا :

"اس نے ایک داغ چھوڑا "

اسی طرح ایک اور صاحب نے دو درم چھوڑے ۔ آپؐ نے فرمایا :

" اس نے دو داغ چھوڑے "

ایک روز آپؐ حضرت بلالؓ کے پاس سے گزرے ۔ اُن کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا ۔ آپؐ نے پوچھا بلالؓ ! یہ کیا ہے ؟ عرض کیا ، ایک چیز ہے جس کو میں نے کل کے لیے جمع کیا ہے ، آپؐ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخار بنے ، دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن ! بلالؓ ! اس کو خرچ کرے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر ۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۶۹　علم کی عزت یہ ہے کہ حاضر ہو کر سیکھے اور اُمّی بن کر سیکھے ۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۰　روئے زمین پہ سنتِ طیبہ کا جو علم جہاں سے بھی ملے ، حاصل کر ۔ ہمارے آقا و مولاؐ کی سنتِ مطہرہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے علوم کا جوہر ہے ہمیں کسی ارسطو سے کیا واسطہ ؟

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۱ ہماری تہذیب، ہمارا تمدن، ہمارا اخلاق اور ہماری ہر شے ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے ساری دنیا سے بہتر اور اعلیٰ ہے، ہم علم (و حکمت) کے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے آقا کے لائے اور بتائے ہوئے علم و حکمت کے سوا ہماری دنیا میں کسی کی بھی کسی بات کی کوئی قدر و قیمت نہیں اگر کسی نے کوئی علم و حکمت کی بات کہی۔ ہمارے پاس اس سے کہیں بہتر بات موجود ہے۔ ہم سے پہلے جس کسی نے بھی علم و حکمت کا پرچار کیا ہمارے علم و حکمت نے ان سب کو مات کر دیا۔ ہمارے علم و حکمت کی موجودگی میں کسی کا کوئی علم حکمت کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تعصب شیطان کا ایک بڑا ستون ہے، جس کو اس نے کبھی گرنے نہیں دیا شیطان کیسے کیسے بندوں کو بہکاتا، دلفریب باتوں میں پھنسا کر راہ سے دُور لے جاتا ہے۔

ارسطو اپنے زمانے کا مانا ہوا حکیم تھا لیکن اس کی کوئی حکمت ہماری کسی حکمت کے مقابلے میں کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ مغربی غیر مسلم مفکروں نے ہماری حکمت سے اخذ کر کے وہ باتیں ارسطو سے منسوب کیں پھر اس بے چارے کو دنیا کی اسٹیج پہ دوبارہ لا کھڑا کر دیا ورنہ علم و حکمت کا جو سرچشمہ اسلام نے جاری کیا، کہیں بھی کسی نے نہیں کیا۔

اے ہمنشیں:

افسوس! تیرے مولاؐ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے"
تو نے علیؑ کی بھی کوئی بات نہیں سنی،
اور تو نے اپنے مولاؐ کی بھی کوئی بات نہیں مانی، اس حال میں تجھ پہ افسوس
نہ ہو تو کیا ہو اور وہ علم و حکمت جو تیری میراث ہے کیونکر تجھے ملے؛
ہمارے فلسفہ کی موجودگی میں ارسطو کے کسی فلسفہ کی کوئی اہمیت نہیں، کوئی برتری نہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

۱۲۷۲ مہمان اگرچہ ایک ہو یا لاکھ، اس ایک ہی اصول کا پابند ہو، ہر مہمان، ہر مہمان کو اپنا مہمان سمجھے، اور اس ادب داحترام سے بیٹھے جیسے کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مہمان آپ کے گھر میں اس طرح بیٹھے۔ کھانے کی بدانتظامی کھانے والوں کی بدولت ہوتی ہے۔ کھلانے والوں کی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۳ مٹی لوہے کو کھا جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۴ ایک چیز جہاں اپنا مقام کر لیتی ہے کسی دوسری کو وہاں قائم ہونے نہیں دیتی۔ جہاں ذکر قائم ہو جاتا ہے وہاں کوئی اور شے قائم نہیں رہتی۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۵ جس دل میں ذکر قائم ہو جاتا ہے پھر ذکر کے سوا کوئی اور شے اس دل کی گرد تک نہیں پھٹک سکتی؛ ذکر کی حرارت ماسوا کو جلا دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۶ بلند مقام کے مکین بے حد محتاط ہوتے ہیں۔ ذرا سی لغزش سے پھسلنے کا خدشہ رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۷ عمرؓ اللہ کا خلیفہ اور اویسؒ اللہ کا فقیر تھا۔ عمرؓ نے جب اویسؒ کے حال کو دیکھا، خلافت سے بیزار ہو گیا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۸
تعمیرِ ملت:

کسی قوم کی ترقی کا انحصار کام کرنے والے مخلص بندوں کے قلبی جذبہ پر موقوف ہوتا ہے۔

جو بندہ جس قابل ہو، اسے وہی کام دیا جائے، ہر کام کرنے والے کی تحسین کی جائے، دلجوئی کی جائے، معقول اجرت دی جائے۔ اس کی پیش کردہ تجاویز پر غور کیا جائے، اس کی سفارشات پورے غور سے جانچی جائیں۔ ماشاء اللہ! پھر اس دماغ میں نو بہ نو عقلیں سُوجھنے لگتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۷۹ اوّل تو کوئی صاحبِ منزل ہی نہیں، اگر کہیں کوئی ہے تو صاحب پر منزل سوار ہے، صاحبِ منزل پر نہیں۔ جب تک کوئی صاحب اپنی منزل پر سوار ہی نہیں کسی منزل پر اور کب پہنچے گا؟

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۸۰ ایک دوست نے ایک دوست کے ماتھے پر جُوتی کا گرد لگا ہوا دیکھا۔ اگرچہ نمازی اپنی جُوتی کی حفاظت کا ذمہ دار ہے پھر بھی سجدہ کی جگہ میں سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مستحسن نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۲۸۱ **دارُالاِحسان** دین کی درس گاہ ہے قبرستان نہیں۔ اس میں گرد و نواح کے مُردوں کو دفن نہیں کیا جاسکتا۔ (ادارہ)

الحمد للحیّ القیوم

*

۱۲۸۲

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط — نماز پڑھو اور اللہ سے ڈرو۔

*

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ — نماز پڑھو اور نیکی کا حکم کرو۔

*

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ — نماز با جماعت ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

＊

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ۝ — جب تم نماز پوری کر لو، تو اللہ کا ذکر کرو۔

＊

وَالَّذِينَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ فِي جَنّٰتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ — اور وہ لوگ جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ جنت میں عزت کیے جاتے ہیں

＊

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ — بے شک نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔

＊

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝ — نماز پورے لباس سے پڑھو۔

＊

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ — لوگوں سے اچھا بولو، اور نماز پڑھو!

＊

الحمد للہ الحی القیوم

۱۲۸۳ اپنے بھائی کو قتل کر کے حوالات جانے اور سزا پانے سے یہ بہتر تھا کہ اپنے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو کر قبر میں چلا جاتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۴ اپنے بھائی کے ہاتھ سے قتل ہو کر قبر میں جانا اپنے بھائی کو قتل کر کے جیل میں جانے سے لاکھ درجے بہتر تھا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۵ سو سال کے کسی بھولے ہوئے فن کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے سو سال ہی کی جدوجہد درکار ہوتی ہے۔ اور یہ فن طب نبوی سو سال سے زیادہ عرصے سے ایک ہی کروٹ پہ بیٹھے سو رہا ہے ہم سو سال سے صرف یہ جانتے ہیں کہ بندے کے جسم میں ۲۰۶ ہڈیاں اور اتنی شریانیں ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ہم نے سیکھنے کی کوشش کی اور نہ ہی ہمیں پتہ چلا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۶ دنیا میں صرف دین مکمل ہے دیگر تمام علوم و فنون نامکمل ہیں۔ طب میں اگرچہ اطباء نے قدیم نے تمام اصول مرتب کر دیے لیکن پھر بھی ان میں تجدید ضروری ہے۔ اور طب میں یہ جدت مسلسل محنت کی متمنی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۷ ادارے حقیقت کی بنیادوں پہ قائم رہا کرتے ہیں۔ کارگزاری ادارے کی مقبولیت کی تشہیر ہوتی ہے۔ خدمات کبھی نظر انداز نہیں کی جاتیں۔ اللہ سب سے بڑھ کر قدردان ہے کسی کی بھی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۸ سریع التاثیر دوا کو اکسیر کہتے ہیں۔ اکسیر کا اصل لفظ آک شیر یعنی آک کا دودھ ہے۔ آک کا دودھ

مہلک ہے۔ لیکن جب اسے طبی اصول سے سدھار لیا جاتا ہے، اکسیر بن جاتا ہے جس بھی چیز کو آک کے دودھ میں حل کر کے کشتہ کر لیا جائے اکسیر بن جاتی ہے مثلاً بارہ سنگھا جب آک کے دودھ میں کشتہ کر لیا جاتا ہے اکسیر بن جاتا ہے اور یہ بے شمار امراض کا بے خطا علاج ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۸۹ سنت کی اتباع اپنے متبع کو کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز کر دیتی ہے۔ سنت کا متبع کسی اور طرف کبھی نہیں دیکھتا نہ ہی اُسے دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے سنت اپنے تبع کو سیر کر دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۰ اپنے کھانے کا نہیں کسی کو کھلانے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۱ گناہ۔ فطرتِ انسانی ہے۔
گناہ کے بعد پشیمانی، شرافتِ انسانی ہے۔
گناہ کے بعد توبہ، بزرگی کی نشانی ہے۔
اور گناہ کے بعد غرور، بے حیائی کی نشانی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۲ طریقت میں توکل کو بڑا مقام حاصل ہے۔ سالک جب اپنے تمام معاملات اپنے اللہ کے سوائے کہ دے اللہ ہی کے لیے اللہ کے کاموں میں محو ہوتا ہے۔ اللہ کی ذات اس کی وکیل ہو جاتی ہے اور ہر معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی پوری طرح کفیل ہو جاتی ہے۔ پھر جب وہ ہر تدبیر سے دست بردار ہو کر اپنی منزل پہ گامزن ہوتا ہے۔ نصرت اس کا استقبال کرتی ہے۔ کسی بھی میدان میں ڈگمگانے نہیں دیتی۔ متوکل کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی، نہ ہی کوئی تدبیر

ہوتی ہے، اللہ ہی کی مرضی اس کی مرضی اور اللہ ہی کی تقدیر اس کی تدبیر ہوتی ہے۔ توکل کا وسیلہ ہی متوکل کا حیلہ ہوتا ہے۔

توکل کی کفالت متوکل کے لیے کافی ہوتی ہے کسی اور کفالت کی ضرورت نہیں رہتی توکل اپنے متوکل کو کسی اور کا محتاج ہونے نہیں دیتا۔ توکل کی غیرت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کا متوکل اس کے سوا کسی اور کا اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج ہو۔ عقل توکل کی حکمت کو نہیں پا سکتی کبھی نہیں پا سکتی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا توکل ہی تو تھا جو بے خطر نمرود کی آگ میں کود پڑا اور عقل ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے۔ متوکل "إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" کا عارف ہوتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور شے نہیں رکھتا۔ اُسے قدیر کی کارسازی پر حق الیقین ہوتا ہے کسی تدبیر کو خاطر میں نہیں لاتا: توکل شاہ اور عقل کنیز ہے۔ عقل جب توکل کی حقیقت سے بہرہ ور ہوئی، کھیا نا ہوئی اور تدبیر سے دست بردار ہوئی۔

جو بھی بیڑا اللہ کے توکل پہ کسی بحر میں ٹھیلا گیا، صحیح و سلامت پار اترا سمندر کی کوئی موج اسے کبھی ڈبو نہ سکی۔

اے اوبھینے والے اطمینان پیدا کر، توکل اطمینان سے ہے، اسباب سے نہیں۔ کسی بھی سامان کا پابند مت ہو۔ یہ یقین پیدا کر، میرا اللہ مجھے کافی ہے، خیابان ہو یا بیاباں، میرا اللہ مجھے کافی و وافی ہے۔

اللہ نے فرمایا:

"میں متوکلین کو دوست رکھتا ہوں"

اور اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کا اپنے کسی ناچیز بندے کو دوست رکھنا بندگی کا انتہائی بلند مقام ہے۔

یوں دعا کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تَوَکَّلَ عَلَیْکَ فَکَفَیْتَہٗ

یعنی اے میرے اللہ! مجھ کو اپنے ان (چنے ہوئے مخلص) بندوں میں سے کرے کہ جنہوں نے تجھ پر بھروسہ کیا۔ اور (پھر) تو اُن کے لیے کافی ہو گیا۔

ہمیشہ یہ سوچا کرو کہ میرا اللہ جس پر کہ میں نے توکل کیا ہوا ہے، کون و مکان کی ہر شئے کا خالق و مالک رازق و حافظ و ناصر اور ہر شئے پر قادر المقتدر رب ہے۔ میرا اللہ جب بھی کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس چیز کے کرنے میں کسی حیلہ و تدبیر و تکلف سے کوئی واسطہ نہیں پڑتا۔ میرا اللہ جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو فرماتا ہے "کُن" یعنی (جس طرح کہ میں کرنا چاہتا ہوں، اسی طرح اور ابھی) ہو جا۔ پس وہ چیز اسی طرح اور اسی وقت ہو جاتی ہے، ذرا سی دیر بھی نہیں لگتی اور یہ ساری کائنات "کُن" ہی سے معرضِ وجود میں آئی۔

بندہ جب اپنے معاملات اللہ کے حوالے کرتا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے کہ میرے بندے کو یہ علم ہے کہ میں اس کا رب مالک الملک، قوی العزیز اور قادر المقتدر ہوں۔ میرے بندے نے یہ تسلیم کر لیا کہ میری تقدیر کے آگے اس کی تدبیر کوئی معنی نہیں رکھتی گویا اس نے اپنی بے بسی و بے کسی کا اعتراف کر لیا اور اپنے تمام معاملات میرے ہی حوالے کر دیے۔

متوکل رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے، اللہ کی رحمت متوکل پر ہر وقت چھائی رہتی ہے۔

متوکل اپنی ہر حاجت اپنے اللہ ہی سے مانگتا ہے جیسے کہ بچہ اپنی ماں سے بچے کو اپنی ماں سے مانگتے اور بار بار مانگتے قطعی کوئی شرم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی نظروں میں کوئی دوسرا اس کا حاجت روا ہوتا ہے۔ متوکل کی بھولی بھالی باتیں بڑے بڑوں کو موہ لیتی ہیں۔ اور متوکل کا بھولا پن مصنوعی نہیں، فطری ہوتا ہے، بناوٹی نہیں، قدرتی ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کی طرف اللہ سے ہمکلام ہونے جا رہے تھے کہ راستے

میں ایک گڈریا ملا جو کہہ رہا تھا:

"اے میرے اللہ! اگر تو مجھے مل جائے تو میں اپنی بھیڑوں کے دودھ سے تیرے سر کے بالوں کو دھوؤں، تیرے سر سے جوئیں نکالوں"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سن کر روکا اور کہا کہ اللہ کی شان میں ایسے کلمات مت کہو، وہ بیچارہ یہ سنتے ہی چپ ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پہ اللہ سے ہمکلام ہوئے تو اللہ نے فرمایا:

"موسیٰ! تو وصل کرانے آیا ہے، نہ کہ فصل! میرا بندہ تن و من سے مجھ میں محو تھا، تو نے اس میں جدائی ڈال دی"۔

اسی طرح اس علاقے کے ایک زمیندار کو توبہ کی توفیق عنایت ہوئی۔ وہ آدھی رات کو اٹھتا، غسل کر کے مسجد میں اللہ کے حضور کھڑا ہو کر ایک مدت یہ کہتا رہتا کہ "یا اللہ! میں بڑا گناہگار ہوں، مجھ سے بڑے بڑے گناہ ہوئے، تو مجھ کو بخش دے۔ یا اللہ تیرے سوا میرا اب کوئی آسرا نہیں"۔ اسی طرح اس کی رات گزر جاتی۔

ایک دن اس کے ایک رشتہ دار کو پتہ چلا کہ وہ رات کو گھر پہ نہیں ہوتا۔ نامعلوم کہاں کہاں جاتا ہے۔ اس کا تعاقب کیا اور اس نے اس کی مناجات اپنے کانوں سے سنی۔ اُس نے اسے ٹوکا اور کہا چچا! اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ صبح میرے پاس آنا میں تجھ کو نماز سکھاؤں گا۔ جب اسے پتہ چلا کہ اس کا بھید ظاہر ہو گیا پھر وہ وہاں نہیں گیا۔ اس آدمی نے کہا میں رات کو پھر اسی وقت مسجد میں گیا۔ لیکن وہ شخص مسجد میں نہ تھا۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۲ محبت کے بغیر اتباع ناممکن اور اتباع کے بغیر محبت ایک غیر معتبر دعویٰ ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۴ ابتلاء سے اہلِ بصیرت ہی عبرت حاصل کیا کرتے ہیں، ہر کوئی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۲۹۵ بزرگی کے مقامات تو دور کی اور ہی ہیں۔ عام مسلمان کی تعریف میں اللہ رب العالمین اور اس کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق نہیں کھاتا۔

امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

کسی کی دل آزاری نہیں کرتا۔

اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرتا۔

کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

کسی کی غیبت نہیں کرتا۔

نہ چغلی کرتا ہے، نہ حسد۔

آپ اپنا جائزہ لیں:

کیا آپ اپنے کسی مسلمان بھائی کا حق تو نہیں کھاتے؟

کیا امانت میں خیانت تو نہیں کرتے؟

کیا لوگ آپ سے دکھی تو نہیں ہیں؟

کیا آپ اپنے وعدے پورے کرتے ہیں؟

کیا آپ جھوٹ تو نہیں بولتے؟

کیا آپ غیبت یا چغلی تو نہیں کرتے؟

کیا آپ کے دل میں حسد نہیں؟

اور کیا آپ نہیں جانتے ؟ کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو۔" یہ ہماری وہ چند بنیادی خامیاں ہیں کہ جب تک یہ دور نہیں ہوتیں۔ ہماری کوئی جدوجہد کوئی رنگ نہیں لا سکتی۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۱۲۹۶ استقامت کی آغوش میں حکایت ہوتی ہے۔ استقامت اپنی آغوش میں ایک حکایت لایا کرتی ہے۔ اور وہی حکایت آنے والی نسلوں کو عبرت کا درس دیا کرتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۲۹۷ مخلوق جب خالق کے خلق پہ استقامت حاصل کر لیتی ہے ایک حکایت بن جاتی ہے اور وہ حکایت آنے والی نسلوں کے لیے نشانِ منزل کا کام دیا کرتی ہے۔

میاں : یہاں سدا نہیں رہنا، اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ بھلے بھلے جب اس دنیا سے گئے، روتے ہوئے گئے، اس حال میں جی کہ مرتے وقت کوئی حسرت باقی نہ رہے اللہ کی یاد اور مخلوق کی خدمت بہترین عبادت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۲۹۸ تیرا مقام خاک اور تیرا کام خدمت ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی مقام نہیں اور اس سے افضل اور کوئی کام نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۲۹۹ مقامات کے گرد مت گھوم! مقامات تیرے گرد گھومیں، کسی مقام کی طلب مت کر، پرواہ مت کر، نیستی کا مقام ہر مقام پہ حاوی اور ہر مقام اس کی زد میں ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۳۰۰ یہ عمارت اپنے آپ نہیں بنی معمار کی بنائی ہوئی ہے۔ اپنے آپ کوئی بھی شے کچھ نہیں بنا کرتی بنانے ہی سے ہر شے بنتی ہے، اسی طرح قومی و ملی تعمیرات و ترقیات بھی معماروں کی محتاج ہیں۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۳۰۱ آدمی اپنے رب کے احسانات کی قدر نہیں کرتا، اس لیے شکر نہیں کرتا۔ بہت کم آدمی اللہ کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں، یہی آدمی کی سب سے بڑی کمی ہے اگر کوئی دَم دَم کے ساتھ بھی اپنے اللہ کا شکر کرے، تو بھی کم ہے، طریقت کی منزل شکر کے ساتھ چلا کرتی ہے۔ ہر دم شکر کر، ہر نعمت پہ کر، بار بار کر، بے شمار بار کر! ذکر کے ساتھ شکر ضروری اور نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ہے۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۳۰۲ ہر محسن کے احسان کے بدلے میں جَزَاكَ اللّٰهُ، يَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، يَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ کہنا محسن کے احسان کا فوری بدلہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے محسن کا شکریہ ادا کر"

ایک اور جگہ فرمایا:

"جو آدمی انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا، اللہ کا بھی نہیں کرتا"

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۳ سیاہی جاذب میں جذب ہو کر مجذوب ہوئی پھر کسی بھی طرح جاذب سے دور نہیں جاسکتی نہ ہی کوئی ربڑ اُسے مٹا سکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۴ محویت کو منتشر کرنے کے لیے شیطان ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ لیکن کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ طالب جب اپنے مطلوب میں محو ہوتا ہے۔ کسی کی بھی اور کوئی مداخلت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ایک اللہ کا بندہ جب ہمہ تن و من محو و منہمک ہوا، اور جب کسی بھی طرح اس کی توجہ منتشر نہ ہوئی تو شیطان اس کی ماں کی صورت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اگر تو اب بھی نہ اُٹھا تو میں دریا میں کود جاؤں گی۔ وہ ایک تیز رُو دریا کے کنارے اپنی دھونی رمائے بیٹھا تھا۔ اس پر بھی وہ اللہ کا بندہ بدستور اپنے عزم پر ڈٹا رہا؛ حتیٰ کہ وہ اپنی مراد کو پہنچا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۵ ہر مٹی سے برتن نہیں بنا کرتا۔ برتن بنانے والی مٹی خاص ہوتی ہے اور مٹی کی تہ میں عام نظروں سے اوجھل ہوتی ہے۔ کمہار کے سوا کسی دوسرے کو اس کی پہچان نہیں ہوتی۔ اس کے ذرات میں وہ خاص تعمیری اجزا ہوتے ہیں جو عام مٹی میں نہیں ہوتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۶ اسلاف کا قدیم دستور دین کی شہرت اور نفس کی مذمت ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۱۳۰۷ یہ دانشمندی کیسی ؟ جس مال نے تیرے ساتھ جانا ہے اور تیرے کام آنا ہے اس کی تجھے کوئی پرواہ نہیں ، لیکن جس مال کو تیری کوئی پرواہ نہیں نہ تیرے ساتھ جانا ہے اور نہ ہی تیرے کسی کام آنا ہے ۔ اس کی تجھے بڑی پرواہ ہے ۔ اور اسے حاصل کرنے کے لیے زندگی کا سارا زور لگا دیتے ہو

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۸ پتھر میں کوئی سبزہ نہیں اگتا ، حالانکہ جو بھی سبزہ اگتا ہے پورہی سے گزر کر زمین میں جاتا ہے ، اسی طرح اے جانِ من : قال قال ہے ، بلا عمل باعثِ وبال ہے ۔ اب آپ خود ہی غور فرمائیں جو آپ کہتے ہیں کیا کرتے بھی ہیں ؟ اگر کر و اثر ہو ، ماشاء اللہ : ہر خصلت کے دامن میں ایک اثر ہوتا ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا : حسد بد ترین اور اخلاق بہترین خصلت ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۰۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النِّسَآءِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ[1]

ف : دعا کے ربط سے معلوم ہوا کہ قبر کا عذاب اکثر عورتوں کے فتنہ کے باعث ہوتا ہے ۔ عورتوں کا فتنہ کوئی معمولی بات نہیں ۔ یہ فتنہ دنیا بھر کے فتنوں کا منبع ہے ۔ بڑے بڑے جوانمرد اس میدان میں گھٹنے ٹیک گئے اور کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں مگر وہ اور

---

[1] یچ بوستے والی تالی ۔

وہ جسے کہ اللہ نے اس سے محفوظ رکھا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

۱۳۱۰ مایوسی شیطان کا مہلک ہتھیار ہے اس کے پاس اس سے مہلک اور کوئی ہتھیار نہیں۔ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ کوئی ناکامی مومن کی راہ نہیں روک سکتی، ناکامی شاندار کامیابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جب تک کوئی ناکام نہیں ہوتا، کامیاب نہیں ہوتا۔ اللہ کی راہ سیدھی راہ ہے۔ سیدھی راہ پر چلتے جو مشکل در پیش ہو، پرواہ مت کر، اپنی راہ مت چھوڑ! عطا و بلا سے بے نیاز ہو کر چل! سینہ تان کر دندناتا ہوا چل! اس منزل میں تدبیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ البتہ عزم اللہ کی تقدیر ہوتا ہے۔ تیرا عزم اللہ کی تقدیر ہو۔

مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

۱۳۱۱ خناس و ہمزاد و شیطان باتوں سے نہیں عمل سے مغلوب ہوتے ہیں۔ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے شیطان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے گویا شیطان کو کوڑے مارتا ہے اور وہ بہرہ ہو جاتا ہے۔ جب استغفار کرتا ہے گویا شیطان کا سر پھوڑتا ہے اور جب ذکر کرتا ہے گویا شیطان کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ!

۱۳۱۲ روزی میں برکت ہوتی ہے کثرت نہیں ہوتی۔ جس روزی میں برکت ڈال دی جاتی ہے، کبھی

کم نہیں ہوتی، اگرچہ تھوڑی ہو، اور جس روزی میں برکت نہیں ہوتی، کبھی پوری نہیں ہوتی اگرچہ کثرت سے ہو۔ اللہ سے برکت مانگ، کثرت مت مانگ۔ کفایت کے درجہ کی روزی بہترین ہوتی ہے۔ جو کھانے کے لیے کم نہ ہو، اور جمع کرنے کے لیے نہ ہو؛ کثرت بلا برکت قلت اور قلت با برکت کثرت ہے۔

یہ کلمات حصولِ برکت کا سریع الاثر ذریعہ ہیں :

۱ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

۲ : لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۳۱۴۔ ایک دن ایک منزل ہے۔ جب کوئی چلے، اُسے پتہ ہو کہ اس نے دن کی منزل میں سے اتنی منزل طے کر لی اور اتنی ابھی باقی ہے۔ جب تک پوری طے نہ کرے، فکرمند رہے اور جب تک فارغ نہ ہو آرام نہ کرے؛ جو ہر روز ایسا کرے صاحبِ منزل ہے۔

ہر سالک اپنی منزل پہ گامزن ہوتا ہے۔ منزل کے مدارج ایک سے نہیں ہوتے، ذوق، قوت اور گنجائش پہ موقوف ہوتے ہیں۔ منزل جب جوبن پہ آتی ہے حال کو مطمئن اور محل کو معطر کر دیتی ہے۔ من میں گھر کر لیتی ہے، دم بھر کے لیے بھی جدائی گوارا نہیں کرتی اور کسی غیر کو داخل ہونے نہیں دیتی۔

اگرچہ پھول کے دامن میں پھل ہوتا ہے پھر بھی منزل جب پھل پہ آتی ہے پھول جھڑ جاتے ہیں، پودے کی پوری قوت پھل کی نشوونما میں صرف ہوتی ہے۔ پھل جب پک جاتا ہے ہر بازار میں قیمت پاتا ہے، کھانے والوں کو شیریں لذت پہنچاتا ہے کچے اور کھٹے پھل نہ کھانے کے لائق ہوتے ہیں، نہ بازار میں لے جانے کے۔ منزل طے کر چکنے کے بعد ہی

ہر پھل پکتا اور شیریں بنتا ہے، پہلے ہی روز نہیں ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ؛

۱۳۱۴ انسانی کردار کے بعض نمونے اس قدر اللہ کو پسند ہوتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے اپنے نیک بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ؛

۱۳۱۵ یہ پھولدار پودے تیری رحمت کے پانی کے بغیر سورج کی تپش کی تاب نہیں لا سکتے ذرا سی بھی دھوپ برداشت نہیں کر سکتے کمھلا جاتے ہیں، سوکھ جاتے ہیں ؛

یا اللہ ! ان پہ اپنی رحمت کی بارش فرما !

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ؛

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۱۶ خزاں میں کانٹوں کی بہار ہوتی ہے اور عارضی ہوتی ہے ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۱۷ دنیا بھر کے پرندے اور درندے نفس ہی کی خصلت کے ترجمان ہیں ۔ چار مشہور ہیں

کوا ، بندر ، بھیڑیا اور سانپ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۱۸ یا اللہ! یہ شرف نفرنے جنگل ہی کے سایہ دار درختوں کو بخشا ہوا ہے کہ وہ کسی موسم میں بھی گرما ہو یا سرما بالکل نہیں کملاتے، سدا ہرے بھرے رہتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۱۹ بھیڑ زندہ ہو یا مردہ، گوشت ہی کی بوری ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۰ بھیڑیا جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جب اپنی مستی میں آکر چنگھارتا ہے نقارے پر منڈھی ہوئی بھیڑ کی کھال آواز کو سنتے ہی شق ہو جاتی ہے! اللہ! اللہ! اللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۱ مارخور ایک بکرا ہے جنگل میں رہتا ہے جب بھوک لگتی ہے، سانپ کے بل پہ منہ رکھ کر تھتول کے ذریعے زور سے سانس اوپر کھینچتا ہے اور سانپ کو بل سے باہر گھسیٹ کر کھالیتا ہے مرے ہوئے مارخور کی کھال میں یہ تاثیر ہے کہ جہاں وہ کھال ہوگی، سانپ اس جگہ کو چھوڑ جائے گا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۲ آمدم بر سر مطلب:۔

سالکِ طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن صفات گردیدہ، و دیگر بنات و۔

شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۳ یہ نور ازلی ہوتا ہے اور پیشانی میں موجود ہوتا ہے لیکن مستور ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۴ نفس کی کدورت کی میل اس نور کو محجوب کیے ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۵ نفس جب کدورت سے پاک ہو جاتا ہے، یہ نور منور ہو جاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۶ ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بجاویں سو سو حیلے کرو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۷ عطا پہ شکر، بلا پہ صبر، خطا پہ ندامت اور گناہ پہ توبہ، طریقت کی مقبول الاسلام منزل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۲۸ حضرت مخدوم صابر صاحبؒ نے اللہ کے ایک بندے کو فیض عنایت فرمانے کے لیے محبت بھری نگاہوں سے دیکھا، وہ وہیں جان بحق ہو گیا۔ چند دن بعد پھر کسی اور کو دیکھا وہ بھی سرکار کی

محبت کے جمال کے فیض کی تاب نہ لاسکا، وہ بھی جاں بحق ہوگیا، اس پہ آپ نے حضرت سرکار باوا صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ " میں جس کو فیض دینے کی نیت کرتا ہوں، جاں بحق ہوجاتا ہے " پھر آپ کلیر شریف سے پاکپتن شریف کو چل دیئے۔ جب پاک پتن شریف کے قریب پہنچے تو آپ کو ایک آدمی ملا جس کے کاندھے پر بہنگی تھی، بہنگی کے ایک پلڑے میں بڑ کا ایک چھوٹا سا پودا، اور دوسرے میں پانی کی منٹکی تھی، وہ تھوڑی دور جاتا، پانی کے چند قطرے بڑ کی جڑ میں ڈال دیتا۔ آپ نے اسے اسی طرح کرتے جب دو چار مرتبہ دیکھا، فرمایا " یہ کیا کرتے ہو؟ ایک ہی بار پانی کیوں نہیں ڈال دیتے؟ انہوں نے نہایت عمدہ انداز میں جواب دیا کہ آپ ایک بار پانی ڈالنے کا نتیجہ نہیں دیکھ چکے؟ بڑ کا پودا ابھی بہت ہی چھوٹا ہے، چند قطروں سے زیادہ پانی کی تاب نہیں لاسکتا۔ اگر سارا پانی ڈال دیں گے تو اُس کی جڑیں، جو بہت ہی نازک ہیں، گل جائیں گی۔

پھر آپ باوا صاحبؒ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے، اور سوال پیش کیا۔ سرکارؒ نے فرمایا:

کیا آپ کے سوال کا جواب آپ کو راستے میں نہیں ملا؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۲۹ قالِ تلقین کی فرمائش کرتا ہے اور حال مجبور۔ حال پہلیل مچا دیتا ہے، قبر میں سے مُردے چلا دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۰ پیوند کے بعد پودا نیچے سے گیا نہیں اوپر سے رہا نہیں، اصل قائم رہی فصل بدل گئی۔

تنا نہیں بدلا ، پھل بدل گیا ۔ اسی طرح بندے کی بندے سے مل کر خصلت بدلتی ہے ، اصل نہیں بدلتی ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۳۱ لوہا پارس سے مل کر سونا ہوا اور چندن چمارسے مل کر بے قدر ، بے آبرو اور ذلیل ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۳۲ طالب مطلوب کو مل کر ایسے مطمئن ہو جاتا ہے جیسے کہ قیس لیلیٰ کو اور یہ منازلوں کے سکون ، ایمان کی تقویت اور بلندی مراتب کا انسب دستور ہے ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۳۳ خیرات میں اسراف نہیں ، حرام میں خیرات نہیں ۔ سرقہ میں برکت نہیں ، جمود میں حرکت نہیں ۔ لذت میں قوت اور تسلیم میں کوفت نہیں ہوتی ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۳۴ اپنے وطن کا کھانا اور گانا ہر بندے کو مرغوب ہوتا ہے ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۳۳۵ بننا چاہتے ہو تو :

انسان بنو ________ مسلمان بنو

ذاکر بنو　　شاکر بنو

امین بنو　　مسکین بنو

مہربان بنو　　قدر دان بنو

حلیم بنو　　کریم بنو

خلیق بنو　　شفیق بنو

نمازی بنو　　غازی بنو

رومی بنو　　جامی بنو

محسن بنو　　متوکل بنو

مومن بنو! مخلص بنو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۳۳۶ فراق کی مستی کی بیقراری، سوز و گداز، اور سوز و گداز دل کی زندگی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۳۳۷ ایک دن جبریلؑ نے عرشِ عظیم سے یہ ندا سنی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ یعنی اے میرے بندے میں حاضر ہوں، بتا کیا چاہتا ہے۔ یہ سن کر جبریل علیہ السلام متحیر ہوئے کہ ایسا کون بندہ ہے جس کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ میں حاضر ہوں، بتا کیا چاہتا ہے؟
جبریلؑ نے بارگاہِ صمدی میں عرض کی، جواب ملا فلاں جگہ جاؤ، جبریلؑ نے دیکھا کہ ایک بت پرست ایک پتھر کی مورتی کے سامنے بیٹھا لوٹ پوٹ ہو رہا ہے نہایت خضوع و خشوع سے پتھر سے اپنی حاجت مانگ رہا ہے اور اس طرح مانگ رہا ہے کہ پتھر کے سوا پوری کائنات

اس کی نظروں میں گویا ہے ہی نہیں ۔ بت پرست کا یہ اخلاص اور محویت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی کہ لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ کی ندا سے نوازا ۔

اے مخاطب ! اے میری جان !

بحر محویت برہمن کو بُت کے آگے ہے، تجھ کو کعبہ میں بھی نہیں ! یا شیخ ! محویت کے میدان میں تجھ سے ایک برہمن بازی لے گیا تو اپنی اس نادانی پر رو : تو نے کبھی اپنے رب کو اس طرح نہیں پکارا ۔ جس طرح ایک برہمن بت کے سامنے پکارتا ہے ۔

تیرا سر سجدے میں ہوتا ہے اور دل گھر میں اور روز ایسا ہوتا ہے لیکن تم نے کبھی بیٹھ کر یہ نہیں سوچا کہ کیوں ایسے ہوتا ہے ؟ اسی طرح عمر گزر جاتی ہے ۔ تو نے اپنی اس حالت کو بدلنے کے لیے کبھی کوئی فکر نہیں کی ۔ کوئی قدم نہیں اٹھایا ۔ تیری یہ حالت مذموم ہے، مستحسن نہیں ۔ اس حال میں کیا ہمارا رکوع اور کیا ہمارا سجود ۔

ہمارا حال یا اللہ ! تیری رحمت کا محتاج ہے ۔ یا اللہ ! یہ اعضا اگرچہ ہمارے ہیں، ان میں سے کسی پر بھی، ہمیں کوئی قدرت حاصل نہیں ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۳۳۔ اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی بھی شے کے طلب گار نہیں ہوتے اور مطلق نہیں ہوتے ۔ ان کی نظروں میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے کوئی وقعت نہیں رکھتی ۔ ہیچ و بیکار ہوتی ہے کسی بھی درجے یا منصب کی کوئی طلب نہیں کرتے ۔

صحرا کے پھول کی طرح گمنام زندگی گزار کر چل دیتے ہیں ۔ بنی بنائی پہ آتے ہیں اور بنی بنائی چھوڑ جاتے ہیں ۔ اللہ کے کاموں کو حکمت پہ مبنی سمجھ کر ہر امر کو، اگرچہ وہ بظاہر ناخوشگوار ہو خندہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہیں، کبھی اعتراض نہیں کرتے اور نہ ہی کسی حال کو بدلنے کی فرمائش

کرتے ہیں۔ حال حال پہ عنایت ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۳۳۹ اللہ نے اپنے بندوں کی نظروں کو وہ استغنا عنایت کیا ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں دنیا و ما فیہا کی کوئی بھی شے، بالکل جچا نہیں کرتی، سونا ہو یا مٹی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۳۴۰ کسی عمدہ کھانے کی رغبت نہیں رکھتے جو روزی اللہ دیتا ہے، شکر کر کے کھا لیتے ہیں، حلوہ ہو، یا نانِ جویں، اسی طرح تن ڈھانپنے کے لیے جو بھی کپڑا میسر ہو، پہن لیتے ہیں۔ زیبائش و آرائش کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ کے بندے اللہ ہی کے لیے دنیا میں جیا اور مرا کرتے ہیں، اللہ کے کاموں کے سوا کسی اور کام میں کبھی مصروف نہیں ہوتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

اللہ کے بندے:

ہر بندہ اللہ کا بندہ نہیں، اگرچہ اللہ کا بندہ ہے، اللہ کے بندے خاص ہوتے ہیں اور وہ اللہ ہی کے ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابن مسعود قال قال	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سلم ان للہ فی الخلق ثلاث	فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ تعالٰی

مائتۃ قلوبہم علی قلب ادم
و للّٰہ فی الخلق اربعون
قلوبہم علی قلب موسی وللّٰہ
فی الخلق سبعۃ قلوبہم
علی قلب ابراھیم وللّٰہ
فی الخلق خمسۃ قلوبہم
علی قلب جبرائیل وللّٰہ
فی الخلق ثلاثۃ قلوبہم
علی قلب میکائیل وللّٰہ فی
الخلق واحد قلبہ علی
قلب اسرافیل فاذا مات
الواحد ابدال اللّٰہ مکانہ
من الثلاثۃ واذا مات
من الثلاثۃ ابدال اللّٰہ
مکانہ من الخمسۃ واذا
مات من الخمسۃ ابدال اللّٰہ
مکانہ من السبعۃ واذا
مات من السبعۃ ابدال اللّٰہ
مکانہ من الاربعین واذا مات من
الاربعین ابدال اللّٰہ مکانہ من الثلاث مائۃ

کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
آدم علیہ السلام کے مناسب ہوتے ہیں اور
چالیس وہ ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ
علیہ وسلم کے دل کے مناسب ہوتے ہیں ۔
اور سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے
ہیں اور پانچ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے مناسب ہوتے ہیں ۔اور
تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل
علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور
اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا
دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے
مناسب ہوتا ہے ۔ جب ایک فوت ہو جائے
تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تین میں سے ایک
چن لیتا ہے اور جب تین میں سے ایک مر جائے
تو اس کی جگہ پانچ میں سے ایک داخل کیا جاتا
ہے اور جب پانچ میں سے ایک مر جائے تو اس
کی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب
سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ
چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب چالیس

واذا مات من الثلاث مائة	میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ تین سو میں
ابدال الله مكانة من العامة	سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے
فيهم يحيي ويميت ويمطر	کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے
وينبت ويدفع البلاء ۔	ایک شامل کیا جاتا ہے ۔ پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ
رواه حلية ابى نعيم وابن	زندگی موت ، بارش ، پیداوار اور مصیبتیں دور
عساكر ۔	فرماتا ہے ۔

اسے ابو نعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکر

نے روایت کیا ہے ۔

کنز العمال الجزء السادس صفحہ ۲۳۹

شمار ۴۲۵۳

۱۳۴۱ ہماری زندگی کا ہر سانس اللہ کی کسی نہ کسی نعمت کا رہینِ منت ہے ۔ جس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اپنی نعمتیں عنایت فرمائی ہیں شکر کی توفیق بھی عنایت فرمائے ۔ آمین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی کسی نعمت سے نوازتا ہے ، اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس نے گویا اس نعمت کا شکر ادا کر دیا پھر اگر دوبارہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے شکر کا از سرِ نو ثواب دیتا ہے اور اگر تیسری بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے ۔

ایک اور جگہ فرمایا :

جب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے پہ نعمت کا انعام فرماتا ہے ، اور وہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے اس نعمت سے جو اسے ملی تھی بہتر نعمت عطا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۴۲ کائنات کا ہر ذرہ، کائنات کا ضروری جزو اور کس نہ کسی بخشش وکرم کی نشاندھی کرتا ہے۔

ہر درخت کا ہر پھول، سورج کی ہر کرن،

ہوا کا ہر جھونکا، بارش کا ہر قطرہ!،

چاند کی ہر گردش!، ستاروں کی ہر جھلملاہٹ

پرندوں کی ہر چہچہاہٹ

اس کی ربوبیت کی ایک علامت اور اس کی رحمت کی ایک چارہ سازی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ!

ہر درخت کا ہر پتہ، ہر پھول کی ہر پنکھڑی اور سورج کی ہر کرن ارادتِ ازلی ہی کے نور سے منور ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۳۴۳ میرے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مجھ سے کچھ بھی نہیں چاہتے، مگر یہ اور صرف یہ کہ میں کہوں، کہ:
تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تیرے سوا کوئی دوسرا رب ہے، اور نہ ہی تیرا یہ بندہ کسی اور کا بندہ ہے۔ بندہ جب صدقِ دل سے یہ کہتا ہے اسی وقت اللہ رب العٰلمین اسے اپنی ربوبیت کی آغوش میں لے لیتا ہے، غنا کا باب کھول دیتا ہے، احتیاج کے تمام دروازے بند کر دیتا ہے، ماسوا سے

بے نیاز کر دیتا ہے۔

بندہ جب سچے دل سے توبہ کرتا ہے، قبول فرما کر بخش دیتا ہے۔ جب یہ کہتا ہے کہ ہر قسم کی عبادات تیرے ہی لیے ہیں اور وہ تیری ذات و صفات میں کسی کو بھی اور کسی بھی معاملہ میں، ظاہری ہو یا باطنی، کبھی شریک نہیں ٹھہراتا۔ اسی وقت راضی ہو کر اگرچہ نامۂ اعمال گناہوں سے بھرپور ہو، بخش دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے کہ تیرا بندہ تیری توفیق کے بغیر کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، نہ گناہوں سے بچ سکتا ہے، نہ نیکی کر سکتا ہے، خوش ہو جاتا ہے، فرماتا ہے:

میرے بندے کو پتہ ہے کہ میرے سوا اسے کوئی دوسرا نہ گناہوں سے بچا سکتا ہے نہ نیکی کی توفیق عنایت فرما سکتا ہے، اور نہ ہی اس کے گناہوں کو بخش سکتا ہے

میرا بندہ میرا اطاعت گزار ہوا اور اس نے اپنے تمام معاملات میرے ہی سپرد کر دیئے، مجھ ہی کو سونپ دیئے۔

اور اللہ ماشاء اللہ ستار العیوب، غفار الذنوب اور غفور رحیم ہے۔ بندہ جب اللہ کی یاد میں محو ہوتا ہے، اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے۔ دل کو سکون، جسم کو توانائی اور روح کو رفعت ملتی ہے

جب یہ کہتا ہے یا اللہ! مجھ کو اپنے ان بندوں میں کر لے جنہوں نے کہ تیری ذات پہ بھروسہ کیا اور تو ان کے لیے خیابان ہو یا بیابان، کافی ہو گیا؛ اسی وقت اسے اعلیٰ درجے کا ایمان اور اعلیٰ درجے کا توکل مرحمت فرما دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے:

میں گمراہ ہوں، مجھ کو ہدایت بخش؛ ہدایت بخش دیتا ہے۔

جب یہ کہتا ہے:

میں جیسا بھی ہوں، گنہگار و خطا کار، تیرا ہی ہوں، تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ

ہی سے مدد چاہتا ہوں : میری مدد فرما !
اسی وقت مدد فرما دیتا ہے ، ذرا بھی دیر نہیں کرتا ۔
جب یہ کہتا ہے :
نیز ! یہ بندہ تیرے سوا تیری قسم ! کسی بھی شے کا مطلق طلب گار نہیں ، تیرے سوا
تیرے اس بندے کی نظروں میں ہر شے ہیچ و بے کار اور نظر ہی کا فریب ہے
علم و حکمت اور عشق و رقت کے چشمے بہا دیتا ہے ۔ میرے اللہ کے خزانے بھرپور اور کسی
بھی خزانے میں کوئی کمی نہیں ۔

یا اللہ !

تو میرا رب وحدہٗ لاشریک ، کون و مکان کا خالق و مالک و رازق و حافظ و
ناصر اور ہر شے پر قادر المقتدر ہے !
یا اللہ ! اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھ سے درگزر
فرما ! آمین !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۴ محبت کے کسی بھی حال کا اظہار ، محبت کی رسوائی ، باطن کی پردہ دری اور طریقت کے منافی
ہے ! اپنا کوئی حال کسی پر مت کھول !
سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کو اپنا سپنہ ہی تو بتایا تھا !
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

نور نور نور

۱۳۴۵

سَقَّہ

لغوی ، معنوی اور تاریخی پس منظر میں

اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے کائنات میں تین حصے پانی کو پیدا کیا اور کرۂ ارض کو پانی کے اوپر تیرایا۔ ارض وسما میں باہمی رابطہ قائم کر کے اپنی مخلوق کو اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ گویا ابد سے لے کر ابد تک پانی کو انسان سے خاص نسبت بخشی گئی تاکہ مخلوقِ خدا ہر طرح سے سرشار و شاداب رہے۔ کائنات میں پانی کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے اور اس کے لیے کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر پہ اپنا عصا مارنے کا حکم ہوا، جس سے پتھر سے پانی کی نہریں جاری ہو گئیں تو کبھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے چشمۂ زمزم پھوٹ نکلا۔

لفظ سَقَّہ غالباً سَقا ہے جس کا مطلب عربی زبان میں پلانا ہے۔ گرامر کے لحاظ سے یہ لفظ مصدر ہے اور ساقی اس کا فاعل ہے جس کا مطلب پلانے والا ہے۔

معاشرے میں جب افراد کو پانی پلانے کی خدمات انجام دینے کو بطور پیشہ رواج ملا ہوگا۔ تو نہ جانے کتنے بڑے بڑے لوگوں نے یہ خدمت انجام دی ہوگی اور پھر انھوں نے امراء سے لے کر غرباء تک، نوابوں سے لے کر بادشاہ کے محلات تک میں نہ جانے کب سے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ بعثتِ نبوی سے پہلے مدتوں سے قریش کے معزز قبیلے نے مکہ معظمہ میں ایک شعبہ مقرر کر رکھا تھا جس کا نام سقایا تھا جو ایامِ حج میں مہمانوں کو پانی پلانے کا انتظام کرتا تھا۔

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ حضورؐ کے بڑے خدمت گزار تھے۔ آپؓ نے دس برس تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپؐ جو حکم

فرماتے بجا لاتے ، اور خصوصاً پانی پلانے کا فریضہ انجام دیتے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے خوش ہو کر ایک دعا تعلیم فرمائی ، جس کے صدقہ آپؓ نے بہت عروج اور عزت حاصل کی ۔ آپؓ مدینے کے چوک میں دہی کی لسی بنا کر پلاتے پلاتے کپڑے کے بہت بڑے تاجر بن گئے ۔

قصص الحسنین میں شام کے سوداگر کا ذکر ہے اس کا نام مالک بن ذعر تھا اور کپڑے کا کاروبار کرتا تھا ۔ اس نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ملک مصر سے اسے ایک بردہ ملا ہے جو حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتا وہ اس کو دنیا میں مالا مال کرنے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی ہے ۔ معبروں نے تعبیر بتائی کہ ملک مصر سے اسے واقعی ایسا ایک بردہ ملے گا ۔

چنانچہ اس نے اس تعبیر کے لیے براستہ کنعان مصر جانا شروع کر دیا ۔ مسلسل دس سال تک جاتا رہا ، لیکن گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آیا ۔ ایک مرتبہ جب وہ گیا تو قسمت چمک اٹھی ۔ ایک جنگل میں پڑاؤ کیا اور اپنے سالارِ آب (سقے) بشریٰ کو حکم دیا کہ پانی کا انتظام کرو ۔ بشریٰ پانی کی تلاش میں نکلا تو دور اُسے ایک غیر آباد کنواں نظر آگیا ۔ بشریٰ نے اپنے ساتھی "مال" کو آواز دی کہ ڈول لائے ۔ ڈول ڈالا گیا ، اوپر کھینچا تو بہت وزنی تھا ۔ دونوں نے مل کر زور لگایا ۔ وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈول کے ساتھ ایک نوعمر شاہزادہ ہے جس کے حسن و جمال کی آنکھیں تاب نہیں لا سکتی تھیں ۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے جنہیں ان کے بھائی سیر کے بہانے لائے اور حسد کی وجہ سے اس کنوئیں میں پھینک گئے تھے ۔ بشریٰ نے فرطِ مسرت سے آگے بڑھ کر آپ کو پیار کیا اور سینے سے لگایا اور پھر اپنے آقا کے پاس لا کر کہا ۔ اے مالک ابن ذعر ! جو شخص آج تیرے اس خواب کی تعبیر کو سچ کر دے جس کے لیے تو دس سال سے بیتاب ہے تو بتا تو اسے کیا دے گا ۔ مالک ابن ذعر نے کہا ۔ میں اسے ایک ایک ہزار دینار اور اپنی ہمشیر کا رشتہ دوں گا ۔ چنانچہ بشریٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مالک کے سامنے پیش کر دیا اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوا ۔ مالک ابن ذعر نے اپنے خواب کی تعبیر پائی

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالنے کا شرف ایک سقہ ہی کو حاصل ہوا۔

حادثۂ کربِ و بلا میں پانی کا ذکر جس انداز میں آتا ہے، روح کانپ اٹھتی ہے۔ حضرت امام عالی مقام شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے عزیز و اقارب جن کا مختصر سا قافلہ صرف بہتر نفوس پر مشتمل تھا کربلا کے پہنچتے ہوئے ریگ زار میں خیمے لگائے بیٹھا تھا۔ یعنی ابنِ زیاد کے فوجی ان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ شدت کی گرمی، چلچلاتی دھوپ، جلتا ہوا صحرا اور پانی ہر طرف سے بند تھا۔ قافلہ کا ہر شخص پیاس کی شدت سے بے تاب تھا کہ اتنے میں عباس علیہ وارثؑ امامؑ عالی مقام کے پاس حاضر ہوئے، التجا کی کہ اجازت ہو تو جاؤں اور فرات سے پانی بھر لاؤں۔ امام عالی مقام نے فرمایا، اے عباس! اے میرے بھائی! تو نہیں دیکھتا کہ امتحان کتنا سخت ہے۔ دشمن تمہیں ہر گز پانی نہیں لینے دیں گے۔ صبر کرو اور انتظار کرو کہ حوضِ کوثر تمہارا منتظر ہے لیکن بچوں اور عورتوں کا پیاس سے بلکنا نہ دیکھا گیا اور علمدارِ حسینؑ مشکیزہ اٹھا فرات کی جانب بڑھے، کوئی دیکھ رہے تھے لیکن آپ کمالِ جرأت اور بہادری سے لبِ فرات تک پہنچ گئے مشکیزا بھرا اور واپس چل دیے۔ کوفیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آگ لگ اٹھی۔ اہلِ حرم کے اس ساقی پر پل پڑے ؎

بھادوں بھڑک اٹھی اگ دشمناں دی کھندے سے گیا شیر جوان پانی
گھیر ظالماں دوڑ کے آن پایا، مارن تیر تے کھوہن شیطان پانی
بازو نال شمشیر دے قلم ہو گئے، دنداں نال پھڑ ہوئے رواں پانی
ملکھی نکل گیا نال بہادری دے، کول خیمیاں دے ڈُلھا آن پانی

بازو شہید ہوئے تو دانتوں میں مشکیزہ دبا لیا لیکن تیروں کی بے پناہ بارش سے جسمِ اطہر اور مشکیزہ دونوں چھلنی ہو گئے اور وہ پانی خیموں کے قریب کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر پھیل کر جذب ہو گیا

آلِ رسول کے پیاسے پیاس کی شدت سے مسلسل تملاتے رہے۔

علمدارِ حسینؑ نے مشک اپنے کندھوں پر اٹھا کر سقہ کا لقب پایا، اور جس کسی نے آپ کی اس سنت کو ادا کیا۔ مشک کندھے پر ڈالی۔ سقہ کہلائے اور بہشتی کہلائے۔

برصغیر پاک و ہند کا مشہور تاریخی واقعہ ہے جب کہ ہمایوں شہنشاہ ہند شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر دہلی کی طرف فرار ہوا تھا۔ اس کے تمام جانثار ساتھی کام آ چکے تھے۔ ہمایوں گھوڑے سمیت دریائے جمنا میں کود پڑا لیکن گھوڑا نیچے سے نکل گیا۔ ہمایوں غوطے کھانے لگا۔ نظام سقہ جو اپنی مشک کے سہارے دریا میں تیر رہا تھا۔ ایک شخص کو ڈوبتا دیکھ کر آگے بڑھا اور ہمایوں کو بچا لیا، ہمایوں نے اس نیکی کے صلے میں نظام سقہ کو تین دن کی بادشاہت عنایت کی، تاج شاہی سے سرفراز فرمایا۔ نظام سقہ نے مشکیں کاٹ کر ان میں سونے کی میخ لگا کر (چام کے دام) سکہ چلایا اور پھر حکم دیا کہ جو شخص سقہ قوم سے تعلق رکھتا ہو اپنی مشک لے کر حاضر ہو۔ چنانچہ بہت سے لوگ حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مشک جمع کرا کے پانچ پانچ دیہات پرگنہ جاگیر لگئے اور نوابی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ لکھنؤ، آگرہ، دہلی، علی گڑھ اور میرٹھ میں سقہ قوم کے نظامی لوگ کثرت سے آباد تھے اور شاید اب بھی ہوں گے۔

گھلو خان جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا خاص مشیر تھا یہ شخص سقہ تھا اس کا گاؤں امرتسر سے مغرب کی جانب تحصیل اجنالہ میں موضع کھتراں گھلو خاں موجود ہے۔ رنجیت سنگھ سے پہلے اور اس دور میں بھی سکھ جرنیل بدھ سنگھ، وہاڑا سنگھ اور سردار لچھمن سنگھ وغیرہ بادشاہی مسجد کو بطور اصطبل استعمال کر رہے تھے۔ چنانچہ گھلو خان سقہ کی سفارش پر اس مقدس عمارت کی عزت بحال ہوئی اور پھر سے وہاں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔

جنگ طرابلس میں فاطمہ بنت عبداللہ جسے اقبالؒ نے "آبروئے ملتِ مرحوم" کہا ہے، میدان جنگ میں غازیوں کو پانی پلانے کی خدمت انجام دے رہی تھی کہ شہید ہوئی اور اسی خدمت

نے اسے تاریخ میں حیاتِ جاوداں بخشی ۔

سقے کو ہم بہشتی کا لقب بھی دیتے ہیں اور حقیر بھی جانتے ہیں ، نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ، حالانکہ معاشرتی طور پر اس کی خدمت قابلِ قدر ہے ۔

پوری دنیا ایک میکدہ ہے اور میکدے میں کوئی مدہوش ہوتا ہے تو کوئی تشنہ لب ، میکدے کا سارا انتظام سقے ہی پر موقوف ہوتا ہے ۔ سقے کو ہم ساقی کہتے ہیں تو سر آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں ۔ ساقی کو ہم سقہ کہتے ہیں تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حالاں کہ وہی ساقی بھی ہے جو سقہ ہے اور بہشتی ہے ۔ اس کی خدمت قابلِ قدر اور اس کی حیثیت لائقِ التفات ہے ۔ سقہ تشنگی ہونٹوں کو تازگی اور اجڑے گلستانوں کو شادابی دیتا ہے ۔ تن کی دنیا ہو یا من کی ، سقے کی سیرابی کی محتاج ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۲۷۲ اللہ کے بندے مال جمع نہیں کیا کرتے اور نہ ہی ان کے مال کی میراث ہوتی ہے جو کچھ بھی وہ ترکہ میں چھوڑیں ، صدقہ ہوتا ہے ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کے بعد ترکہ میں کوئی بھی مال نہ چھوڑا ، نہ درہم ، نہ دینار ، نہ اونٹ ، نہ بکری اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت کی ۔ میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فداہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت قدیم وعظیم ہے کہ تو دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پہنا ہوا لباس ، اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی گٹھڑی ، جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(۴۴۴) ضرورت سے زائد مال ضرورت مند کو دے دینا صدقہ ہے۔ پردے میں دینا بہترین صدقہ ہے، اور کوئی بلا صدقے کو کبھی پھاند نہیں سکتی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو۔ تو مجھ کو یہ امر پسند نہ ہو کہ اس پر تین دن گزریں، اور اس کے بعد اس میں سے کوئی مال میرے پاس باقی رہے سوائے صرف اتنا کہ میں اس سے قرضہ ادا کر سکوں۔"

نیز فرمایا:

"نہیں ہے کوئی ایسا دن جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں، جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے، اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے۔ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر۔"

نیز فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا، یعنی تجھ کو دوں گا۔"

نیز فرمایا:

اے بیٹے آدم کے! مال کو تیرا خرچ کرنا، جو تیری حاجت سے زیادہ ہے، تیرے لیے بہتر ہے اور مال کو روک رکھنا تیرے لیے بُرا ہے اور نہیں ملامت کیا جائے گا تو اپنی ضرورت کے مطابق مال کو اپنے قبضہ میں رکھنے پر اور سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کر۔"

نیز فرمایا کہ:

سخی قریب ہے اللہ کی رحمت کے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں

سے، اور وہ دور ہے دوزخ سے اور بخیل دور ہے اللہ کی رحمت سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے، اور قریب ہے دوزخ سے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک بہتر ہے بخیل عابد سے۔"

نیز فرمایا کہ:

"انسان کا اپنی تندرستی کے دنوں میں ایک درم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔"

نیز فرمایا کہ:

کیا نہ بتاؤں میں تم کو اس شخص کی جو لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بُرا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، لوگوں میں بدترین شخص اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اللہ کے نام سے لوگوں سے مانگے اور اس کو نہ دیا جائے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حاضری کی اجازت چاہی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ اس وقت ابوذرؓ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ جب ابوذرؓ بیٹھ گئے، تو عثمانؓ نے کعبؓ سے جو وہاں موجود تھے، کہا، اے کعبؓ! عبدالرحمٰنؓ نے وفات پائی اور مال چھوڑ گئے۔ پس تم اس مال کی نسبت کیا رائے رکھتے ہو؟ کعبؓ نے کہا، اگر وہ مال میں سے اللہ کا حق نکالتے تھے یعنی زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو کچھ مضائقہ نہیں، یعنی اس کو جمع کر کے چھوڑ جانے پر کوئی خوف نہیں۔ دیہ سُن کر) حضرت ابوذرؓ نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور حضرت کعبؓ کو مارا اور پھر کہا، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نہیں پسند کرتا میں اس بات کو کہ اگر ہو میرے پاس یہ پہاڑ (احد) سونے کا اور خرچ کروں میں اس کو،

اور امید رکھی جائے مجھ سے یہ کہ چھوڑ جاؤں میں اس میں سے کچھ اوقیہ یعنی دو سو چالیس درہم۔ اس کے بعد حضرت ابو ذرؓ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو عثمانؓ اللہ تعالیٰ کی تم نے بھی اس کو سنا ہے۔ تین مرتبہ حضرت ابو ذرؓ نے یہ الفاظ کہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں! (میں نے بھی سنا ہے)۔

(احمد)

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میں نے مدینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ سلام پھیر کر فوراً اٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی بعض بیویوں کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے لوگ یہ دیکھ کر گھبرائے جب آپ واپس آئے اور دیکھا، کہ لوگ آپ کی سرعت سے حیران ہیں تو فرمایا مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آگئی، جو ہمارے پاس تھی۔ پس بُرا جانا میں نے کہ وہ چیز مجھ کو تقرب الٰہی سے باز رکھے، پس میں نے اس کو تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا۔

(بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ میں سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں چھوڑ آیا تھا، جو زکوٰۃ کا تھا۔ پس میں نے اس کو بُرا سمجھا کہ رات کو اس کو اپنے پاس رکھوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں میرے پاس آپ کے چھ یا سات دینار تھے۔ (دانشر فیاں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں لیکن آپ کے درد یا بیماری نے مجھ کو مشغول رکھا اور میں

ان کو تقسیم نہ کرسکی۔ اس کے بعد پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
پوچھا کہ وہ چھ یا سات اشرفیاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کیا۔ آپ کی بیماری کی مشغولیت
کے سبب میں ان کو تقسیم نہ کرسکی۔ پھر آپ نے اُن اشرفیوں کو طلب فرمایا اور اپنے
ہاتھ پر ان کو رکھ کر فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے نبی کا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ عزّ وجلّ سے
ملاقات کرے اس حال میں کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں۔

(احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پاس
کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، آپؐ نے پوچھا، بلالؓ! یہ کیا ہے؟ بلالؓ نے عرض کیا،
ایک چیز ہے جس کو میں نے کل کے لیے جمع کیا ہے یعنی آئندہ کے لیے۔ آپؐ نے
فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخار بنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؛
بلالؓ! اس کو خرچ کرے اور عرش عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر۔

(بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت
میں۔ پس جو شخص سخی ہوگا، وہ اس درخت کی ٹہنی پکڑے گا اور وہ ٹہنی اس کو اس
وقت تک نہ چھوڑے گی، جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرے گی اور بخل ایک
درخت ہے دوزخ میں۔ پس جو شخص بخیل ہوگا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی پکڑے گا
اور وہ ٹہنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل
نہ کرے گی۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں اس لیے کہ صدقہ سے بلائیں بڑھتی یعنی صدقہ بلا کو رد کرتا ہے ۔

(رزین ؒ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۵ خیر و شر دونوں اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اللہ سے خیر مانگا کرو شر خیر پر غالب نہیں اُسکتا خیر غالب اور شر مغلوب ہوتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۶ کائنات کی تعمیر میں جذبہ کا پہلا نمبر ہے جس بھی تعمیر میں جذبہ رونق افروز نہیں ہوتا۔ کامیاب نہیں ہوتی ۔ جذبہ انعام و اکرام سے مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے ۔ اپنے کام کی تکمیل کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا ۔ جذبہ معمار پہ سوار ہوتا ہے ۔ جب تک اپنا کام ختم نہ کرلے ۔ آرام کرنے نہیں دیتا جس بھی قوم نے دنیا میں ترقی کی ۔ تی تعمیر کے جذبے کے تحت ایک مرکز پر متحد ہو کر اور تعمیری جدوجہد میں مصروف ہو کر کی ۔ نہ کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اور نہ ہی فرقوں میں بٹ کر ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۷ معاشرے کی اصلاح

محض باتوں ہی سے نہیں، عملی نمونے سے ہوا کرتی ہے

یہ دور گفتار کا نہیں کردار کا ہے۔ کسی کردار کا نمونہ پیش کر۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۸ آسمان پر پہلا حاسد شیطان اور زمین پر قابیل تھا۔ دونوں کے حشر سے عبرت حاصل کر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۴۹ لوگوں پر تنقید کی بجائے اپنی ذات کی اصلاح کر۔ البتہ اصلاحی نکتہ چینی مستحسن ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۰ درخت کو کاٹتے ہی صندوق نہیں بنایا جا سکتا۔ جس لکڑی کا صندوق بنانا ہوتا ہے اسے مدتوں دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔ لکڑی جب سوکھ کر ٹمک بن جاتی ہے پھر اُس سے بہترین چیز بنائی جاتی ہے۔ پائیدار ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۱ ذکر سے اطمینان اور اطمینان سے غنا پیدا ہوتا ہے اور غنا ہی آدمیت و انسانیت و بشریت کی عزت و آبرو ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۲ جس دل کو اللہ غنا سے بھر دیتا ہے پھر اللہ کے سوا کوئی بھی شے اس دل میں نہ آسکتی ہے، نہ سما سکتی ہے اور یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے! ماشاء اللہ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۳ غنا سبب غنی کے دل سے وابستہ ہوا، ماسوا سے بے نیاز ہوا، مستغنی ہوا، کشمکش دہر سے آزاد ہوا اور شاد ہوا!

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۴ جو دامن ان کے اور صرف ان ہی کے در پہ دراز ہوا بھرپور ہوا، کبھی خالی نہ ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۵ جس دل میں کسی بھی شے کی طلب و تمنا نہیں ہوتی نہ ہی کسی کے خلاف بغض و عناد ہوتا ہے، کینہ و کدورت سے پاک ہوتا ہے اور کون و مکان کی ہر شے سے ظاہری ہو یا باطنی، مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے۔ ہر حال میں قبض ہو یا بسط، اللہ ہی کی طرف اور اللہ ہی کے کاموں میں محو و منہمک رہتا ہے۔ نہ کسی بات پہ خوش ہوتا ہے نہ مغموم۔ حسد، حرص اور تکبر سے مطہر ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ!
ایسا دل عام دل نہیں ہوتا اللہ کے خاص تعلق والے بندوں کے دلوں میں سے ایک دل ہوتا ہے۔
راحت و لذت و زینت و شہرت سے بے نیاز دل! ماشاء اللہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۶ دل جب کدورت سے پاک ہوا اشرف المخلوقات ہوا اور مخلوق میں ہر مخلوق شامل ہے نوری ہو یا ناری خاکی ہو یا آبی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۷ رونے پر رحم آتا ہے، رونے پر رحمت آتی ہے اور رضا آتی ہے۔ دل جوئی میں رونے ہی کی ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۸ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پرسول اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمکلامی فرمائی اور یہ ہمکلامی محبت ہی کے ناز و انداز کی ایک داستان تھی۔ یہ ہمکلامی اگرچہ من وعن کسی کتاب میں تو محفوظ نہیں البتہ اللہ رب العٰلمین نے اپنے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھی ہوئی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۵۹ کلمہ، حج، نماز، روزہ، زکوٰۃ مقبول الاسلام عبادات ہیں۔ محبت، اخلاص، و استقامت سے دل کو اللہ کے ذکر سے معمور رکھنا بہترین عبادت ہے۔ اور بہترین بندوں کو عطا ہوتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۰ ایک اللہ کا بندہ حج کے لیے خشکی کے راستے روانہ ہوا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ وہاں ان کی حاضری مقبول ہوئی۔ بارہ سال وہاں سے جانے کی اجازت نہ ملی۔ بارہ سال بعد انہوں نے عرض کیا کہ مجھے حرمین شریف کی

زیارت کی اجازت عنایت ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجازت مرحمت فرمادی۔
جب یہ مدینہ شریف پہنچے، اور ہیں کے ہو رہے، کچھ عرصہ بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت سے مشرف ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا انتظار کر رہے ہیں"
وہ سلام پیش کر کے روانہ ہوگئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۱ تصرف حال کا اصطلاحی نام ہے اور صاحب حال کے سوا کسی دوسرے کو کسی حال کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔
قال حال سے متعلق بے خبر ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۲ تصرف انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ حضرت باوا صاحب فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ
فرماتے:
جو میں نے کمایا، نظام الدینؒ لے گیا۔ جو میرے پیر نے کمایا وہ علاؤ الدینؒ
لے گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۳ حضرت قبلہ من سے صابر صاحبؒ اکثر فرماتے دربار مصطفائی میرا دربار ہے اور میں تیرا دربار ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یما ہر شے سے ہے !

حرمت ہے ،	لو	جبروت ہے ،
فضل ہے ،	ہو	کبریائی ہے ،
عظمت ہے ،	کو	ثنا ہے ،
جلال ہے ،	بہو	بہا (روشنی) ہے ،
جمال ہے ،	بیو	کرامت ہے ،
کمال ہے ،	ثیو	سلطنت (غلبہ) ہے ،
ہیبت ہے ،	کو	برکت ہے ،
منزلت ہے ،	ہو	عزت ہے ،
ملکوت ہے ،	ٹو	قوت ہے ،

قدرت ہے

اللہ کی قسم اللہ کی رحمت و برکت سے ہر مرض سے شفا ہے ۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۵ اللہ سے ڈر ، ناحق حمایت مت کر ۔ مقتول واعی کا دامن پکڑے گا کہے گا :

"بتا تیرا مجھ سے کیا عناد تھا جو میرے قاتل کی حمایت کی "

اس وقت کیا جواب دوگے ؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۶ ایک اللہ کا بندہ ریاضت سے فارغ ہو کر سلام کے لیے سَیِّدُنا حضرت مَخْدُوم عَلاءُ الدِّین عَلی اَحْمَد صَابِر کَلِیَرِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے دربار میں ظہر کے وقت حاضر ہوا اور عصر کے وقت فارغ کر دیا گیا۔

ایک نے کہا :

سبحان اللہ ! کتنی جلدی فارغ ہوا ۔

دوسرے نے کہا :

اگر زیادہ دیر قیام کی اجازت ہوتی ، بہتر ہوتا ۔

اسی طرح ایک اور صاحب سلام کے لیے حاضر ہوئے ، سالوں اجازت نہ ملی ۔

ایک نے کہا :

نامعلوم کیا کمی ہے جو اسے واپسی کی اجازت نہیں ملتی ۔

دوسرے نے کہا :

سرکار اس سے اس قدر مانوس ہیں کہ جدائی گوارا نہیں فرماتے ۔

دونوں کے بارے میں دوسرے ہی کی رائے مستحسن ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۶۷ بندوں کے دوست بنتے اور بدلتے رہتے ہیں اور بندوں کی بندوں سے دوستی مطلب تک محدود ہوتی ہے ۔ جو دوستی اللہ کے لیے ہو ، کبھی نہیں بدلتی ، سدا قائم رہتی ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۸ حسد و بغض و تعصب دل کی مہلک امراض ہیں۔ دق سے بھی مہلک اور تکلیف دہ۔ جس طرح دق کا مریض جسمانی کام نہیں کر سکتا، بعینہٖ حسد و بغض کا مریض بھی کوئی روحانی کام نہیں کر سکتا۔ جسمانی کام کے لیے جسمانی صحت اور روحانی کام کے لیے روحانی صحت کا ہونا ضروری ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۹ وہ بھی کیا دن تھے کہ دریا بہار اکیا مانا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کو مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اطلاع دی کہ نیل کا پانی بند ہو گیا ہے۔ قبطی کہتے ہیں کہ جب تک کسی خوبصورت نوجوان لڑکی کو دلہن کی طرح سجا و سجا کر دریا کی بھینٹ نہ چڑھائی جائے، دریا نہیں بہے گا اور یہ اس دریا کی قدیم عادت ہے۔ میں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا ہے اور ان پر واضح کر دیا ہے کہ یہ باتیں اب نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ہم اپنے خلیفہ کے حکم کے بغیر کبھی ایسی بات کرنے دیں گے۔"

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن خطاب کو جب یہ خبر ملی جلال میں آ گئے۔ اُسی وقت ماشاء اللہ، سبحان اللہ! الحمد للہ! وہیں بیٹھے دریا سے مخاطب ہوئے۔

"اے نیل! سُن! مجھے پتہ چلا ہے کہ تو ایک دوشیزہ کی بھینٹ لے کر چڑھا کرتا ہے گویا تیرا بہنا تیری اپنی ہی مرضی پر موقوف ہے۔

اے نیل! سُن! اگر تیرا بہنا اور نہ بہنا تیری اپنی مرضی پر منحصر ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور بالکل نہیں۔ ہمیں تو ایسے دریا کی ضرورت ہے جس کا بہنا اور بند

ہوتا اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے حکم سے ہو اور اگر تو میرے اللہ کے حکم سے بہتا ہے ۔ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ عمرؓ تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ ابھی بہ اور یہ تنبیہ بھی کرتا ہوں کہ تیری مجال ہی کیا کہ تو نہ بہے "

یہ لکھ کر مصر کے گورنر حضرت عمروؓ بن العاص کو بھیج دیا۔

اے نیل ! گر تو تابع رب ذوالجلال ہے

پھر کیوں نہ بہے تو ، تیری کیا مجال ہے !

یہ کہنے ہی کی دیر تھی اور اس خط کے دریا میں گرنے کی دیر تھی کہ دریائے نیل میں سیلاب اُمڈ آیا۔

الحمد للہ رب العلمین

الحمد للحی القیوم

۱۴۷۔ سبحان اللہ ! الحمد للہ ! وہ بھی کیا دن تھے کہ شہر کے کتے بھی ہمارے حکم سے سرتابی نہ کر سکتے تھے

حضرت امیر المومنین عمرؓ بن خطاب کو جب مدائن کی بدعنوانیوں کی خبر ملی ، آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ فوراً جا کر مدائن کا نظم و ضبط اپنے ہاتھ میں لیں۔

حکم ملتے ہی حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنا بوریا بستر اٹھایا ، اور مدائن کو چل دیے اُدھر مدائن کے لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ حضرت عمرؓ نے ایک نیا گورنر مدائن کے لیے مقرر فرمایا ہے تو ان کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آ گئے جب انھوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو دیکھا تو سمجھے کہ کوئی کسی منزل کا تھکا ماندہ راہی ہے ، ہمارا گورنر تو نہایت شان و شوکت سے کہیں پیچھے آتا ہوگا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے آگے بڑھ کر انہیں جب اپنا تعارف کرایا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جسے کہ امیر المومنین نے آپ کی

خدمت کے لیے مامور فرمایا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ یہ گورنر ہ اور پھر مدائن کا ہ مدائن کے حالات بہت ابتر ہیں۔ یہ بے چارا سیدھا سادا، بھولا بھالا، کسی خانقاہ کا ملنگ یا کسی مسجد کا ملّا ہے۔ یہ تو کسی بھی طرح حالات پہ قابو نہیں پا سکتا۔

آپ کو دارالخلافہ میں قیام کی دعوت دی گئی۔ لیکن آپ نے مسترد کر دیا اور فرمایا میری ضرورت کی ہر شے میرے اپنے پاس ہے اور میں اپنا قیام اس مسجد ہی میں کروں گا۔ اس پہ وہ اور بھی خوش ہوئے کہ چلو یہ بھی اچھا ہوا، عشاء سے فجر تک مراقبہ میں بیٹھے اور شہر اللہ کے حوالے۔"

آپؓ یہ سب کچھ خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر دوسری رات شہر میں چوری کی بے شمار وارداتیں ہوئیں۔ آپؓ کو مطلع کیا گیا کہ شہر میں رات بھر لوٹ مچی رہی ہے اور لوگوں پہ خوف و ہراس طاری ہو گیا ہے۔ اس کا مداوا فرمائیں۔

عصر کی نماز کے بعد آپؓ نے پہلا اعلان فرمایا کہ آج رات کسی صندوق اور دروازے کو کوئی تالا نہ لگے اور تمام گھروں کے دروازے کھلے رہیں۔ اس پہ انہوں نے خوب تالیاں بجائیں۔

نیز آپؓ نے فرمایا آدھی رات کے بعد کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھے کہ اگر وہ مارا گیا تو گورنر اس کا ذمہ دار نہ ہوگا! اس پہ وہ اور زیادہ ہنسے! مدائن کے تمام دانشور انگشت بدنداں اور متحیر تھے کہ نہ معلوم اس میں کیا حکمت ہے پھر آپؓ مسجد سے باہر تشریف لائے اور ایک کتے کو فرمایا۔ ادھر آ اور میری بات سن! یہ سنتے ہی وہ کتا دوڑتا ہوا آیا، اور آپؓ کے قدموں پہ سر رکھ دیا۔ آپؓ نے کتے کو فرمایا؛

"جا اور شہر کے تمام کتوں کو میرا یہ حکم سنا دے کہ رات بھر کسی بھی آدمی کو شہر میں آنے جانے نہیں دینا اور نہ ہی ادھر اُدھر پھرنے دینا ہے، اگر کوئی ایسا کرے، اسے صبح تک اپنی تحویل میں رکھو۔"

یہ حکم سنتے ہی وہ کتا تمام شہر میں گھوم گیا اور ایک ایک کو اپنے آقا کا حکم پہنچا دیا

سبحان اللہ! الحمد للہ!

صبح آپؒ نے سارے شہر کا دورہ فرمایا اور دیکھا کہ جگہ جگہ شہر کے کتے چوروں کو قابو میں لیے بیٹھے تھے۔ جب تک آپؒ نے ان کو آزاد کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ وہ اسی طرح کتوں کی تحویل میں رہے۔

پھر آپؒ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ:

اے مدائن کے لوگو! جب میں تمہارے پاس پہنچا تو تم مجھ پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ میں کسی بھی طرح تمہاری حفاظت کے فرض سے عہدہ برآ نہ ہو سکوں گا تم نے دیکھ لیا جس کام کو تم میرے لیے مشکل سمجھتے تھے، وہ اس شہر کے کتوں نے کر دکھایا ہے۔

پھر اس کے بعد مدائن میں مکمل امن قائم ہو گیا اور کبھی چوری کی واردات نہیں ہوئی۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۷۴۔ یہ سب کیا تھا؟ اور کیوں تھا؟

اس لیے اور صرف اس لیے کہ ہماری اپنی کوئی زندگی نہ تھی اور نہ ہی کوئی مرضی ہوتی تھی، ہم جو کچھ بھی کرتے تھے، اللہ ہی کے لیے اور مخلوق کی صلاح و فلاح کے لیے کرتے تھے، اجرت وعوضانہ

کے لیے نہیں۔ اللہ کی اطاعت کا جلال، شیاطین کو جلا دیتا ہے۔ ہماری مرضی جب اللہ کی مرضی میں مدغم ہو جاتی ہے، اللہ کی ہو جاتی۔ اس حال میں ہم جو کچھ بھی کہتے اسی طرح ہو جاتا، ذرا بھی دیر نہ لگتی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

مرحبًا، مکرمًا، مشرقًا

۱۳۷۲

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک مرتبہ ایک وفد پیش ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جن صاحب کو آپ نے ہمارے یہاں گورنر مقرر فرمایا ہے، ان کے خلاف اور تو کوئی شکایت نہیں البتہ یہ تین شکایتیں ہیں۔

اولاً: وہ رات کے وقت کسی سے نہیں ملتے؛

ثانیاً: صبح اپنے گھر سے دیر سے باہر نکلتے ہیں؛

ثالثاً: مہینے میں ایک دن تو بالکل ہی نہیں نکلتے اور نہ ملتے ہیں۔

آپ نے وفد کی شکایات سن کر انہیں دربار میں طلب فرمایا۔ جو شکایتیں وفد نے کی تھیں، انہیں بتائیں انہوں نے جواب دیا:

میں سارا دن امورِ سلطنت میں مصروف و منہمک رہتا ہوں۔ عبادت کے لیے مجھے کوئی وقت نہیں ملتا، پس میں رات کو اپنے اللہ کی یاد میں محو ہو جاتا ہوں؛

نیز عرض کی:

میرے گھر میں کوئی نوکر یا خدمت گذار نہیں، صبح میں اپنے گھر کا کام اپنے ہی ہاتھوں سے انجام دیتا ہوں۔ اس لیے مجھے ذرا دیر ہو جاتی ہے۔

مہینے میں ایک دن اس لیے باہر نہیں نکلتا کہ میرے پاس صرف ایک جوڑا کپڑے ہیں میں ان کو اس دن دھوتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتے ہیں پہن کر باہر نکلتا ہوں، میرے

پاس کوئی دوسرا کپڑا ہی نہیں کہ جسے پہن کر باہر نکل سکوں۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے، فرمانے لگے کہ میں نے ان کے انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی۔

سلف صالحین کے یہ تذکرے اللہ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے اپنے بندوں کی زبانوں پر زندہ رکھے ہوئے ہیں اور یہی باقیات الصالحات ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۳ ذکر و طاعت سے حال اور حال سے جلال پیدا ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۴ جلال جب جوبن پر آتا ہے رجال بن جاتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۵ جو چیز کسی بھی قیمت پر اور کسی بھی بازار میں نہ مل سکے انمول ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

☆☆

۳۷۶

حرزِ انبیاء علیہم السّلام :

دائیں : جبریل علیہ السلام

بائیں : میکائیل علیہ السلام

سامنے : سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اوپر : اللہ جل شانہٗ

دیگراں :

دائیں : پیرانِ پیر

بائیں : پیر

آگے : حضرت اقدس و اکمل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اُوپر : اللہ جل شانہٗ۔

کلمات :

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ

اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ

اَللّٰہُ مَعِیْ فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۳۷۷ طریقت کے مقامات تو وری الوریٰ ہیں۔ ہمیں تو اتنا بھی پتہ نہیں کہ اللہ ہمیں دیکھتا ہے۔ اگر کوئی ایک اللہ ہی کو حاظر و ناظر مان لے، کبھی کوئی نامعقول حرکات نہ کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۸ مادیات کی حیرت انگیز ایجادات شب و روز کی محنت ہی کا ثمرہ ہیں۔ اتنی ہی محنت اگر انسانی کردار کی تعمیر و تشکیل کے لیے کی جاتی، انسانیت کا بول بالا ہو جاتا، مادیات بھی اپنے مقام پر برقرار رہتی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۷۹ جس بندے کو وہ اپنی محبت کے لیے مقبول فرما لیتے ہیں، ساری دنیا سے بالا ئیت ہوتا ہے۔ بس دل میں وہ اپنی محبت بھر دیتے ہیں پھر کسی کی بھی محبت اس دل میں سما نہیں سکتی۔ آپ کی محبت کا خمار دونوں عالم سے بے نیاز و بے گانہ کر دیتا ہے اور یہ بندگی کا بلند ترین مقام ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۰ ایک دیوانہ ایک جنگل میں اپنے آپ سے باتیں کرتا ہوا نا معلوم کس دھن میں مستانہ وار جا رہا تھا۔ اس نے کسی کی کوئی بات نہ سنی، کسی بات کا جواب نہ دیا، آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھا، کسی بھی طرح کسی اور طرف متوجہ نہ ہوا جیسے کہ کسی نے سنا ہی نہیں ہوتا یا جیسے کہ کسی نے دیکھا ہی نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی ان اداؤں نے اگرچہ وہ ان کے حسب حال نہ تھیں، مارہی ڈالا مار دیوانے کا خرام ناز سے اٹکھیلیاں کرتے ہوئے چلے جانا ان سب کو لے دے گیا۔ اللہ اللہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۱ کسی اللہ کے بندے نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ اگر تو کھانا کھاتا تو کیا کھاتا ؟

فرمایا "کھیر"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۲ شیطان پرلے درجے کا حاسد، متعصب اور متکبر ہے۔ اپنے کسی مدمقابل کو کچھ بھی نہیں سمجھتا، اگر کوئی اس کا حل اسے میدان میں ہرا دیتا ہے، اپنی شکست پر بڑا واویلا کرتا ہے۔ اسی مقام پر بیٹھا اپنے سر پر خاک ڈالتا رہتا ہے لیکن قبر تک کسی کا پیچھا نہیں چھوڑتا، شب و روز کوئی نہ کوئی تدبیر سوچتا ہی رہتا ہے کہ کس طرح اس سے نمٹوں۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہوا ہے ورنہ شیطان سے محفوظ رہنا عقل و وہم سے باہر ہے جب تک کوئی شیطان کا عارف نہیں ہوتا، اللہ کا عارف نہیں ہو سکتا۔ شیطان اللہ کی راہ کو روکنے والا اللہ کا دشمن ہے، جب تک کوئی اس سے واقف نہیں ہوتا، اللہ کی راہ میں سلامتی سے نہیں چل سکتا اس کے مکر و فریب و عیاری و مکاری کو سمجھنا کافی مشکل ہے۔ بالآخر اس ایک ہی بات پہ اکتفا کریں کہ اس نے پیرانِ پیر محبوبِ سبحانی، غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دھوکا دینے کی پوری کوشش کی۔ ہم تم سب تو ہیں ہی کیا،

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا حَاسِدًا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَیْرٍ خَزَائِنُہٗ بِیَدِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُہٗ بِیَدِكَ ۔ اٰمِیْن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۳ شیطان انسان کی ہر شے پر ہر وقت پوری طرح متوجہ رہتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں ہر کسی کو، عالم ہو یا جاہل، وسوسہ کا دیتا رہتا ہے۔ کروڑوں میں کسی کو پتہ ہوتا ہوگا کہ اس کے اس قول و فعل میں فلاں چیز شیطان کی طرف سے ہے۔ سالک کے تو یہ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑا رہتا ہے اس کی واہیات حرکات اور بیہودگی پر خوب ہنستا ہے۔

یا اللہ یا رحمن! یا اللہ! یا رحمن

بے شک ہم جانتے نہیں، اور جانتے نہیں کہ ہم جانتے نہیں، پھر ہم کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں! ہمارے دعوے یا اللہ! تیری رحمت کے محتاج ہیں، جھوٹے، ناقص اور بودے۔

یا اللہ! جب تک ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم نہیں جانتے، ہم کیا جان سکتے ہیں؟

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۴ ہجر و وصل میں صرف لذت کا فرق ہوتا ہے جو لذت ہجر میں ہے وہ وصل میں نہیں، کسی کا کسی کے فراق میں گھلنا، ماشاء اللہ! سبحان اللہ! کوئی معمولی بات ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۵ انسان کا بہترین لقب خطاکار اور خطاب گنہگار ہے یا انسان کے بہترین القابات و خطابات خطاکار و گنہگار ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۶ گنہگار و خطاکار انسان کے وہ مقبول انخلاصی القابات وخطابات ہیں لیکن یہ اپنے تئیں گنہگار وخطاکار کہلانا کبھی پسند نہیں کرتا اور جن القابات وخطابات کی بے جائے کو خبر تک نہیں ۔ ان سے منسوب ہو کر پھولے نہیں سماتا ۔

قبر میں فرشتے پوچھیں گے ، بتا ! کیا تو ایسا ہی تھا جیسے کہ لوگ تجھ کو کہتے تھے ؟ تو نے تردید کیوں نہ کی ؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اپنے مقام ہی پر رکھے اور کسی خرافات میں مبتلا نہ کرے :

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ؛ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اصلح لی شانی کلہٗ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ؛ آمین ؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۷ قدرت ، معجزہ وکرامت ایک ہی چیز کے مختلف مدارج ہیں ۔

اللہ جل شانہٗ احد الصمد جب اپنی ذات کبریائی سے کوئی محیر العقول واقعہ رونما فرماتے ہیں ، قدرت کہلاتی ہے ۔

اور جب اپنے کسی نبی (علیہ السلام) کے ذریعے کسی غیر معمولی بات کا اظہار فرماتے ہیں ، اسے معجزہ کہتے ہیں ۔ اور یہ منکروں کے لیے نبوت ورسالت کی دلیل ہوتی ہے ۔

اور جب کسی اپنے خاص تعلق والے بندے سے کسی خوارق عادات کا ظہور فرماتے ہیں اسے کرامت کہتے ہیں ۔ اور یہ ولایت کی حمایت میں ہوتی ہے ! یہ تینوں اللہ ہی کی طرف سے اور اللہ ہی کے لیے ہوتی ہیں ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۸ جب وہ کسی بھی دلیل پر مطمئن نہ ہوئے، اس نے یہ کہہ کر بات کر بات کردیا کہ اگر وہ اس کو ان کی محبت کے جرم کا مجرم قرار دے کر دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو وہ لا دھڑک دوزخ میں کود جائے گا۔
بے شک ان کی محبت کے جرم میں دوزخ میں جانا اُن کے بغیر جنت میں جانے سے کہیں بہتر ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۸۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
آدمی جنتیوں کے کام کیا کرتا ہے حتیٰ کہ جنت اور اس میں ایک قدم کا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے اسی طرح بعض آدمی دوزخیوں کے کام کیا کرتے ہیں حتیٰ کہ دوزخ اور ان میں ایک قدم رہ جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔

کسی طاعت پہ ناز مت کر، کوئی طاعت معتبر نہیں ہو سکتا ہے کل طاعت نصیب نہ ہو۔ اسی طرح کسی بھی معصیت پہ ناامید مت ہو۔ ہو سکتا ہے کل کو طاعت نصیب ہو:
کسی نیک کی تعریف مت کیا کرو، خواہ مخواہ تعریفوں کے پُل مت باندھا کرو۔ اللہ کی بے پرواہی سے ڈرا کرو، بات بات پہ ڈرا کرو! اور نہ ہی کسی بُرے کو بُرا کہا کرو اس کے لیے نیکی کی دعا کیا کرو۔

ہو سکتا ہے کہ وہ کل کو بُرا نہ رہے، نیک بن جائے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۰

مُراقبہ عِندَ المَوت

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ ؛

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر سکرات الموت کی سختی آسان فرمائے ، آمین !

روح جب تن سے نکلتی ہے :

پہلے ٹانگوں کی جان قبض ہوتی ہے ۔ ایک ٹانگ دوسری کو سلام کرتی ہے کہتی ہے "ہم دونوں اس بیمار کی خادم تھیں، اس نے ہمیں اچھے کاموں میں بھی استعمال کیا۔ بُرے کاموں میں بھی۔ اب ہم نے پھر کبھی نہیں ملنا۔ ہم ایک دوسرے سے سلامتی کے ساتھ جدا ہو رہی ہیں "

پھر ٹانگوں کی جان قبض ہو جاتی ہے اور ہاتھوں کی باری آتی ہے ۔ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو سلام کرتا ہے " اے بھئی ! یہ ہماری جدائی کا وقت ہے " اور جس قسم کا آدمی ہوتا ہے ، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ آدمی نے ہاتھوں سے بہت کچھ کیا ہوتا ہے یہاں تک کہ بندوں کو قتل تک کیا ہوتا ہے جب وہ سالوں کی رفاقت کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں ۔ ایک دوسرے کو دعائیں دیتے ہوئے جدا ہوتے ہیں ۔

جن بندوں نے اپنے ہاتھوں سے نیک کام کیے ہوتے ہیں ، دن رات دین کی خدمت کی ہوتی ہے ، اللہ کے لیے ، اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی ہوتی ہے ، امید سے مرا کرتے ہیں ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بندے نے جتنے قدم اللہ کی راہ میں چلے ہوتے ہیں ۔ وہی قدم اس کی زندگی کے کامیاب قدم ہوتے ہیں ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

جب دائیں آنکھ بائیں آنکھ کو سلام کرتی ہے۔ نہایت گرمجوشی سے اشکبار ہوتی ہے۔ بندوں کی آنکھیں کسی وقت کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا رہتی ہیں۔ بہترین آنکھیں وہ ہیں جو اللہ کے لیے رات کو جاگیں اپنے گناہوں پر نادم ہو کر روئیں۔ سب سے بہتر وہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پُر انوار سے مشرف ہوئیں۔ اس کے بعد روح تیقن کر لی جاتی ہے۔

ے

جاندی روح نوں بت عرضاں کردا

ہُن کدوں کریں گی موڑے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الحمدللہ الحی القیوم

۱۳۹۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے ہو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ نفسِ مومن کے

معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی بُرائی کو بُرا سمجھتا ہوں۔

(بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۵۰۳ شمارہ ۱۴۱۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی میں کھڑے خطبۂ جمعہ دے رہے تھے کہ دفعتاً خاموش ہو گئے۔ پھر یکا یک بلند آواز میں فرمایا:

یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل

چنانچہ اس آواز کو سنتے ہی لشکرِ اسلام نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی جانب سے بڑھنے والے خطرے سے محفوظ کر لیا۔

حضرت عمرؓ نے اللہ کی آنکھوں سے دیکھا اور ساریہؓ نے اللہ کے کانوں سے سنا۔ اُن آنکھوں اور کانوں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اوپر بیان فرمایا ہے۔ عمرؓ کی آواز اللہ کی آواز بن کر گونجی کہ سینکڑوں میل دور لڑنے والے سپاہیوں نے اسے سنا اور اس پر عمل کیا۔

اللہ کرے ہمیں بھی ایسی ہی آنکھیں اور ایسے ہی کان نصیب ہوں؛ آمین!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للہ الحی القیوم

۱۳۹۲ عصر کے بعد اور اشراق سے پہلے کے اوقات ذکرِ الٰہی کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للہ الحی القیوم

۱۳۹۳

فَضْلُ الْقُرْآنِ الْعَظِیْم:

قرآن کریم سلوک کی منزل کا رہبر ہے، سالک کو کبائر سے مطلع کرتا ہے۔ اہلِ سلوک جب بھی قرآن کریم کو کھولتے ہیں "لا" یا "الا" سے اپنے قاری کو مطلع کرتا ہے کہ ایسے مت کرو یا خبردار

اگر ایسے کیا۔ اور وہ سالک ہی کے لیے ہدایت ہوتی ہے ۔ جتنا قوی عمل، اتنا ہی قوی شیطان سالک کے ہمراہ ہوتا ہے ۔ جب تک کبائر و صغائر سے باز نہیں آتا، ہدایت جاری رہتی ہے اور یہ قرآن کریم کا کرم ہے کہ اسے ڈھیل پہ ڈھیل دیے جاتا ہے ۔ سالک کے دل پر جب " اَللّٰہُ مَعِیْ " کا راز منکشف ہو جاتا ہے اور وہ مکروہات و واہیات حرکات سے تائب ہو کر کلیتاً باز آ جاتا ہے، منزل کے انوارات کا نزول ہونے لگتا ہے، کسی اور طرح کبھی نہیں ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۴ اللہ کریم ہیں ۔ اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی کریم ہیں اور اللہ کی کتاب قرآن عظیم بھی کریم ہے ۔ اور یہ کرم ہی کا صدقہ ہے کہ جب تک کسی کو پورے کے پورے راہِ راست پہ نہیں لے آتے ۔ ہدایت جاری رہتی ہے فوراً ہی گرفت نہیں کی جاتی، ڈھیل پہ ڈھیل دی جاتی ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۵ بارہ سال سلوک کی ایک منزل ہے ۔ ایک آدمی ایک ہی حال میں بارہ سال رہا ۔ پھر دوسرا دور شروع ہوا ۔ اس میں بھی وہ اسی حال میں رہا پھر تیسرا دور شروع ہوا اس میں بھی اس کا حال نہ بدلا گویا اتنی طویل مدت وہ گھرچی میں رہا نیچے گھوڑا، اوپر سوار، اور سوار کی رانوں کے نیچے گھرچی پھر ایک دن اللہ کی رحمت جوش میں آئی، اور اس کا رب کریم اس کی طرف اپنے فضل و کرم سے متوجہ ہوا ۔ اسی وقت اس کا حال بدل گیا ۔ گزشتہ منازل کے تمام جرائم اور ان کی پردہ دری پیش ہوئی ۔ اُس وقت اس کے پاس اس کے سوا کوئی راہ نہ تھی کہ وہ صدق دل سے

قَالُوْا بَلٰی کے اقرار کی تجدید کرتا، یوم میثاق کے اقرار کو عملی جامہ پہناتا۔ ویسے تو ہر کوئی ہر روز بے سمجھے بوجھے کیا کرتا ہے۔ جب کوئی صدقِ دل سے تائب ہو کر اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے۔ بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں مقبول ہوتا ہے جب اس نے کہا یا اللہ میری توبہ؛ مجھ کو بخش دے، اسی وقت قبول فرمالی۔ گویا نامۂ اعمال پر لکیر پھیر دی۔ سیئات، حسنات میں بدل دیے جس معیت کی جستجو میں وہ سرگرداں تھا طاری ہوگئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۶ یہ سعید ورشید منزل سبحانی تھی ورنہ اگر وہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتی اور اللہ کو پسند نہ ہوتی تو وہ اتنی طویل مدت کیونکر کسی ایک ہی حال میں گزار سکتا تھا۔ یہ منزل، یہ حال، یہ مقام اللہ ہی کی طرف سے اور حکمت پر مبنی تھا، اگر اس کے ساتھ ایسا نہ ہوتا اور ایسا نہ ہوتا آتے ہی گدی پر بٹھا دیا جاتا۔ فقر کی منزل کے اسرار و رموز کے نکات سے واقف کیونکر ہوتا؛ شیطان اسے اپنی ہتھیلی پر بٹھا کر آسمان تک لے جاتا، پھر وہاں جا کر یہ کہتا۔

اے میرے پٹھے! اب تو ہی بتلا کہ کس بل پر تجھ کو پھینکوں؛ تاریخ شاہد ہے کہ اس سمندر میں بھرے ہوئے بیڑے غرق ہوگئے اور جو بھی بیڑا تھا اور کنارے پر لگا، اللہ ہی کے فضل و کرم سے بچنے لگا۔

اللّٰہُ حافظی، اللّٰہُ ناصری، اللّٰہُ حاضری، اللّٰہُ ناظری

اللّٰہ معی، فاللّٰہ خیرٌ حافظًا

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۷ اس نے کہا کہ اربعہ عناصر کی یہ جنگ پوری آب و تاب سے قلبوت میں سالوں جاری رہی۔ شیطان اپنے بڑی لشکر کے ہمراہ اس کے مدِ مقابل رہا۔ اس نے اس پر ستر ہزار حملے کیے، جب بھی وہ حملہ کرتا، وہ اس کے ساتھ ہوتے تمام تیروں کو اپنی ڈھال پر روک لیتے جب وہ کسی بھی حملہ میں کامیاب نہ ہوا گتھم گتھا ہونے کے لیے میدان میں کود پڑا۔ اسے دھڑک کود پڑا۔ پھر وہ دونوں ایک دشت میں دست و گریباں ہوئے اور دونوں کی یہ جنگ دیکھنے کا ایک دلکش منظر تھی۔

ایک نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ جنگ کی یہ داستان دلوں کو گرمائے جا رہی ہے۔ یہ جنگ کہاں ہوئی؟ کہا، ایک سنسان جزیرے میں۔ پھر پوچھا، وہ جزیرہ کہاں ہے؟ کہا قلزم میں۔ تیسری بار پوچھا کہ قلزم کہاں ہے؟ کہا کوہ قاف میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۸ ویسے تو بادشاہوں کی جنگ کبھی ختم نہیں ہوا کرتی، کسی نہ کسی رنگ میں جنگ جاری رہا کرتی ہے حتیٰ کہ قبروں میں جا سمائیں۔ اس میدان میں اللہ نے اپنے دین کے دشمن کو گھٹنوں کے بل گرایا، منہ کے بل لٹایا اور ناکامی کے کلنک کا ٹیکہ اس کے ماتھے پر لگایا۔ اس نے اپنی ناکامی کی شرمندگی میں اپنی ناک پر خاک اور سر پر راکھ ڈالی۔ جہاں اس نے شکست کھائی تھی وہیں بیٹھا اپنے سر پر راکھ ڈالتا رہا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْنَ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۳۹۹ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اَکْبَرُ　　اللہ بڑا ہے، بہت ہی بڑا، ہر شے سے بڑا

جو جنگ اللہ ہی کے لیے لڑی جاتی ہے، فتحیاب ہوتی ہے۔ اللہ مالک الملک، قوی العزیز اور قادر المقتدر رب ہے۔ اللہ کے سامنے کون کھڑا ہونے کی تاب لا سکتا ہے؟

نفس و شیطان کی جنگ عالمی جنگ سے کہیں زیادہ پیچیدہ، مشکل، خوفناک و خطرناک ہوتی ہے روح کو رحمٰن کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور نفس کو شیطان کی۔ شیطان لعین و ملعون و راندۂ درگاہ ہے رحمٰن کی حمایت پہ حاوی نہیں ہو سکتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۰ جو کام اللہ کے لیے کیے جاتے ہیں، کبھی نہیں بگڑتے، کامیاب ہوتے ہیں۔ جو دوستی اللہ کے لیے کی جاتی ہے، اللہ کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں ہوتی، ہمیشہ قائم رہتی ہے، کبھی ختم نہیں ہوتی۔ جو دشمنی اللہ کے لیے کی جاتی ہے اسے اللہ کی پوری حمایت حاصل ہوتی ہے جو خیرات اللہ کے لیے کی جاتی ہے نام و نمود سے پاک ہوتی ہے، مقبول ہوتی ہے، انگوری بیل کی طرح پھلتی اور پھولتی ہے۔ سدا ہری بھری رہتی ہے، کبھی نہیں مرجھاتی۔

جو بیڑے اللہ ہی کے توکل پہ سمندر میں دھکیلے جاتے ہیں، صحیح و سلامت ساحل پہ پہنچ جاتے ہیں، کسی گرداب میں کبھی نہیں پھنستے اور نہ ہی کوئی موج انہیں ڈبو سکتی ہے۔ جو زندگی اللہ کے کاموں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دی جاتی ہے، کبھی ضائع نہیں کی جاتی رنگا رنگ دہر میں نمونے کا مقام رکھا کرتی ہے۔ جو کام اللہ ہی کے توکل پہ شروع کیے جاتے ہیں اللہ ہی ان کے وکیل و کفیل و نصیر ہوتے ہیں، کسی بھی معاملہ میں کسی اور کے محتاج نہیں ہوتے۔ ما شاء اللہ بخیر و احسن سرانجام پاتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۰۱ ایمانِ مومن کا معاون اور توکل متوکل کا مستقل ہوتا ہے۔

انی توکلت علی اللہ ربی و رب کل شیء و ملیکہ

اللّٰھم اجعلنی ممن توکل علیک نکفیتہ واستھدک

فھدیتہ واستنصرک فانصرتہ

الحمد للحی القیوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۰۲ سعادت شجر، شہادت ثمر ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۳ حرام کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی جس راستے سے آتی ہے اسی راستے چلی جاتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۴ حلال کی کمائی کا لقمہ قوت، صحت و رفعت کے لیے کافی ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۵ اتفاق نیکی کی اور نفاق بدی کی جڑ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۶　مقروض کی خیرات نہیں لگا کرتی، مقروض پہلے اپنا قرض ادا کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

۱۴۰۷　فرائض بمنزلہ قرض اور نوافل بمنزلہ خیرات ہیں۔ ہزاروں نوافل بھی ایک فرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہوتے۔ جو باتیں اللہ نے بندوں پہ فرض کی ہیں، پورا کر کے پھر آگے چلیں۔

اگر کوئی ہر نماز کے آگے یا پیچھے فرض نمازیں جو قضا ہو چکی ہوں، دہرا لے، ہزاروں نوافل سے زیادہ ثواب پائے۔ مثال کے طور پر ظہر کے چار فرض ہیں، ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد میں چار فرض قضا عمری پڑھے، یعنی ظہر کی جو نمازیں تیری قضا ہو گئی ہوں اسے دُہرا۔ کسی بھی آدمی کو صحیح معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ پس اس حال میں ساری عمر فرض نماز کے ساتھ قضا فرض نماز کو دہرانا فرائض کی ادائیگی کی سہل ترین و بہترین سبیل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۱۴۰۸　ساری خدائی خدا ہی کی مخلوق ہے۔ عاجز و ناتوان و بے کس و بے بس، مجبور و محکوم کسی بھی مخلوق کو کسی بھی مخلوق پہ کسی بھی قسم کی کوئی قدرت حاصل نہیں مگر اللہ کے حکم سے، فقط اللہ کے حکم سے جب تک حکم نہیں ملتا، کوئی کچھ بھی کرنے پہ قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ کا حکم سدا جاری ہے۔ ہر جا جاری ہے۔ کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں یہاں تک کہ جبریل کو بھی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۱۴۰۹ اللہ تبارک وتعالیٰ احد الصمد، قوی العزیز، جبار القہار، قادر المقتدر اور مالک الملک ہے۔ ساری خدائی مل کر بھی خدا کو کچھ نہیں کر سکتی، نہ نفع پہنچا سکتی ہے، نہ نقصان۔ خدائی جب خدائی کا دعویٰ کرتی ہے، خدا ہنستا ہے۔ ہاتھی کے مقابلے میں کسی ہاتھی کو نہیں، ایک چھوٹی سی چڑیا کو حکم دیتا ہے کہ اس سرکش کو ملیامیٹ کر دو اور یہ خدا کی قدیم عادت ہے۔ ساری خدائی کے لیے خدا کا ایک اشارہ کافی ہے۔ ہر شے کا ہونا نہ ہونا، اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ جسے اللہ دے، اُسے کوئی روک نہیں سکتا، جسے نہ دے، اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ جسے اپنے قریب کرے، اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ جسے وہ دور کر دے اسے کوئی قریب نہیں لا سکتا، جسے عزت دے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ جسے ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں بخش سکتا۔

کوئی بھی اللہ کی کسی بھی چیز کو کبھی گرا نہیں سکتا، مٹا نہیں سکتا، ہرا نہیں سکتا، دبا نہیں سکتا، بھگا نہیں سکتا، دھمکا نہیں سکتا، بہکا نہیں سکتا۔ اور نہ ہی ڈرا سکتا ہے، اللہ اپنے کاموں کا آپ ہی وکیل وکفیل ونصیر ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۰ اللہ بڑا ہے، بہت بڑا ہے، بہت ہی بڑا، رحمٰن ورحیم، حی القیوم، ذو الجلال والاکرام، اپنے بندے سے کچھ بھی نہیں چاہتا سوائے اس کے اور صرف یہ کہ بندہ صدقِ دل سے یہ کہہ دے کہ یا اللہ! تو میرا رب وحدہٗ لاشریک اور میں تیرا عاجز ومسکین، گنہگار وخطاکار بندہ ہوں، تیرے سوا تیری قسم! تیرے اس بندے کا نہ کوئی دوسرا رب ہے، اور نہ ہی یہ کسی اور رب کا بندہ ہے۔ یا اللہ! تیرا یہ ناچیز بندہ تیری ذات وصفات میں کسی کو بھی مطلق شریک نہیں ٹھہراتا اُس وقت یہ بندہ بے شک اللہ کی رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا اور اللہ اُس کا

ہوتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۱ علم سیکھا جاتا ہے، حکمت سکھائی جاتی ہے، علم کسبی اور حکمت وہبی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۲ علم کا وجود ہوتا ہے۔ علم کا وجود اپنے شہود سے عمل ظاہر کیا کرتا ہے تسلسل عمل کا وجود قوی و محکم ہو کر عامل کا معین و معاون ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۳ ناغہ عمل کو ناقص، اور ناغہ عمل کو باطل کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۴ سلوک کی جس منزل میں قرآن کریم کی منزل نہیں ہوتی، پر کیفیت نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۱۵ قرآن کریم کی تلاوت قوی العمل ہے۔ قرآن کریم نور ہے۔ قرآن کریم سلوک کی منزل کی روشنی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت اللہ ہی کی توفیق سے کی جاسکتی ہے

باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کسی قسمت والے ہی کو عنایت ہوتی ہے۔ ذرا سی غلطی پر قرآن

کریم کی تلاوت کی توفیق چھین لی جایا کرتی ہے گویا قرآن کریم کے قاری کو فوراً ہی گناہ کی سزا دی جایا کرتی ہے ۔ جتنے دن کی سزا ہوتی ہے ، تلاوت سے محروم رہتا ہے ۔ سزا جب ختم ہو جاتی ہے تلاوت کی توفیق لوٹا دی جاتی ہے ۔ سبحان اللہ ! قرآن کریم کی تلاوت کے انوارات کے کیا کہنے : مثلاً جیسے کہ اللہ نے جبریلؑ کو سنایا یا جیسے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا یا جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنایا پھر درجہ بدرجہ اللہ کے بندوں نے اللہ کے بندوں کو سنایا قرآنِ کریم کی تلاوت ایسے ہے جیسے کہ کسی نے اللہ سے بالمشافہ گفتگو کی ، ماشاء اللہ ! الحمد للہ ۔

قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات و شیاطین کو جلا دیتا ہے ، کوئی بھی تاب نہیں لا سکتا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۱۶ جنت کا معیار اتنا بلند ہے کہ کوئی بھی آدمی عمل کے اعتبار سے جنت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی جنتی ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے ۔ جنت اللہ کی عطا ہے ، اللہ جسے چاہے عطا کرے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۱۷ شکوہ بندوں کی عادت بن چکا ہے ۔ غور سے سوچیں تو تندرستی اور آزادی زندگی کی دو بڑی نعمتیں ہیں ، ہر کسی کو حاصل ہیں ۔ ہم ان کا شکر نہیں کرتے ، نہ ہی قدر کرتے ہیں ۔ تندرستی کی قدر بیمار کو اور آزادی کی قدر قیدی کو ہوتی ہے ۔ بیمار کو صرف صحت کی طلب ہوتی ہے ، اس کی نظروں میں کوئی اور نعمت صحت سے بہتر نہیں ہوتی ۔ اسی طرح قیدی جب آزاد بندوں کو پھرتے دیکھا کرتا ہے حسرت زدہ ہو کر آرزو کرتا ہے ۔ کاش ! وہ بھی آزاد ہوتا اور اپنی مرضی سے جہاں چاہتا ، جا سکتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کلمۂ شکر اور بہترین دُعا ہے۔

ہر نعمت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؛ مَاشَآءَ اللّٰہُ ؛ کہنے کی عادت بنالیں اور حاضر دل سے اللہ کی نعمتوں کا شکر کریں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۸ پردہ پوشی اللہ کی بہت بڑی صفت ہے۔ ساری مخلوق کے سارے گناہوں کو دیکھتا ہے، پردہ پوشی فرماتا ہے، رسوا نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۱۹ بندوں کی روزی مقدور ہے۔ رازق کے سوا کسی کو بھی رزق پہ کوئی تصرف حاصل نہیں۔ یقینی روزی اللہ نے اپنے بندے کی قسمت میں لکھی ہوتی ہے کھا کر مرتا ہے، اپنی روزی کا ایک بھی دانہ چھوڑ کر نہیں مرتا، روزی روز ملتی ہے، کم و بیش نہیں ہو سکتی۔ البتہ جس روزی میں اللہ برکت ڈال دیتے ہیں اگرچہ تھوڑی ہو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۰ عقیدت، ادب، اطاعت اور خدمت، کبھی ناکام نہیں ہوتیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۱ محبت فطرت ہے، فطرت کبھی محبت کر نہیں سکتا تی اگرچہ وہ ایک کتے کے دل میں ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۲ ایک حاجی کعبے کی چوکھٹ کو تھامے یہ کہہ رہا تھا:

اے میرے رب! میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جس اخلاص سے مجھ کو تیرے اس در پہ حاضر ہونا چاہیے تھا مجھ میں نہیں۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جس قسم کا زادِ راہ مجھ کو تیری راہ میں خرچ کے لیے لانا چاہیے تھا، میرا ویسا نہیں۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ کو جو کام تیرے در پہ آ کر کرنے چاہییں تھے، نہیں کیے۔ البتہ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میں کتنا پینڈا کر کے تیرے در پہ پہنچا ہوں، تو مجھ پہ راضی ہو جا اور مجھ کو بخش دے۔ آمین۔

حاجی کے اس آخری جملہ پہ حجاج پہ رقت طاری ہو گئی۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۳ للّٰھیت فقیروں کا آبائی ورثہ ہوتا ہے وہ دنیا میں جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں، اجر و اجرت سے بے نیاز ہو کر اللہ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں، کوئی اور غرض و غایت نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کے فقیروں کے بغیر کسی دوسرے کو للّٰھیت کے مقام پہ گزر ہوتا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمدللحی القیوم

۱۴۲۴ بدی کے بعد نیکی بدی کا کفارہ ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۴۲۵ بندوں کے دل پتھر سے بھی سخت ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز سے کبھی

نرم نہیں ہوتے بے شک ذکر الٰہی دل کے جملہ امراض کا علاج اور اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۲۶ ولایت، نبوت کی قائم مقام اور نبوت حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ہدایت و رہنمائی کی ضامن و ذمہ دار ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۲۷ مخمور ہو کر سونا اور مسرور ہو کر اٹھنا ہوشیار بچوں کی وہ فطری حالتیں ہوتی ہیں۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۲۸ اللہ سے تعلق ہر تعلق سے مستغنی و بے نیاز کر دیتا ہے۔ جتنا کوئی اللہ کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی دنیا سے دور ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۲۹ حق کا انکار، اور باطل کا اقرار، عین کفر ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۳۰ ایک دیوانہ دنیا سے تنگ آ کر جنگل میں جا بسا۔ اس کی ایک ہرن سے دوستی ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ہرن دن رات بھاگا بھاگا پھرتا رہتا ہے نہ دن کو آرام کرتا ہے نہ رات کو۔ ایک دن اس نے ہرن سے پوچھا۔ میں نے تجھے کبھی رات کو سوتے اور دن کو آرام کرتے نہیں

دیکھا تو کس حال میں مبتلا ہے؟

ہرن نے جواب دیا:

اللہ نے میرے اندر مشک رکھا ہوا ہے۔ میں اس مشک کی مہک کے خمار میں شب و روز مست رہتا ہوں، نہ مجھے نیند آتی ہے، نہ تھکتا ہوں، نافہ کی بھینی بھینی خوشبو میرے تن و من میں اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ میں اس کے نشے میں مدہوش رہتا ہوں۔

پھر اس ہرن نے اپنے دوست دیوانے سے پوچھا۔ یہ بات جو تو نے مجھ سے پوچھی ہے کئی دن ہوئے میں تجھ سے پوچھنے کو تھا تو کہتا ہے کہ تو اللہ کی یاد کے لیے بستی سے جنگل میں آیا تو اللہ اللہ تو کرتا ہے لیکن اللہ کی جستجو میں دیوانہ وار نہیں پھرتا۔

ہرن نے دیوانے سے کہا کہ:

میرے اندر مشک ہے اور تیرے اندر اللہ۔ میں مشک کے نشے میں مدہوش رہتا ہوں اور تجھے اللہ کا پتہ ہی نہیں۔ دیدار کی تمنا کا شوق تجھے اللہ کی ملاقات پہ مجبور کیوں نہیں کرتا؟ تم اس کی جدائی میں بے چین کیوں نہیں رہتے؟

ہرن کی یہ ملاقات کایا پلٹ ثابت ہوئی۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(۴۳) تیرا دلبر دل میں ہے۔ تیرے دل کو پتہ نہیں۔ ہر دل میں دلبر ہے، کوئی بھی دل دلبر سے خالی نہیں لیکن کسی بھی دل کو یہ پتہ نہیں کہ وہ دل میں ہے اگر یہ راز ہر کسی پہ منکشف ہو جائے کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کی تشریح میں صوفیائے عظام نے اکثر یہی کہا

ھ

چپ کر دڑ وٹ جا نہ عشقے دا کھول خلاصہ
چھڑی لبھہ جاؤ گی لوکاں دا ہو جاؤ ہاسا :

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۲ آندھی جب آجاتی ہے، چل کر رہتی ہے اور آندھی سے تمام درخت نہیں کہیں کوئی شاخ ٹوٹا کرتی ہے

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۳ جو پامال ناز ہوا، سرفراز ہوا۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۴ امراحرص کے غلام اور فقراء حرص کے حاکم ہوتے ہیں۔ حرص کو ایک ناچیز لونڈی سمجھ کر کبھی بھی دل کے اندر داخل ہونے نہیں دیتے۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۵ فقراسوکھی روٹی کھاکر شکر کرتے ہیں اور امراء کھانوں کے پکوان پہ شکوہ، معدہ کی جملہ امراض روغنی غذاؤں کی پیداوار ہیں۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۳۶ جو بھیڑ ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے، بھیڑیے کا شکار ہو جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۷ سارا مال کسی کا بھی پاک نہیں ہوتا، اگرچہ مزدور کا ہو۔ زکوٰۃ وصدقات وخیرات ہی مال کو پاک کیا کرتے ہیں

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۸ نعمت کے چھننے پر افسوس ہوا کرتا ہے، نہ ملنے پر نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۲۹ کبھی ناپاک پرندوں کا بھی کسی نے شکار کیا۔ شکاری پاک پرندوں ہی کے پیچھے مارے مارے پھرا کرتے ہیں۔ پرندہ اپنی جان کو بچانے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن جب مار لیا جاتا ہے پھر اس کی ایک ہی تمنا ہوتی ہے کہ صیاد اسے اپنی ہنڈیا میں پکائے اور کھائے۔ پھر یہ سوچ کر کہ اس کی جان ایک جان کے کام آئی، خوش ہو جاتا ہے۔ یہی ایک زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۳۰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

جس شخص نے ہر روز ایک بار یہ کہا، سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ، سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ، سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی۔

تو وہ شخص موت سے پہلے اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا اس اور کو دکھا دیا جائے گا۔

کنز العمال ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۰۵

شمار ۳۸۹۸

تسبیحات کے بے شمار صیغہ جات ہیں۔ یہ صیغہ سرِفہرست رائج فی الدار الاحسان، اور بلوغ الی المرام ہے۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ۔

اپنے قاری کو مطمئن کر دیتا ہے، مسرور کر دیتا ہے اور مخمور کر دیتا ہے

مَاشَآءَ اللّٰہُ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۴۱ نفس کی بے آرامی اور بے قدری دل کی بیداری کا واحد ذریعہ ہے۔ نفس حبیب اللہ کی راہ میں بے آرام ہو جاتا ہے، بے قدر ہو جاتا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے سویا ہوا دل بیدار ہو جاتا ہے

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۴۲ جو بھی اپنے مالک کے لیے بے آرام ہوا، بے قدر ہوا۔ مالک نے اس کی وفاداری پر اسے مقتدر کیا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۴۳ کیا اللہ کو اپنے اس بندے کی جو اس کی راہ میں بے آرام ہوا اور بے قدر کوئی بھی پرواہ نہیں ہوتی ہو، یہ پرواہ تو ایک گگڑے کو بھی ہوتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۴۴ دین اپنے داعی کی توہین پر، اگرچہ وہ حکمت پہ مبنی ہوتی ہے، آنسو بہاتا ہے، اللہ کی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں استغاثہ کرتا ہے، وکالت کرتا ہے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے اور سفر کرنے والے دین کے مبلغ کی ہر شے جان، مال، عزت اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے۔ جو اس راہ میں جتنا بے قدر ہوا، اتنی ہی اللہ نے اس کی قدر کی۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۴۵ آمد اور آورد میں کوئی نسبت نہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۴۶ بے دل نہ ہو۔

جب تک مسلمان مائیں بچے جنتی رہیں گی، صلاح الدینؒ اور ٹیپوؒ کے پھر سے آنے کی امید ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۴۷ زبان کو جھوٹ سے، نگاہ کو خیانت سے، عمل کو ریا سے اور دل کو نفاق سے پاک رکھ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۴۸ پھر یہ زبان اللہ کی تلوار، آنکھیں جمال و جلال کا مرکز، عمل کن فیکون اور دل عرشِ رحمان ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۴۹ دیدار کی لذت لذتوں کی سردار ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۰۔ بندہ جب تمام علائق سے کلیتاً منقطع ہو کر اپنے اللہ کو پکارتا ہے۔ فریادی کی فریاد فوراً سنی جاتی ہے، ذرا بھی دیر نہیں لگتی

الحمد للحی القیوم

۱۴۵۱۔ مکروب کی پکار ایک کافر کو بھی حمایت پہ آمادہ کر دیتی ہے۔ رب کو کبھی کسی نے نہیں پکارا بےسبب بھی کسی نے پکارا، سبب کو پکارا ورنہ رب اپنے کسی بندے کی کسی پکار کو کبھی رد نہ فرمائے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۲۔ ایک سکھ ایک مسلمان کی ہتک کر رہا تھا، بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ گرد کر کر اس کی طرف لپک رہا تھا مسلمان بےچارا یہی کہہ رہا تھا کہ منہ سنبھال کر بول۔ میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟ سکھ جب وہ کسی منت سماجت سے باز نہ آیا تو ایک سکھ ہی کو اس کے حال پہ ترس آیا اور اس کی حمایت پہ کھڑا ہو گیا کہنے لگا خبردار! اگر اسے کچھ کہا۔ میں اس کا حمایتی ہوں" یہ سن کر اس کا جوش سرد پڑ گیا۔ حمایت کا جذبہ تو اللہ نے بندوں میں بھرا ہوا ہے۔ اللہ کی حمایت کے کیا کہنے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۳۔ تیرے فیصلوں کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرنا ہی ہم گنہگاروں کی ایک امید افزا عبدیت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۵۴۔ نیکی اور بدی ایک ہی شہر کے دو بڑے بازار ہیں۔ ہر کوئی عمر بھر ان ہی دو بازاروں میں گھوم سکتا ہے

بدی کا بازار اگرچہ آمدورفت کے لیے ممنوع ہے پھر بھی ہم اس میں داخل ہونے سے باز نہیں رہتے۔ بالکل نہیں رہتے۔

عجب نہیں تو یہ بازار اپنے بندوں پر بند نہیں کرتا۔ بندے اس میں جانے سے کبھی بند نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۴۵۵ ہم نیکی اور بدی کے دونوں بازاروں میں پھرنے والوں کا حال عجیب حال ہے۔ اوّل تو کسی ایسی نیکی پر ہمیں گزر ہی نہیں، جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو۔ اگر کہیں ہے تو دوسرے ہی دن بدی اس نیکی کو کھا جاتی ہے یہاں تک کر بدی کا پلڑا نیکی کے پلڑے پر بھاری ہو جاتا ہے۔

یا اللہ! ہمیں کسی ایسی نیکی کی توفیق بخش، جو ساری بدیوں پر حاوی ہو اور ساری بدیوں کو یکسر مٹا دے! آمین۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۴۵۶ قتل کی تمام واردا تیں زندوں کی عبرت کے لیے ہوتی ہیں لیکن کسی واقعہ سے بھی کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ

الحمد للحیّ القیوم

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ

۱۴۵۷ جس کے پاس اللہ نہیں، اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۵۸ اس کے پاس محبت بھی اور کچھ بھی نہ تھا گویا سب کچھ تھا۔ تیرے پاس سب کچھ ہے، ایک محبت نہیں گویا کچھ بھی نہیں۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۵۹ جو خیال دین کی تائید میں ہو، رحمانی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۰ جس خیال کی تصدیق دین نہیں کرتا، شیطانی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۱ نبی کے گھر کی ہر شے نبوت کی گواہی دیا کرتی تھی۔ ہر شے میں نبوت کا نور پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۶۲ اللہ کی رحمت جب بھی نازل ہوئی اور جہاں بھی ہوئی خصلت پہ ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کے سارے تذکرے خصلت ہی کے تذکرے ہیں اور سب سے بہتر خصلت "ملی اتحاد" ہے۔ جب بھی کوئی قوم ایک مرکز پر متحد ہو کر ملی تعمیری کاموں میں محوِ عمل ہوئی، اسی وقت اس پر رحمت نازل ہوئی اگرچہ وہ ڈنڈو، کھوا کھانے والے گنگشے ہی کیوں نہ ہوں

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۳ جدوجہد کے ساتھ اگر قابلیت بھی ہو تو نُورٌ علیٰ نور ہے ورنہ جدوجہد قابلیت کی محتاج نہیں ہوتی۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۴ قابلیت بڑی چیز ہے لیکن جدوجہد کے مقابل کوئی چیز نہیں۔ ہر کام کی کامیابی قابلیت پہ نہیں، جدوجہد پہ موقوف ہوتی ہے۔ جدوجہد قابلیت کی کمی کو پورا کر دیتی ہے لیکن قابلیت اگرچہ کتنی بلند ہو، جدوجہد کی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ جدوجہد قوموں کی زندگی، عروج کی ضامن اور فطرت کی پکار ہے جدوجہد امرِ کن فیکون کی عملی تفسیر کا دوسرا نام ہے۔ جدوجہد تیز رو سیلاب سے بھی کہیں تیز ہوتی ہے۔ کسی بھی رُکاوٹ کو اپنی راہ میں حائل ہونے نہیں دیتی۔ جدوجہد کی راہ کوئی رکاوٹ کبھی روک نہیں سکتی۔

ہاتف نے کھلے الفاظ میں تائید کی کہ تو ٹھیک کہتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۵ کبھی کبھی اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمان کو عبرت دلانے اور اتحاد کی اہمیت کے فوائد بتانے کے لیے دنیا بھر کی گری ہوئی قوم کو اتحاد کی توفیق بخش دیتا ہے اور وہ متحد ہو کر دنیا بھر پر چھا جاتی ہے اور تو اے اقوامِ عالم کے رہنما نوجوان نہ معلوم کیوں ان ملت شکن سرگرمیوں میں محوِ عمل ہے تیرا ذہن ان واہیات باتوں سے کیوں پاک نہیں ہوتا۔ اس کا جواب اپنے دل سے پوچھ اس سے مت پوچھ۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۶ جس طرح بادشاہ اپنی رعیت کے کارناموں کی تحسین بلا تمیز اعلیٰ و ادنیٰ کیا کرتے ہیں، کسی کی بھی کارگزاری کو نظر انداز نہیں فرماتے، اسی طرح میرے مولائے کریم جو کل کائنات کے رب ہیں، رب رحمٰن و رحیم، رب ذو الجلال والاکرام، مالک السموات والارض اپنی کسی مخلوق کی کسی نیکی کو رد نہیں فرماتے۔ معمولی سی نیکی کو قبول فرما کر اجر عنایت فرمایا کرتے ہیں۔ اللہ حق ہے کبھی ناحق نہیں کرتا۔ اگر اللہ رب العلمین اپنی کسی مخلوق کے اتحاد کی تحسین نہ فرماتا، اور متحد ہونے والوں کی دلجوئی نہ کرتا تو اتحاد کی عظمت کو بڑی ٹھیس لگتی۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۷ ساری عمر دنیا کی مذمت کرتے گزری خود دنیا کی ایک بھی چیز نہ چھوڑ سکے۔ اسی طرح لوگوں کو برائی سے باز رہنے کی تلقین میں عمر گزاری، خود بالکل باز نہ رہے۔ ہمارا یہ حال اصلاح طلب ہے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْن

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۸ جو یہ کہے کہ اس سے میں کیا فائدہ لوں، درست نہیں، مطلب پرست ہے۔ دوست دوست کو فائدہ پہنچایا کرتے ہیں، لیا نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۴۶۹ ذکر میں اضافہ کر، مال کوئی شے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْن

۱۴۷۰ رشوت ، سود ، جُوا ، بخل ، اور بھیک

انسان کی شرافت کو پامال کر دیتے ہیں۔

ان برائیوں کو اختیار کر کے آدمی کاہل، بزدل، آرام طلب اور خود غرض بن جاتا ہے اور بالآخر قعرِ مذلت میں گر کر اپنے دشمن کے آگے گردن جھکا دیتا ہے۔

ایک غیرت مند انسان ان برائیوں کے مقابلے میں موت کو پسند کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْن

۱۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ہر ذی روح موت کا مزہ چکھنے والا ہے ۔ !

✽ ✽

تیرا اصلی گھر قبر ہے جو تجھ کو ہر روز تین تین بار پکارتی ہے کہ،

اے فرزندِ آدم !

میں وحشت کا مکان ہوں ۔

میں تنہائی کا مقام ہوں ۔

میں اندھیری کوٹھڑی ہوں ۔

میں خاک اور دھول سے پُر ہوں ۔

میرے اندر سانپ اور بچھو ہیں ۔

تو میری پیٹھ پر چلتا پھرتا ہے، میرے اندر اگر تو ہل بھی نہ سکے گا ۔

تو میری پیٹھ پر حرام کھاتا ہے، میرے اندر تجھے کیڑے کھائیں گے ۔

تو میری پیٹھ پر دن رات گناہ کرتا ہے میرے اندر سخت عذاب پائے گا ۔

تو میری پیٹھ پر ہنستا کھیلتا ہے، میرے اندر روئے گا اور چلائے گا ۔

تو میری پیٹھ پر خوشیاں مناتا ہے، میرے اندر سخت غمگین ہوگا ۔

تو میری پیٹھ پر غرور اور تکبر کرتا ہے، میرے اندر سخت ذلیل و خوار ہوگا ۔

تو میری پیٹھ پر دوستوں اور آشناؤں کے ساتھ چلتا پھرتا ہے، میرے اندر بالکل اکیلا

اور تن تنہا ہوگا۔

تو میری پیٹھ پر بُرے عمل کرتا ہے، میرے اندر تجھے بُرے عملوں کی نسبت پوچھا جائیگا

تو میری پیٹھ پر فضول بکواس کرتا ہے، میرے اندر چپ چاپ اور گونگا ہو جائے گا۔

تو میری پیٹھ پر اپنی حالت میں مست ہے، میرے اندر آ کر حیران اور پشیمان ہوگا۔

اَب تو جاگ!

میری پیٹھ پر مہلت کو غنیمت جان اور نیک عمل کرے۔

قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا مونس بنا۔

نماز تہجد کو میرا چراغ تیار کر کے ساتھ لا۔

خوفِ الٰہی سے روتا رہ، کثرت سے ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرتا رہ۔

تاکہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب تم پر آسان ہو جائیں۔

جو شخص اکثر موت کو یاد کرتا ہے وہ تین چیزوں سے نوازا جاتا ہے:

اسے توبہ بہت جلد نصیب ہوتی ہے۔

اس کے نفس کو قناعت حاصل ہوتی ہے۔

عبادت میں نشاط و سرور اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔

موت اگرچہ ایک بڑی جانکاہ مصیبت اور جگر خراش صدمہ ہے لیکن سب سے زیادہ جانکاہ صدمہ اور رنج موت سے غافل رہنا اور اس کے لیے کوئی توشہ فراہم نہ کرنا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت ہر دن میں ستر بار بندوں کے چہروں پر نظر ڈالتے رہتے ہیں۔

اے کاش!

کہ مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی اور اگر پیدا ہوئی تھی تو کاش انہیں معلوم ہوتا کہ کس کام کے لیے پیدا

ہوئی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۷

مَرَاقَبَۃُ الْمَعِیَّۃِ بَعْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

یَعْنِیْ

ہر نماز کے بعد چلتے پھرتے اس امر کو مدِّ نظر رکھنا کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔

فَوْقَ
اوپر
اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ

اَمَامٌ
سامنے
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یَمِیْنٌ
دائیں
شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ

یَسَارٌ
بائیں
شَیْخُنَا اَوْ شُیُوْخُنَا

فِی الْقَلْبِ
دل میں
ذِکْرُ اللہِ

ترجمہ

ثُمَّ یَکُوْنُ بِفَضْلِ اللہِ تَعَالٰی	پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ زبان
ذِکْرُ مَا لِسَانُہٗ لِسَانُ	اللہ کی زبان، یہ آنکھ اللہ کی آنکھ،
اللہِ تَعَالٰی وَبَصَرُہٗ بَصَرُ	یہ کان اللہ کے کان۔ یہ ہاتھ اللہ

اللہ تعالی وسمعہ سمع اللہ	کے ہاتھ اور ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے
ویدہ یداللہ وارادتہ ارادۃ	اور یہی کن فیکون کا مقام ہے
اللہ وھذا مقام کن فیکون۔	

ان شآء اللہ تعالی العزیز

وما توفیقی الا باللہ

۱۴۷۳ جو لوگ رسول اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، ان کا ان کی سنت مطہرہ پر عزم و استقلال سے کاربند رہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں اور یہی مراد ہے اس بات کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۷۴ حضرت جنید بغدادیؒ کس درس گاہ کے فارغ التحصیل تھے؟ حضرت جنیدؒ شاہی اکھاڑے کے نامور پہلوان تھے۔ اہلبیت کے ایک فرد کی تعظیم کی بدولت سید الطائفہ کہلائے لیجیے! اب پورا قصہ سنیے!

بغداد میں ایک سید صاحب رہتے تھے جو نہایت عسرت اور تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ان کی بچی جوان تھی لیکن اتنی استطاعت نہ تھی کہ وہ اس کی شادی کر سکیں۔ آپ کو ایک تدبیر سوجھی کہ شاہی پہلوان سے کشتی لڑنے کا اعلان کر دیا۔ ان کے اس اعلان سے شہر میں تہلکہ مچ گیا کیوں کہ شاہی پہلوان جنید سے مقابلے کی کسی کو جرأت نہ تھی۔ لوگوں نے انہیں سمجھایا کہ وہ اس اعلان سے دست کش ہو جائیں اور جنید سے کشتی لڑنے کا ارادہ ترک کر دیں لیکن وہ اپنے ارادے پر ڈٹے رہے۔ بالآخر بادشاہ کے حکم پر کشتی کا اعلان کر دیا گیا۔ دونوں

پہلوان لنگر لنگوٹ باندھ میدان میں اترے۔ لوگ حیران تھے کیونکہ وہ سید زادہ کسی بھی لحاظ سے جنید کا مدِمقابل نہ تھا۔ دونوں پہلوانوں نے آگے بڑھ کر حسبِ دستور ہاتھ ملانے تو سید زادے نے جنید کے کان میں کہا، "اے جنید! تو بے شک بہت بڑا پہلوان ہے اور بہت بڑی طاقت کا مالک ہے میں تمہارا مقابلہ کسی بھی طرح کرنے کا اہل نہیں ہوں لیکن کیا کروں، سخت پریشان ہوں اور یہی مجبوری ہے، جس نے مجھے تم جیسے شہ زور سے کشتی لڑنے پر اکسایا ہے۔

اے جنید! سن! میں ایک سید زادہ ہوں اس قدر مفلوک الحال ہوں کہ اپنی جوان بیٹی کی شادی سے بھی معذور ہوں اگر آج اس میدان میں تو میری لاج رکھ لے اور ہار مان لے تو اس انعام و اکرام سے جو مجھے ملے گا اپنی بچی کے فرض سے سبکدوش ہو سکوں گا اور آج کے بدلے قیامت کے دن میں اپنے نانا سے تمہاری بھرپور سفارش کر دوں گا۔

یہ بات سن کر جنید نے ایک لمحہ سوچا۔ بات سینے میں اتر گئی فوراً سید زادے کے اس معاہدہ پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ کشتی شروع ہو گئی، داؤ پیچ چلنے لگے اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ شاہی پہلوان جنید۔ جس کی قوت اور ہیبت سے بڑے بڑوں کے پتے پانی ہو جاتے تھے ایک کمزور سے شخص کے ہاتھوں میدان میں چت پڑا تھا۔ شاہی خزانے سے سید زادے کو خوب نوازا گیا۔ جنید رنگوں ایک طرف بیٹھا تھا۔ لوگ جنید کی شکست پر طرح طرح کی قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔ رات کو جنید نے خواب میں دیکھا۔ حضور سرورِ کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔

اے جنید! تو نے میرے تعلق کی لاج رکھی تو نے میری نسبت کی عزت کی خاطر شکست کا داغ لیا تو نے ایک جوان کی محض اس لیے عزت و توقیر کی کہ اس کا نسب مجھ سے عبارت ہے اور اس کے لیے تو نے اپنی عزت و شہرت کی پرواہ تک نہیں کی۔ جا آج سے تو سیّد الطائفہ بنا دیا گیا۔ سُبحان اللہ! ماشاء اللہ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے جنید کو کسی اور ہی مقام پر پہنچا دیا۔ اسرار سرمدی کے دروازے کھل گئے۔ جنید کی قسمت جاگ اٹھی۔ شاہی اکھاڑے میں کشتی لڑنے والا پہلوان لامکاں کی فضاؤں میں شاہباز بن کر پرواز کرنے لگا۔

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ

کا یہ مقام صرف اور صرف اہلبیت کے ایک فرد کی تعظیم کا مرہونِ منت ہے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۴۷۵ جب تک کسی کی جیب اور دل کی وسعت کا علم نہ ہو، خرچ کی فرمائش مت کرو۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۴۷۶ عام آدمی اللہ ھُوْ کے پاسِ انفاس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پاسِ انفاس ذکر دوام کا اصطلاحی نام ہے۔ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہر ذکر کا نعم البدل اور فوق المرتبت ہے کل کائنات مل کر بھی ان کلماتِ طیبات کی عظمت بیان نہیں کر سکتی۔

سلسلۂ طیبۂ قادریۂ مجددیۂ غفوریۂ رحیمیۂ میں مَقَالِیْدُ

السمٰوٰت والارض کا ذکر "پاس انفاس" مبارک ہو، مکرم ہو، مشرف ہو۔ آمین

مقالید السمٰوٰت والارض یہ ہیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۝ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ۝ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ان کلماتِ طیبات کی عظمت ہے کہ ہر دل پہ جو بھی ان کا متمنی ہو بلا تردد و تکلف وارد ہو جاتے ہیں اور غفلت دور فرما دیتے ہیں۔ کلمات کے اخیر میں ہر بار اسمِ اعظم یا حیّ یا قیّوم کا شکریہ ادا کرو۔

الحمد للحی القیوم

مثلاً یوں کہو:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

بعد میں شکریہ کے طور پہ کہو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۷۷

آداب :

باوضو رہنے کی کوشش کریں

کچا لہسن، پیاز نہ کھائیں۔

جب قلبی و ذہنی فراغت ہو، یہ تصور کریں:

اللہ میرے اوپر، میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آگے، حضرت پیرانِ پیر محبوب سبحانی، غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میرے دائیں اور میرے پیر میرے بائیں میرے معی و معاون ہیں۔ اس تصور کی پختگی سلوک کی ابتداء و انتہا ہے۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمد للّٰہ الحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۴۷۸ امام احمدؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

"جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ ہوگا مالک کو ڈرائے گا، وہ بھاگے گا، یہاں تک کہ وہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈالے گا!"

طبرانی نے اوسط میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"خشکی و تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ضائع ہوتا ہے"

نیز فرمایا:

"دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تونگر ہے جو اپنے

مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا ‘‘۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۷۹ ذکر و طاعت ، تبلیغ و خدمت میں بجوم گزرے غفلت کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے ۔

الحمد للحی القیوم

۱۴۸۰ جو بندہ نعمت پر شکر نہیں کرتا اور نعمت کو پاکر خوش نہیں ہوتا اس سے آئندہ کے لیے ایسی نعمت روک لی جاتی ہے یا اس نعمت کی لذت سے محروم کر دیا جاتا ہے

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۸۱ سونا بھی ایک کام ہے ۔ جسم الوجود کو جو راحت وصحت وقرار وجمعیت سوکر اُٹھنے سے ہوتی ہے کسی اور طرح نہیں ہو سکتی ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۸۲ خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں ، متحد ہو جاتے ہیں ، جب متحد ہو جاتے ہیں یکسو ہو جاتے ہیں ۔ جب یکسو ہو جاتے ہیں ، بلند ہو جاتے ہیں ۔ اور خیالات کی بلندی انسانی معراج کا ابتدائی مقام ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۴۸۳ اللہ رب العلمین نے بندوں کو فکر کی تاکید کی ، بار بار فرمایا " تم فکر کیوں نہیں کرتے " بیشک ہم فکر نہیں کرتے ۔ ہماری تقلید کور انہ ہے اگر اس میں فکر ہوتا ، اس کی عظمت منکشف ہوتی ،

پھر اس میں ذوق ہوتا، شوق ہوتا، توفیق ہوتی اور استقامت ہوتی ؛ ماشاءاللہ !

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۸۴ فکر کے مقابلے میں دنیا بھر کی کتابوں کا مطالعہ بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ فکر کی پرواز فرش تا عرش ہوتی ہے۔ فکر ازل و ابد کا رازدان اور بلند پرواز شاہین کا مقام رکھا کرتا ہے۔ فکر کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کے پاس کوئی بھی کتاب نہ ہو، ایک فکر ہو، کافی ہے دنیا بھر کی ایجادات فکر ہی کی مرہونِ منت ہیں

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۸۵ فکر کا حاصل ؛

کشف السجدید، کشف الورید، کشف الحدید، کشف القلوب، کشف القبور اور کشف الاحیاء ہیں اور دینِ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب اپنے پیروکار کو یہاں تک پہنچانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۸۶ مطالعہ، کتبِ فضائل و مسائل تک اور فکر حقیقت تک پہنچاتا ہے۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۴۸۷ مظلوم کے حمایتی کا حمایتی اللہ ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی بندہ کسی مظلوم کی حمایت کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جہاں اللہ ہوتا ہے وہاں اللہ کی ساری خدائی ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرَّازِقِیۡن

۱۴۸۸ دل میں ہر شے ہوتی ہے (قرآن و حدیث کے سوا) کسی کتاب کا محتاج نہیں ہوتا۔ دل ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کا متحمل ہوتا ہے اور دل ہی اللہ کی کتاب مکنون ہے۔ اللہ نے خود فرمایا کہ:

"میں زمین و آسمان میں کہیں بھی نہیں سما سکتا مگر ایک مومن کے دل میں۔"

یہ لائبریری اس کمرے کی زینت ہے۔ دل اس سے مستغنی ہے۔ مفکر کو مطالعہ کی فرصت نہیں ہوتی، اپنے ہی فکر میں محو و مستغرق ہوتا ہے۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرَّازِقِیۡن

۱۴۸۹ خیالات کارہائے نمایاں کی طرح کبھی فنا نہیں ہوتے، کسی نہ کسی جگہ اور کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ صاحبِ خیال جب چلا جاتا ہے، خیال چھوڑ جاتا ہے۔ خیال کا ایک وجود ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہیں ہوتی، کسی نہ کسی ذہن میں مچلتا رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرَّازِقِیۡن

۱۴۹۰ تمام کارہائے نمایاں خیالات ہی کی پیداوار ہیں۔ پہلے خیال پیدا ہوتا ہے۔ پھر کارہائے

نمایاں۔

ایک آدمی ایک جنگل میں رقص و سرود کے عالم میں یہ کہتے ہوئے سنا :

اَلحَمدُلِلّٰہِ ، اَلحَمدُلِلّٰہِ ، اَلحَمدُلِلّٰہ

پھر تھوڑی دیر بعد وہی آدمی یہ کہنے لگا :

پھر کہنے لگا :

پھر خود ہی اس نے اپنے ان کلمات کی تشریح بتلادی کہ :

اللہ نے مجھ کو عشق بخشا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوز و گداز نیز میرے خیال نے میری رہنمائی فرمائی۔ میں اللہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اور اپنے نصیحت کنندہ خیال کا بھی۔ میرے خیال نے ان مقامات تک پہنچنے کے لیے میری پوری رہنمائی فرمائی۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازِقِین

۱۴۹۱ سمندر کی سطح پر تیرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غوطہ زنی۔ تیراک غوطہ زن کی برابری نہیں کرسکتا

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازِقِین

۱۴۹۲ سالک صاحب تجسس ہے۔ ملہمِ حال میں جو بھی کچھ کہے، مرفوع القلم ہے

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیرُ الرّٰازِقِین

۱۴۹۳ دین کو بطور دین پیش کرو نہ کہ معاش

الحمد للحی القیوم

۱۴۹۴ نفس پیاس کی تاب نہیں لاسکتا۔ پیاس کی شدت سے نفس بے چین ہو جاتا ہے، بے قرار ہو جاتا ہے، ملول ہو جاتا ہے، بے تاب ہو جاتا ہے، کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی، کھڑا ہونے کی تاب نہیں رکھتا، لیٹ جاتا ہے، لوٹنے لگتا ہے، زبان خشک ہو جاتی ہے، کسی کام کی ہمت نہیں ہوتی گویا نفس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور پیاس نفس کی سب سے بڑھ کر مخالفت ہے۔ کیا کبھی آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ اللہ رب العٰلمین نے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو پیاس ہی کی نعمت سے سرفراز فرما کر امامت کا تاج پہنایا۔ الحمد للحی القیوم

پیاس ایک وہ خشک چشمہ ہے جس سے علم و حکمت اور عشق و رقت کے چشمے اُبلا کرتے ہیں جو کسی اور طرح کبھی جاری نہیں ہو سکتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۹۵ موت کے وقت شدت کی پیاس لگا کرتی ہے اگر اس پیاس کو کوئی زندگی میں اپنے اوپر وارد کرے، سرور مشروبات کا شکریہ ادا کرتے نہ تھکے:

موت کے وقت انسان کو ایسی پیاس لگا کرتی ہے اور ایسی لگتی ہے کہ مرنے والوں کے سوا کسی دوسرے کو اس پیاس کا پتہ نہیں ہوتا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۴۹۶ علم، دنیا میں جو مقام تجربے کو حاصل ہے، علم کو نہیں

الحمد للحی القیوم

۱۴۹۷ ساری دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ کسی نے بھی کبھی پہلے دن دو شادیاں نہیں کیں، صرف ایک شادی پہ اکتفا کیا۔ اگر کسی وجہ سے کسی کو پہلی شادی راس نہ آئے، پھر دوسری کی جائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۹۸ اللہ سب سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ اس کا کوئی بندہ اس کے سوا کسی اور کا محتاج ہو۔ اللہ کل کائنات میں بسنے والی ہر ذی روح کا روزی رساں ہے جس کی قسمت میں جس قسم کی اور جتنی روزی لکھی ہوتی ہے جب تک وہ پا نہیں لیتا اور کھا نہیں لیتا کبھی نہیں مرتا۔ اللہ اپنے بندوں کو طیب روزی عنایت فرمایا کرتے ہیں، بس پہل نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۴۹۹ جب یہ سنا کہ "میری حکمت کے تحت میں جس بھی حال میں جہاں رکھوں، رہنا ہوگا" چپ ہوگیا پھر کسی بھی حال پہ کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

اور یہ مقامِ تسلیم و رضا سلوک کی منزل کا اوّلین مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۰۰ مغرب کی موجودہ جنسی تہذیب کتوں کو مات کرتی ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۱۵۰ آخرت دو قدم ہے۔ بندہ بے خبر ہے، بالکل نہیں ڈرتا، کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ حاضر و ناظر ہے اس کی پرواہ نہیں کی جاتی جو جس کے دل میں آتا ہے، کرتا ہے، بالکل خوف نہیں کھاتا۔ قبر کے عذاب کا تصور دنیا کی ساری لذتوں پر پانی پھیر دیتا ہے، شخصیت لرزنے لگتی ہے لرزی ہو جاتی ہے، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے، دل کانپنے لگتا ہے، کسی بھی چیز میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی۔ کسی کام کو جی نہیں چاہتا، بال بال توبہ توبہ کرنے لگتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

یا اللہ! اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش و شفاعت سے قبر کے عذاب و فتنہ سے پناہ بخش:

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ: اٰمِیْن

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ ط

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ: اٰمِیْن

دنیا کا بڑے سے بڑا عذاب قبر کے چھوٹے سے چھوٹے عذاب سا بھی نہیں ہوتا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اچانک آپ کی خچر بدکی اور قریب تھا کہ آپ کو گرا دے۔ ناگہاں پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں کوئی ان کو جانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا میں جانتا ہوں، آپ نے پوچھا یہ کس حال میں مرے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا، شرک کی حالت میں۔ آپ نے فرمایا یہ امت آزمائی جاتی ہے اپنی قبروں میں۔ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم (مُردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے یہ دُعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کے عذاب کو سنا دے جس طرح

کرمیں سنتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ سے دُعا مانگو کہ وہ آگ کے عذاب سے بچائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قبر کے عذاب سے تم اللہ سے پناہ طلب کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم پناہ مانگو اللہ سے ظاہری باطنی فتنوں سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم پناہ مانگو دجال کے فتنہ سے۔ صحابہؓ نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سے دجال کے فتنہ سے۔ (مسلم)

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۲ گدھے کو روڑی پر راحت محسوس ہوتی ہے، اصطبل میں نہیں ہوتی۔ ہر شے اپنی اصل ہی کی طرف لوٹا کرتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۳ بندوں کے بُرے اعمال ہی قبروں میں بچھو اور سانپ ہوتے ہیں

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

۱۵۰۴

حاکم، سرمایہ دار اور مزدور

اسلامی معاشرہ تین گروہوں پر مشتمل ہے

ایک حاکم، دوسرا سرمایہ دار اور تیسرا مزدور ہے۔ حاکم اللہ کے ملک میں اللہ کی حدوں کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اگر رعایا سے اس کا اختلاف ہو جاتا ہے تو یہ معاملہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا جاتا ہے اور اسی فیصلے کو بالآخر تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ حاکم ہر وہ شخص ہے جس کا حکم ایک گروہ پر حاوی ہو اور جو کسی بھی معاملہ میں اپنی رعایا کا محتاج نہیں ہر خاندان کا ذمہ دار فرد بمنزلہ حاکم ہے اور حاکم کے لیے اللہ کا حکم ہے کہ وہ نماز قائم کرے زکوٰۃ دے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور اپنا حکم انصاف کی اساس پر صادر کرے۔

حاکم میزان کا امین ہے اور یہ ایک بڑی امانت ہے۔ حاکم کی اپنی کوئی ذاتی شخصیت نہیں ہوتی، اس کی شخصیت عوام کی فلاح و بہبود کے لیے وقف ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کی ذاتیات سے فارغ ہوتا ہے جب وہ عوام سے منہ موڑ کر ذاتیات کی طرف متوجہ ہوتا ہے بدل دیا جاتا ہے حاکم پر حکم کا غلبہ ہوتا ہے اگر ایسے نہ ہو ملکی نظام بگڑ جائے۔ حقیقتاً حاکم عوام کا خادم ہوتا ہے۔

دوسرے دو بڑے گروہ سرمایہ دار اور مزدور ہیں۔ قومی معیشت سرمایہ دار کے گرد، اور محنت مزدور کے گرد گھومتی ہے۔ مزدور آزاد اور سرمایہ دار مقید ہے، سرمایہ دار کا سرمایہ مزدور کے ہاتھ میں ہے۔ امیر کی امیری غریب کی محتاج ہے۔ اگر غریب نہ ہو کوئی امیر نہیں بن سکتا۔ سرمایہ دار اگرچہ وہ جاگیر دار ہو یا کارخانہ دار، اپنے سرمایہ کے پھیلاؤ کے لیے مزدور کا محتاج ہے۔ انسانی نفس راحت کا طالب ہے، مشقت کا نہیں۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے تمام مسائل صرف دماغی فراست ہی سے طے ہو جائیں، نہ کہ جسمانی محنت سے۔ اس لحاظ سے مزدور نفس کا

کا حاکم اور سرمایہ دار نفس کا محکوم ہے۔ سرمایہ دار کا حاکم نفس اور مزدور کی حاکم روح ہے اور روح کو نفس پر برتری حاصل ہے لیکن اسلامی معاشرہ ایک متوازن معاشرہ ہے۔ یہاں ہر گروہ کے حقوق ہیں اور واجبات ہیں۔ کسی گروہ کو کسی گروہ پر فوقیت نہیں دی گئی۔ اللہ کے قرب کے لیے صرف تقویٰ کو معیار رکھا گیا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ تقویٰ کے لیے مزدور کا ماحول فطری طور پر سازگار ہے اور وہ تقویٰ کی راہ کو آسانی سے اپنا سکتا ہے۔ مزدور کی دماغی مصروفیات بہت کم ہیں اس لیے وہ اللہ کی توحید کی، عبادت کی طرف زیادہ مائل ہو سکتا ہے اس کے برعکس سرمایہ دار اپنے معاشی معاملات میں اس قدر الجھا ہوا ہے کہ اللہ کے لیے زیادہ دیر تک فارغ نہیں ہو سکتا۔ اس کی معاشی مصروفیات اسے دربدر لیے پھرتی ہیں اور اس کے اندر محتاجی اور بزدلی کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس کے مقابل مزدور اپنے کام میں مصروف رہتا ہے، خود دار ہوتا ہے، خود اعتمادی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ!

تاریخ شاہد ہے کہ دین کا علم ہمیشہ غریب کے ہاتھ میں رہا، لیکن بعض اوقات دین کے افق پر ہمیں بعض ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں، جن کے پاس وافر سرمایہ تھا لیکن حقیقتاً یہ وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ انہوں نے سرمایہ داری کی راہ میں کوئی جدوجہد نہیں کی۔ ان کے شب و روز اللہ ہی کے کاموں کے لیے وقف تھے۔ اللہ نے ان کے لیے رزق کی راہیں بہت کشادہ کی ہوئی تھیں اور وہ اپنے سرمایہ کو اللہ ہی کے حکم کے مطابق صرف کرتے تھے

ان کا مال ان کے ہاتھ پر ہوتا تھا اور دل کلیتہً اللہ کے لیے فارغ ہوتے تھے یہ وہ جلیل القدر شخصیتیں تھیں جن کے ظاہر اور باطن اہل حکومت تھے اور انسانیت نے ان کی ذات سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ ان کا سرمایہ اللہ کی غریب اور نادار مخلوق کے لیے تھا اور انسانی تعمیر اور بھوئی کے لیے وقف تھا۔ لیکن حاکم کا تعلق سرمایہ سے نہیں وہ معاشرے میں اللہ کا حکم سناتے اور منوانے کے لیے ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک ذمہ دار حاکم اللہ کی حاکمیت کا مظہر ہے

سرمایہ دار اور مزدور دونوں اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔ حاکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سن کر سرمایہ دار اور مزدور کو سنانے والا ہے۔

سرمایہ دار کا تعلق مال سے اور مزدور کا محنت سے ہوتا ہے۔ سرمایہ دار مخیر ہو اور مزدور دیانت دار، سرمایہ دار حلیم ہو اور مزدور خود دار، مزدور مفتی ہو اور سرمایہ دار قدر دان۔ مزدور خیر خواہ ہو اور سرمایہ دار ذمہ دار۔ سرمایہ دار بڑا بھائی ہو اور مزدور چھوٹا بھائی۔ کسی کی کوئی چیز دوسرے سے چھپی نہ ہو۔ درمیانی فضا اعتماد سے بھرپور ہو۔ حاکم، سرمایہ دار اور مزدور ساتھ ساتھ ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ذمہ داری حاکم پر عاید ہوتی ہے۔ ایک اسلامی فضا ہی ان تینوں گروہوں کے درمیان ربط اور اعتماد کو فروغ دے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور معاشرہ اور کوئی نظام فکر۔ حاکمیت، سرمایہ داری اور محنت کے درمیان توازن نہیں قائم کر سکتا۔ جب تک کسی ملک میں یہ تینوں گروہ اتحاد نہیں کرتے کوئی قوم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۵ مزدور معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۶ غریب کا وفاداری و خود داری و غیرت میں پہلا نمبر ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۰۷ ناداری کے ایثار کی برابری سرمایہ داری بھلا کیسے کر سکتی ہے؟

کبھی نہیں کرسکتی۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۰۸ سرمایہ دار بندے بندے کا محتاج اور بزدل ہوتا ہے۔ ذرا سی بھی کوفت برداشت نہیں کرسکتا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۰۹ غریب ملک وملت کا وفادار و جانباز و مایہ ناز سپوت ہے لیکن بے چارے کی دلجوئی نہیں کی جاتی اس کی خدمات کی داد نہیں دی جاتی۔ یہ اپنے مالک کی شفقت سے محروم ہے۔

الحمدللحی القیوم

۱۵۱۰ قدر کے روگنے کی تدبیر مت کر۔ اللہ جیسے چاہتے ہیں ہو کر رہتا ہے۔ کوئی روک نہیں سکتا اور وہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے کسی کی کوئی تدبیر قادر کی کسی تقدیر کو کبھی روک نہیں سکتی قرب میں جو مقام تسلیم کو حاصل ہے، تدبیر کو نہیں۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۱۱ ایک نے کہا میں نے اپنے لیے کبھی کچھ نہیں کیا جس بھی حال میں رکھا مطمئن رہا۔ اس لیے کہ ہر حال ان کی طرف سے ہے اور حکمت پر مبنی ہے اور میرے ہی لیے بھلائی ہے حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۱۲ نہ طلب کر، نہ قبول کر، نہ پرواہ کر۔ ان کے سوا اُن کی قسم ہر شے ہیچ وبے کار، اور نظر ہی کا

سراب و فریب ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۳ دین دار سرمایہ دار نہیں ہو سکتا، کبھی نہیں ہو سکتا، سرمایہ دین کی ضد ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۴ دین دار کسی بھی چیز کی طمع نہیں کیا کرتے اور نہ ہی کسی چیز کو جمع کیا کرتے ہیں جس راستے سے جو چیز آیا کرتی ہے اسے اسی راستے لوٹا دیا کرتے ہیں۔

ے

آوے جاوے ہر دے لیکھے۔ سائیں کھڑا تماشا دیکھے

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۵ سرمایہ دار دین دار ہو سکتا ہے لیکن دین دار کبھی سرمایہ دار نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۶ سرمایہ دار کی جد و جہد خواہ کسی بھی رنگ میں ہو اپنے سرمایہ ہی کے فروغ و تحفظ کے لیے ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۷ تصور میں تسبیح نہیں تصویر ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۸ سرمایہ دار کی عقل پر سرمایہ ہی غالب ہوتا ہے۔ وہ جو بھی بات کرتا ہے پیسے کے حوالے ہی سے کرتا ہے۔ ایک سرمایہ دار سے سوال کیا گیا: اب صحت کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا "روپے میں سے اٹھنی ٹھیک ہوں"۔ دوسرے سے سوال کیا آپ کے کاروبار کی اب کیا صورت ہے؟ کہنے لگا "پہلے سے اب چار آنے بہتر ہے"!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۱۹ ایک سیاح نے ایک صحرا نورد سے کہا کہ:

وہ ایک مدت سے سیاحت کر رہا ہے۔ اسے کہیں بھی کوئی بندہ ایسا نہیں ملا جو صرف اللہ ہی کا طالب ہو۔ اللہ کے سوا کسی اور شے سے کوئی دلچسپی نہ رکھتا ہو جس کی نظروں میں اللہ کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہو۔ جو حال و مقام سے مستغنی و بے نیاز ہو کبھی جھوٹ نہ بولتا ہو، غیبت نہ کرتا ہو، چغلی نہ کرتا ہو اور جس کا دل حسد و نفاق سے کلیتاً پاک ہو۔

اس نے کہا کہ:

وہ ہمیشہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی صحرا نورد آئے اور اس کے بیان کو غلط ثابت کرے۔ ابھی تک کوئی نہیں آیا۔

اَللّٰھُمَّ اَھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ: اٰمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۰ جن کاموں سے منع کیا گیا ہے باز رہ جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے کر۔ تیرے ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے میں سنتِ مطہرہ ہو۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادت میں محو و منہمک رہ۔ ایک مدت اس حال میں رہنے کے بعد جو حال پیدا ہو اس وادی کا پہلا قدم ہے۔ اور کوئی سالک کسی اور طرح اس وادی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ یہ اور صرف یہ راہ کھلا ہے۔ اللہ تک جو بھی پہنچا، اسی راستے سے گزر کر پہنچا۔ یہ راہ کہیں گنجان، کہیں سنسان، کہیں دشوار اور کہیں آسان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی راہ میں چلنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ قدم قدم پر راہنمائی فرماتا ہے۔ یہ راہ بڑی کٹھن ہے، بڑی ہی کٹھن، ذرا سی غفلت پہ پاؤں پھسل جاتا ہے اور پھر اسی مقام پر دوبارہ پہنچنے کے لیے کافی تگ و دو کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام سلطان البحر و بر کی رفاقت سے عبرت حاصل کر۔ سنبھل سنبھل کر چل۔ کسی سے بھی بیباک مت ہو۔ گستاخ مت ہو۔ شکر کر اللہ نے تجھ کو اپنی راہ میں چلنے کی توفیق بخشی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۲۱ جب تک یہ دل حسد سے پاک نہیں ہوتا۔ صاف نہیں ہوتا اور حسد نیکیوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے حسد دل کی ایک مہلک مرض ہے۔ اگر آپ کا دل اس مہلک مرض کا مریض ہے اس کا علاج کر جہاں سے ہو سکے، ضرور کر۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۲۲ بندہ جب سچے دل سے پکی توبہ کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے اپنے لطف و کرم سے اپنے بندے کی توبہ قبول فرما کر صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی بخشش فرما

فرما دیتا ہے۔ یہ شریعت ہے۔ بندہ جب ماسوا سے دل کو کلیتاً پاک کر لیتا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَ اَنَا سِرُّہٗ کے راز کو سمجھ جاتا ہے۔ یہ طریقت ہے۔ صغائر و کبائر سے پاک رہنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ غیریت سے پاک رہنا مشکل ہے۔ ہم سب غیریت سے پاک رہنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن کسی نے بھی کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں دیکھا جس کا دل غیریت سے پاک ہو

ایک نے پوچھا:

ان تین سو چھپن بندوں کے بھی دل غیریت سے پاک نہیں ہوتے؛

اس نے کہا،

اللہ کے وہ چھپے ہوئے بندے بندوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی دوسرا ان کے حال سے خبردار نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۳ یہ نفس کاہل ہے، سُست ہے، بزدل ہے، بخیل ہے، سرکش ہے، عیار ہے، مکار ہے، اسے قابو میں رکھ، ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھ، دم بھر کے لیے بھی فارغ ہونے مت دے، اسے سر کھجلانے کی فرصت نہ ہو،

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۴ اللہ کے بندو!

اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس کی مخالفت کرو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۲۵ یہ زینت و لذت و راحت و شہرت کا طالب ہے ۔ اس کی کسی بھی طلب کو پورا ہونے مت دو

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۶ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بندے کو حاکم اور نفس کو محکوم بنا کر بھیجا لیکن حقیقتاً نفس حاکم اور بندہ محکوم ہے ۔ افسوس! صد افسوس!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۷ اگر آپ کے نزدیک نیکی بُرائی سے افضل ہے ، نیکی کیا کر! اگر دین کے کام دنیا کے کاموں سے بہتر ہوں تو دنیا کے کاموں پہ دین کے کاموں کو ترجیح دیا کر!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۸ حلم ایمان کی زینت اور تقویٰ مومن کی عزت ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۲۹ مومن کا قول و فعل ، شر سے پاک اور خیر سے معمور ہوتا ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۳۰ ایک نے کہا کہ میں نے جب بھی ان سے کوئی بات پوچھی ۔ انھوں نے یہی کہا کہ کسی بھی شے کے پیچھے مت پڑ ۔ ہر شے کا ہونا نہ ہونا اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے ، کل کائنات کا نظام ارادتِ الٰہی کے تحت محوِ عمل ہے ۔ صبر سے رحمت کا انتظار کر ، حکیم کا کوئی فعل حکمت

سے خالی نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۱ قریب ہو کر دیکھ۔ یہ درندہ نہیں، انسان ہے، تیرا بھائی ہے اور تجھ سے افضل۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۲ تیرا یہ کہنا، کہ: یا اللہ! تیرا یہ گنہگار و خطا کار بندہ کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اس کی ہر شئے، خیر ہو یا شر، تیری ہی طرف سے ہے۔ مقبول الحق عبادت ہے۔ ماشاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۳ جس پودے کو زمین قبول کر لیتی ہے، کبھی نہیں کمھلاتا۔ نت نئی کونپل نکالا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۴ جس پودے کو زمین قبول نہیں کرتی، کبھی نہیں لہلاتا، ہمیشہ کمھلایا رہتا ہے۔ مہینے گزر جاتے ہیں کوئی کونپل نہیں نکالتا۔ واضح ہو کہ نباتات و حیوانات ایک ہی اصول کے تحت اپنی اپنی منازل پہ گامزن ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۳۵ پانی نیند لاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۳۶ اللہ سب سے بڑھ کر غنی و غیرت مند ہے۔ اپنے متوکل کو کبھی کسی غیر کی طرف نہیں پھیرتا، نہ ہی اپنے ذاکر کو بھولتا ہے۔ تیرے سب سے قریب تر تیرا اللہ ہے۔ ہر حال میں اپنے اللہ کو پکار۔ بے شک اللہ سنتا ہے، دیکھتا ہے جانتا ہے، قادر المقتدر ہے اور مجیب الدعوات۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۷ احسان کر۔ بے شک احسان کا بدلہ احسان ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۸ صبر کر۔ بے شک صبر کا بدلہ نجات ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۳۹ تیرا سہارا یا حی یا قیوم! کبھی ختم نہیں ہوتا اور ہم سب تیرے ہی سہارے تیری دنیا میں جی رہے ہیں۔ یا حی یا قیوم!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۰ یہ تقدیریں تیری عزت و عظمت والی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں کیا ہیں؟ تیری ارادت ہی سے لوح پہ ثبت و محفوظ ہیں۔ تُو اے رب ذوالجلال والاکرام: جسے چاہے اور جب چاہے بلند و پست کرے، کسی کو مٹاوے، کسی کو بڑھاوے یہی کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۱ اللہ کے حضور میں لمبی چوڑی باتوں کی ضرورت نہیں ہوتی، یوں کہہ دینا کہ اے میرے رب ذوالجلال و الاکرام! میرا فلاں کام کر دے، کافی ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۴۲ اللہ رب العلمین نے آدمؑ کو پیدا کر کے حکمت کی حد کر دی۔ جو سارے جہان میں ہے وہ سب ایک انسان میں ہے۔ آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی صورت پہ بنایا۔ اللہ نے آدمؑ کی تخلیق کی اور آدم نے آدم کی تعمیر آدم کو خلیفہ بنایا۔ خلیفہ بمنزلہ اصل کے ہوتا ہے۔ خلیفہ میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ علم، مقام اور اختیار۔ جسے علم و مقام و اختیار حاصل نہیں، وہ خلیفہ کیا؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۴۳ ہر شے مادی ہو یا روحی، جل کر ہی اکسیر بنا کرتی ہے جو مٹ کر خاک ہو جائے یا جل کر راکھ ہو جائے اکسیر ہے۔ جب تک سونے کو آگ میں نہیں ڈالا جاتا اپنے اصل رنگ میں نہیں آتا۔ تپش میل کو جلا کر سونے کو جگمگا دیتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۴۴ جو برکت، قوت اور اطمینان توکل میں ہے، اسباب میں نہیں جو ایثار میں ہے، ذخیرہ میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۴۵ حال، ماضی کا شاہد ہے۔ جو شے ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں ماضی میں بھی نہ تھی۔ حال کو ماضی پہ فضیلت ہے جس نے ماضی کو دیکھنا ہو، حال کو دیکھے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۶ جو جس کی راہ پہ ہوتا ہے وہی اس کا شاہد ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۷ ملت کے نونہالو!

ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ۔ معمولی معمولی اختلافی باتوں کو ہوا دے کر سادہ لوح بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت مت پھیلاؤ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۸ دین کا علم حاصل کیجیے، اپنے علم پر عمل کیجیے نماز دین کا ستون ہے، نماز قائم کیجیے۔ آپ اپنے معاشرے کی اصلاح کے ضامن و ذمہ دار ہیں۔ اپنی ذمہ داری پوری کیجیے۔ ملتِ اسلامیہ کے مابین اخوت، اتحاد و محبت کو فروغ دیجیے۔ دین کی کسی درس گاہ کے خلاف اہانت آمیز کلمات نہ کہیے دین کے فضائل و مسائل بیان کیجیے۔ اختلافی مسائل میں مباحثہ نہ کیجیے۔

الحمد للحی القیوم

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۴۹ نجات و قرب و ولایت کا واحد ذریعہ اتباع سنت پر مبنی و موقوف ہے۔ سنتِ نبوی کی پیروی کیجیے۔ اپنے کسی عمل کو باطل نہ کیجیے یعنی ایک بار اختیار کر چکنے کے بعد ترک نہ کیجیے۔ بہر حال میں قبض ہو یا بسط، اللہ کی یاد میں راحت تلاش کیجیے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۵۰ اللہ کے بندے ، بندوں سے کچھ نہیں لیا کرتے ۔ تمام معاملات اللہ ہی کے حوالے کر دیا کرتے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں کے بندوں سے بدلہ لیا کرتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۵۱ بچے کو ماں کی اور نسل کو کسان کی محبت بھری نظروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۵۲ نباتات بدرجہ اولی نظر سے مستفیض ہوتی ہے ۔ جس سبزے پر کسی کی نظر پڑ جاتی ہے لہلہانے لگ جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۵۳ مباح کا ترک مباح ہے ۔ جن باتوں سے دین میں منع نہیں کیا گیا اور جن باتوں کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مباح ہے مثلاً قبر پر پھول چڑھانے کا حکم دیا گیا اور نہ ہی منع کیا گیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۵۴ تیرا صدق دل سے یہ کہنا کہ یا اللہ تیرا یہ بندہ کسی بھی امر پر کوئی قدرت نہیں رکھتا اس کے سارے ہی معاملات تیرے ہی حوالے ہیں۔ ایک امید افزا عبدیت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۵۵۵ بیرکہ :

حضور اقدس، اکمل و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب، محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے۔

الحمد للحی القیوم

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۵۶ مسلمانوں نے کوئی سات سو سال کے لگ بھگ ہندوستان پر حکومت کی۔ خاندان مغلیہ کے آخری حکمران طبلے سرنگی میں مشغول ہو گئے اور اس قدر ہوئے کہ رقص و سرود کی محفل میں دربان نے عرض کی جہاں پناہ، دشمن دروازے تک پہنچ گیا۔ شاہ نے اسے بے جا مداخلت متصور کرتے ہوئے فرمایا :

ہنوز دِلّی دُور است

اسی دن سے یہ کلمہ ہر خاص و عام کا تکیۂ کلام بنا ہوا ہے۔ پھر ایک نے شاہ کی تائید میں کہا کہ دشمن کو طبلے کی تھاپ سے اُڑا دیں گے۔ پہلے کی طرح یہ بھی اسی دن سے لوگوں کا تکیۂ کلام بنا ہوا ہے۔

مغلیہ خاندان کا آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر ایک ادیب و شاعر بھی تھا۔ اس نے قیامت تک آنے والی نسلوں کی عبرت کے لیے اپنے حال کا اجمالی سا نقشہ کچھ اس انداز میں چھوڑا

○

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں

کسی کام میں جو نہ آ سکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں

نہ کوئی دوا سے جگہ ہموں میں، نہ کسی کی میٹھی نظر ہوں میں

نہ ادھر ہوں میں نہ اُدھر ہوں میں، نہ شکیب ہوں نہ قرار ہوں

میرا ابجت مجھ سے بچھڑ گیا میرا رنگ روپ بگڑ گیا

جو خزاں سے باغ اجڑ گیا میں اسی کی فصل بہار ہوں

پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں، کوئی چار پھول چڑھائے کیوں

کوئی شمع لا کے جلائے کیوں کہ میں بے کسی کا مزار ہوں

نہ میں لاگ ہوں، نہ بگاڑ ہوں، نہ سہاگ ہوں نہ سنگار ہوں

جو بگڑ گیا وہ بناؤ ہوں، جو نہیں رہا وہ سنگار ہوں

میں نہیں ہوں نغمۂ جانفزا، کوئی مجھ کو سن کے کریگا کیا

میں بڑے ہی روگ کی ہوں صدا میں بڑے دکھی کی پکار ہوں

نہ تو میں کسی کا حبیب ہوں، نہ میں مضطر اں کا رقیب ہوں

جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں، جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

○

خاندان مغلیہ کی کوتاہیوں کی ساری سزا ظفر ہی کو بھگتنا پڑی۔ آپ کو قید کیا گیا۔ تین دن فاقے سے رکھا گیا۔ تیسرے دن طشتری پر سرپوش دے کر "ناشتہ" بھیجا گیا۔ جب انہوں نے سرپوش اٹھایا تو دیکھا کہ ان کے بیٹے کا سر تھا۔ اَلاَمان، اَلاَمان

پھر آپ کو رنگون میں قید کیا گیا، ایک مٹکا پانی بھر کر رکھ دیا اور اوڑھنے کو ایک بوریا۔ ایک سیاح آپ سے ملاقی ہوا۔ آپ نے مٹکے کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے دیکھا کہ مٹکے کے اندر پانی میں سونڈیاں تیر رہی تھیں اور پانی متعفن ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے جسم کی طرف متوجہ کیا جس میں زخم تھا اور اس میں کیڑے پڑ چکے تھے۔ سیاح کانپ اٹھا اور یہ وعدہ کر کے چلا گیا کہ میں ابھی جا کر اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔

مسلمانوں نے اپنے عہد سلطنت میں اپنے لیے بہت کچھ کیا، سب کچھ کیا، فلک بوس

تعمیر کیں، آرائش واستراحت کے عدیم المثال اسباب فراہم کیے لیکن اللہ کے دین اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لیے کوئی جدوجہد نہ کی۔ اگر دین متین کی تبلیغ کو اپنا مطمع نظر بناتے تو آج نقشہ کچھ اور ہوتا سارا ہند مسلمان ہوتا اور ہمیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

یادشاھو! عبرت کے لیے نورجہاں کا ایک مقبرہ کافی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

۱۵۵۷ جس کارواں کا امام عشق نہیں ہوتا کسی منزل پر نہیں پہنچتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۵۸ طریقت کا دارومدار طلب پر موقوف ہوتا ہے۔ دنیائے طریقت میں گنتی کے چند بندے ہوتے ہیں، جن کی طلب خالص، پختہ اور دوام ہوتی ہے، جو اپنی طلب کبھی نہیں بدلتے، بالکل نہیں بدلتے طلب کی ساری تاریخ چند اوراق پر مشتمل ہے، ضخیم نہیں۔ ایک نے ان کے لیے اپنے دل کو دنیا و دین کی ہر طلب سے کلیتاً پاک کیا، حتیٰ کہ ان کے سوا اس میں کسی بھی شئے کی کوئی طلب باقی نہ رہی۔ پھر وہ خرام ناز سے اٹکھیلیاں کرتا ہوا ان کی راہ میں نکلا اس نے کہا کہ اس وقت اس کے ہمراہ اس کی ہر شئے تھی، دل ساتھ تھا، جان ساتھ تھی، روح ساتھ تھی، نفس ساتھ تھا، حوریں ساتھ تھیں اور غلمان ساتھ تھے۔ گویا اس وقت یہ ننھا سا کارواں کل کائنات پر مشتمل تھا۔ جب یہ کارواں اللہ کے لیے صرف اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلا اللہ کے سوا کوئی اور غرض وغایت نہ تھی، بالکل نہ تھی۔ نہ کوئی دینی غرض تھی نہ دنیوی۔ اسی وقت اللہ کی رحمت نے اس کا استقبال کیا، حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا، کالی کملی میں چھپا لیا۔ روحی فیض سے مشرف فرما کر خزانوں کی

کنجیاں بخش دیں اور یہ عنایات کی حد ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۵۵۹ ایک نے پوچھا کہ تم زندگی کا یہ سارا ساز و سامان لیے کہاں جا رہے ہو اور کیا لینے جا رہے ہو ؟
اس نے کہا کہ اگر وہ ملیں گھر کا گھر بیچتا ہوں ۔ میں جتنی کی ساری دوکان بیچتا ہوں ۔ زر و مال دنیا تو ہے ہی
کیا چیز ؟ میں قلب و نفس و روح و جاں بیچتا ہوں ۔
پھر اس کے بعد کسی نے بھی کبھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ السَّابِقِيْنَ

۱۵۶۰ جب اس سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتا ہے اور کیوں آیا ہے ؟ اس نے ایک ہی جواب دیا کہ وہ
کچھ بھی نہیں چاہتا ۔ اس کے دل میں دنیا و آخرت کی کسی بھی چیز کی کوئی طلب و تمنا نہیں ۔ اس کا دل
اللہ کا شکر و احسان ہے کہ ہر خواہش سے بالکل خالی ہے اور یہ وہ خود بھی نہیں جانتا کہ کیوں آیا
ہے ۔ یا تو میرے آقا ! آپ نے اس ناچیز کو بلایا ہے یا پھر انھوں نے آپ کے پاس بھیجا
ہے ۔ اپنے آپ یہ کمینہ سرکار کے حضور میں حاضری کی جسارت نہیں رکھتا ۔
یہ سُن کر فرمانے لگے :
کیا یہ سچ ہے کہ تیرے دل میں دنیا و آخرت کی کوئی بھی طلب و تمنا نہیں ؟ کیا واقعی تیرا دل
ہر خواہش سے خالی ہے ؟
اس نے کہا :
میرے اس قول کی تصدیق وقت خود کرے گا ۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْعَزِيْز
زہے قسمت ! یہ کمینہ تیرے در اقدس کی خاک ہو اور تیرے پائے ناز

سے پائمال ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۶۱ دنیا ملعون ہے اور ملعون کا ترک کوئی جوانمردی نہیں، خردمندی ہے۔ کوئی مشکل نہیں، آسان ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ:

ملعون سے دست بردار ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں، جتنا کیا ہو سکتا ہے۔ اس وادی کی طلب بیان کر: کیا لینے آئے ہو اور کیا بننے آئے ہو؟

اس پہ اس نے عرض کی کہ:

اس وادی کی تو کسی چیز کا مجھے کوئی پتہ نہیں کہ اس میں کیا ہوتا ہے۔ البتہ جس طرح یہ دل دنیا سے فارغ ہے، اسی طرح اس وادی کے سارے درجات سے بھی فارغ ہے۔

اس پہ وہ مسکرائے، اس کی پیشانی کو چوما، فرمانے لگے:

تیرا یہ کہنا گویا میرے ہی فیض کی بدولت ہے۔

پھر میری سرکار نے اس وادی کے تمام درجات ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔

اس پہ اس نے عرض کی کہ:

یہ کمینہ ناقص العقل، عاجز و مسکین، نااہل و نالائق ان میں سے کسی ایک کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے دل میں کسی بھی شے کی کوئی طلب باقی ہے۔ اس کی نظروں میں ان کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۶۲ انسانی جسم الوجود میں پاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پاؤں سارے جسم کی سواری ہے، بدن سے لحد تک جہاں بھی وہ جاتا ہے پاؤں ہی پر چل کر جاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پاؤں ہی کے متعلق فرمایا کہ:

"جو پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوں، ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے"

جسم کے کسی اور حصے کا نام نہیں لیا۔ حالانکہ سفر میں سارا جسم گرد آلود ہوتا ہے۔ قدم بوسی عجز و احترام کی انتہا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۶۳ ایک رند ایک جنگل میں ہوکا دے رہا تھا "ادھر میں نے اللہ کو دیکھنا ہے"

ایک نے کہا "اپنے اندر کہ باہر؟"

کہا "اپنے اندر"

کہنے لگا کہ "وہ میں نے دیکھا ہوا ہے"

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۵۶۴ یا اللہ! ہم گنہگار و خطاکار کسی بھی آزمائش کی تاب نہیں لا سکتے۔ نہ ہی کسی آزمائش میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ ایک نے کہا کہ اس نے ایک حال دیکھا۔ سبحان اللہ! کہ ایک کو آسمان سے گرایا گیا، اس نے زمین و آسمان کے درمیان قلابازی کھائی اور اس کا گرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہی کی طرح تھا کسی کو بھی یہ امید نہ تھی کہ وہ زندہ زمین پر پہنچے گا۔ اللہ سبحانہٗ کی قدرت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت و کفالت سے صحیح و سلامت زمین پر پہنچا۔ جسم کے کسی حصے کو چوٹ نہیں آئی، بال تک بیکا نہیں ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۶۵ بانس اوپر کو اور بیری نیچے کو بڑھا کرتی ہے، بانس کو کوئی پھل نہیں لگتا اور کوئی پتھر نہیں مارتا: پتھراؤ بیری ہی کو ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۶۶ خالق کی تخلیق کا یہ انتہائی کمال ہے کہ ہر مخلوق اپنے تئیں احسن و اکمل و افضل سمجھتی ہے اسے اپنے میں کوئی کمی، نقص و قباحت نظر نہیں آتی۔ نہ ہی وہ کسی دوسرے کو اپنے سے دانش مند تصور کرتی ہے۔ بھلا کبھی عقلمند بھی اپنے آپ کو عقلمند سمجھا کرتے ہیں۔ تخلیق میں جو بھی کمی ہوتی ہے، حکمت پر مبنی ہوتی ہے اور مخلوق کو محسوس نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۶۷ بندہ جب صدقِ دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی وقت اللہ اس پہ اپنی رحمت نازل فرما دیتا ہے۔ عبادت کوئی مشکل نہیں۔ دل کو دنیا سے اٹھا کر اللہ کی طرف راغب کرنا مشکل ہے اور دل اللہ ہی کی رحمت سے اللہ کی طرف رجوع ہوا کرتے ہیں اور اے میری جان! کسی دل کا اللہ کے لیے فارغ ہونا کوئی معمولی ہے؟ کون و مکاں کی نعمتوں میں سے افضل نعمت ہے۔ مبارک ہے وہ دل جو اللہ کے لیے فارغ ہوا، خوشخبری ہے اس دل کو جس میں اللہ کا ذکر جاری ہوا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۶۸ یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے تیرے اس گنہ گار و خطاکار بندے کو تیری کتاب قرآن عظیم و کریم و مجید کی تلاوت کی توفیق عنایت ہو!

یا حی! یا قیوم: لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین: آمین

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۶۹ ساری دنیا میں گنتی کے چند دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں اور اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے دل اللہ کے لیے فارغ ہوتے ہیں۔ سب کے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۷۰ نقلی جنس نقلی ہی رہتی ہے، کبھی نہیں بدلتی، اگرچہ کعبہ میں ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۷۱ ہر شہر میں ہر عطار کی دکان سے جتنی بھی کستوری درکار ہو، مل سکتی ہے یہاں تک کر "دارالاسلام" کے ایک قریبی گاؤں مساجودالہ" میں بھی مل سکتی ہے۔ اتنی کستوری کہاں سے آئی؟ اسی طرح زعفران، اسی طرح شہد، اسی طرح مروارید اور اسی طرح ہم۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

۱۵۷۲ میرے آقا تیری یاد میرے دل کے چراغ کا تیل ہے۔ یہ دیا کبھی گل نہ ہو سدا روشن رہے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اٰمِیْن

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۳ تیری نگاہ میں شفا ہو اور زبان میں فیض۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ : اٰمِیْن

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۴ اللہ تبارک و تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا احسان توحید کا تعارف ہے یعنی اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کائنات کا قیامت تک کے لیے خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کو خالق کی ذات و صفات سے متعارف فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۵ جس کام کے لیے تجھے بھیجا گیا ہے وہ کام کر اسی میں ان کی رضا اور اسی میں تیری بھلائی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۶ ہمیں کوشش کا حکم دیا گیا ہے جتنی کوشش کی تو ہمیں توفیق بخشتا ہے، کرتے ہیں لیکن کامیابی ہماری کوشش پر نہیں تیری قدرت پر موقوف ہے۔ تو اپنی قدرت سے اس کام میں کامیابی نصیب فرما۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ : اٰمِیْن

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۷ تیرا قول تیرا فعل ہو، ہر قول کے مطابق تیرا فعل ہو۔ تیرا فعل تیرے قول کا ترجمان ہو۔ تیرا کوئی قول و فعل قابلِ اعتراض نہ ہو۔ تیرا قول و فعل تیری قوم کے لیے ایک نمونہ ہو۔ تیری تبلیغ تیرے اپنے قول و فعل تک محدود ہو۔ بے شک آج تیری قوم کو ایسی تبلیغ کی ضرورت ہے جو تو کہنا چاہتا ہے کر کے دکھلا۔ عمل نمونہ بہترین تبلیغ ہے۔ اس حال میں ایک دن جینا سو سال جینے سے بہتر ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۸ کسی قلب کا کسی جستجو میں ہمہ تن محو ہو کر ہر دیگر جستجو سے مستغنی و دست بردار ہونا وقوفِ قلبی ہے ہر جستجو جستجو ہے، بہترین جستجو اللہ کی جستجو ہے۔ وقوفِ قلبی اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے۔ جب کوئی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کا قلب ہر فکر سے آزاد ہو کر اپنے خالق کے لیے وقف ہو جاتا ہے یا درحقیقت خالق اس قلب کو اپنے لیے وقف کر لیتا ہے۔ جدید سلوک سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے کی اتباع کے سوا ہر اتباع موقوف کرتا ہے اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ظاہر و باطن کی ترقی موقوف ہے۔ یہ مقام ہر مقام سے افضل اور ہر مقام اس مقام کی زد میں ہے۔ یہ مقام ماشاء اللہ ہر افضل سے افضل اور ہر مشکل سے مشکل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۷۹ ہم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے، بالکل نہیں کرتے اسی لیے کسی حقیقت کے راز کو نہیں پا سکتے۔ اگر ہم اپنے علم پر عمل کریں تو کسی اختلافی مسئلے کو کبھی اشارہ کر دیں۔ عمل کے نشے میں مخمور رہیں اور لذتِ

اسلامیہ کے ہر معاشرے میں اخوت، اتحاد اور محبت کو فروغ دیں۔

یوں کہہ:

یا اللہ! مجھ کو اپنے علم پر عمل کی توفیق بخش: یا حی! یا قیوم! آمین

ہماری یہ بے سند اور دل آزار باتیں صرف بے عملی ہی کی بدولت ہیں اور ساری دنیا میں چند گنتی کے بندے ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں گے ورنہ سب کے سب ہو کہتے ہیں کرتے نہیں کہتے سب کچھ ہیں کرتے کچھ بھی نہیں۔

عمل کے نور کی ضیا سالک کی راہ کو روشن رکھتی ہے، کبھی تاریک ہونے نہیں دیتی ورنہ اس راہ کی تاریکی کو کوئی اور اجالا کبھی روشن نہیں کر سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۸۰ شیرِ جنگل کا تمکین الوری ہے گیدڑوں کی طرح ہاؤ ہو نہیں کرتا، کبھی کبھی دھاڑتا ہے اور شیر کی دھاڑ سے جنگل میں ہلچل مچ جاتی ہے، جانوروں کے دل دہل جاتے ہیں اور سناٹا چھا جاتا ہے۔ اور بھیڑوں کی طرح شیروں کے ریوڑ نہیں ہوتے، کسی کسی جنگل میں کہیں کوئی شیر ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۸۱ اسلام کو جو ناز محدثینؒ پر ہے کسی اور پر نہیں۔ محدثینؒ نبوت کے مظہر اور اس سے خانے کے بانی و معمار ہیں اور اے قوم تو نے انہیں کبھی یاد نہیں کیا جن کی بدولت یہ سے خانہ زندہ و آباد ہے، تجھے یاد ہی نہ رہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۵۰۲ یہ رند، یہ تیرے پر اسرار بندے تیرے میکدے کی رونق ہیں۔ اگر تیری دنیا میں یہ رند نہ ہوتے تو تیری دنیا میں کیا کیف ہوتا؟ کسی بھی تاریخ میں کوئی چاشنی نہ ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان کو ان رندوں ہی نے رنگین کیا ہوا ہے۔ یاحی! یاقیوم!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۰۳ انہیں کچھ مت کہہ، یہ رند ہی تو تیرے میکدے کی روحِ رواں ہیں اور یہ میکدہ رندوں ہی کے لیے ہے اگر یہ نہ ہوتے، نہ ساقی ہوتا، نہ صبوحی، اور نہ ہی میکدے میں رونق، تیرے میکدے پہ رندوں کا یہ جمگھٹ سدا برقرار ہے، تیرا کاسہ لبریز ہے اور صراحی اسی طرح بھری ہے اور تو اے میرے ساقی: اے اولاالقائم ساقی! اسی طرح اور ہمیشہ ہمیں پلاتا رہے۔ تیری بھی خیر ہو۔ تیرے میکدے کی بھی۔ اور رندوں کی بھیڑ اسی طرح قائم و دائم رہے، یاحی! یاقیوم! آمین۔
واضح ہو کہ میکدۂ توحید کے چار معروف رند صدیقؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۰۴ رند پاک ہوتے ہیں اور بے باک ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۰۵ تیری ہر دوا حکمت، تیری ہر دعا حکمت، تیری ہر عطا حکمت، تیری ہر ادا حکمت، سراسر حکمت اور حکمت پہ مبنی ہے۔ یاحی یاقیوم!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۸۶ کردار کے ساتھ ایمان اور ایمان کے ساتھ کردار لازم و ملزوم ہے۔ کسی کو پہلے کردار عنایت ہوا، پھر ایمان، کسی کو پہلے ایمان پھر کردار، کردار بلا ایمان اور ایمان بلا کردار، نہ مقبول الفطرت ہے، نہ مقبول الاسلام۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۷ یا اللہ! تیرا اصغر تیری نشانیوں میں سے ایک نشانی، تیرے دین کی قوت و عظمت اور تیرے جلال و اکرام کا مظہر تھا، اسلام کو مٹانے کی نیت سے تلوار لے کر گھر سے نکلا ابھی اپنی منزل پر بھی نہ پہنچا تھا کہ خود ہی راہ میں مٹ گیا اور ایسا مٹا کہ شام سے پہلے مکہ کی فضا میں اللہ اکبر کی اذانوں سے گونج اٹھیں کسی کو بھی روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یا اللہ! یہ تیرے عمرؓ کی کرامت نہ تھی، تیرا کرم تھا، تیری نوازش تھی سو تو نے اپنے عمرؓ کو پل بھر میں نواز لیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۸ یا اللہ جس طرح تو نے اپنے عمرؓ کے دل کو پھیرا تھا اسی طرح ہم سب کے، ان سب کے اور ان سب کے دلوں کو پھیر کر اپنے دین کی طرف لا۔ یاحی یاقیوم! آمین۔ یا اللہ جنہیں تو نے کردار بخشا ہے، ایمان بھی بخش، اور جنہیں ایمان بخشا ہے انہیں کردار بھی بخش یاحی یاقیوم آمین! یا اللہ تیری عزت و عظمت والی بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں ہم خاک نشینوں کی یہ دعا مقبول ہو۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اٰمِیْن

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ! اٰمِیْن

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ! اٰمِیْن

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۵۸۹ کردار اگر چہ کتنا بلند ہو، ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا یا اللہ! جن بندوں کو تو نے کردار بخشا ہے ایمان بھی بخش۔ یا حی یا قیوم! آمین الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۹۰ حکمت کے اصولوں سے کوئی بھی چیز بڑی نہیں یہاں تک کہ بُری سے بُری بیماری بھی بُری نہیں۔ ہر شے اپنے اندر ایک رحمت لیے ہوتی ہے۔ یا حی یا قیوم!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۹۱ ضمیر انسان کا سچا راہنما اور نفس خطرناک دشمن ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۹۲ حالِ ماضی کا محاسب ہے، یہ پوچھتا ہے، یہ کیوں کیا؟ یہ کیوں کیا؟ وہاں کیوں گئے؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۹۳ مخالف کسی بھی دلیل پر مطمئن نہیں ہوا کرتے، نہ ہی اپنی زیادتی کا اعتراف کیا کرتے ہیں۔ اختلاف عموماً ذات سے ہوتا ہے، بات سے نہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغْ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۵۹۴ اگر باتوں ہی کا اختلاف ہوتا تو آج تک ہنوز ختم ہو جاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟ معلوم ہوا ہمارے اختلافات باتوں کے نہیں ذاتوں کے ہیں اور یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتے جب تک ہم خود انہیں ختم نہیں کرتے۔ ہر ذات اپنی برتری برقرار رکھنا چاہتی ہے۔

جس کے لیے وہ دین کی ہر بات کا مطلب اپنی ذاتی پسند کے مطابق ڈھال لیتی ہے جب تک اپنی ذاتیات کو دین کے تابع نہیں کرتے۔ اختلافات کی یہ کشمکش کبھی ختم نہیں ہو سکتی ہم نے دین کو شخصیت میں مدغم کر دیا۔ چاہیے یوں تھا کہ اپنی شخصیت کو دین میں مدغم کرتے۔ پھر کبھی بھی اور کسی بھی بات میں کوئی اختلاف نہ رہتا۔ جب بھی کوئی مفکر کسی بھی مسئلہ پر سوچتا ہے اس میں ذاتی پسند کو ضرور جگہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اس مسئلہ کا اصل انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔ ہمارے اکابر ذاتیات سے پاک و منزا تھے۔ انہوں نے ذاتیات کو دین ہی کے تابع کیا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی ذات قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے حجت بنی ہوئی ہے۔ ہمارا اللہ ایک، رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک، کتاب ایک دین ایک، ملّت ایک، ہم سب کا مرکز ایک، منفعت ایک، نقصان ایک، پھر ہم کیوں ایک نہیں یا اللہ تیرے فضل و کرم سے تیری دنیا میں بسنے والے کروڑوں مسلمان ایک مرکز پر متحد ہوں۔ آمین۔ تیرے حکم کے تابع ہو کر ساری دنیا پہ حاکم ہوں آمین اور ان کی یہ حاکمیت سرمدی ہو۔ قیامت تک قائم و برقرار رہے۔ یا حیّ یا قیوم۔ آمین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ اٰمین

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۵ نیکی صرف اللہ کے لیے کرو کہ یہی نیکی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۶ غیر ضروری خواہشات کو پامال کر دینا انسانیت کا کمال ہے۔

الحمد للحی القیوم

وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۵۹۷ عملی قوت تقریروں اور تحریروں کی مرہونِ منت نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۵۹۸ تعمیری، اصلاحی تبلیغ کرو۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۵۹۹ ایک اللہ کے بندے نے بتایا کہ جب بھی وہ کسی بھی قسم کا چھوٹے سے چھوٹا گناہ کرتا ہے اسی وقت اس کا دل کالا ہوتا ہے اور چہرہ بھی۔ دوسرے نے کہا: الحمد للہ! تو نے میری شرح صدر کردی یہی حال میرا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۰ انسانیت ولایت کی، ولایت نبوت کی اور نبوت ربوبیت کی مظہر ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۱ یہ بھید، یہ راز، یہ ستر مولائے کل ختم الرسل روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع و فیض سے فہم و ادراک میں تو آسکتا ہے، تحریر میں کبھی نہیں آسکتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۲ غلام اگرچہ ایاز ہو غزنوی اسرار کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

۱۶۰۳ سلوک کی منزل صالحیت کی منزل سے تحریر و تقریر کی نہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۶۰۴ حضرت باوا صاحب زہد الانبیاء فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے اپنے محبوب ترین خلیفہ سلطان نظام الدین محبوب الٰہی کو تکمیل ریاضت کے بعد ایک خط کے ہمراہ حضرت شاہ شرف الدین بو علی شاہ قلندر کی خدمت میں تصدیق تکمیل کے لیے بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر حجرہ شریف کے دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک زنانہ ہاتھ مہندی سے رنگین باہر نکلا۔ آپ نے خط ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کون اور یہاں کیسے ؟ اس وقت اندر سے آواز آئی جاؤ خط کا جواب دے دیا۔ جب وہ واپس حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا تم فارغ التحصیل سلوک کے امتحان میں ناکام ہو گئے۔ یہ خیال پیدا ہوا ہی کیوں ؟ ان کے حضور میں جو بھی حاضر ہوتا ہے بیٹا ہو یا بیٹی حضور اقدس و اکمل و اجمل اطیب و اطہر روحی فدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہوتی ہے اور سرکار دو عالم تاجدار حرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت میں کون خیانت کر سکتا ہے ؟ اور کیسے کر سکتا ہے ؟ پھر آپ کو ایک کڑی ریاضت میں مصروف کیا گیا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۶۰۵ سبحان القائم الدائم : سبحان الحی القیوم : سبحان الحی الذی لا یموت : سبحان اللہ العظیم وبحمدہ : سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح سبحان العلی الاعلیٰ سبحانہ وتعالیٰ

عقل کو دماغ میں، احرص کو گردہ میں، غضب کو کلیجہ میں، شجاعت کو دل میں، رغبت کو پھیپھڑوں میں ہنسی کو تلی میں اور خوشی و غمی کو چہرہ میں رکھا ہوا ہے۔

الحمدللہ الذی تواضع کل شیء لعظمتہ والحمدللہ الذی ذل کل شیء لعزتہ والحمدللہ الذی خضع کل شیء لملکہ والحمدللہ الذی استسلم کل شیء لقدرتہ ط

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۶ سینہ جب کدورت سے کینہ پاک ہو جاتا ہے، نرمل ہو جاتا ہے۔ پانی کی طرح صاف اور شیشے کی طرح شفاف ہو جاتا ہے اور شیشے میں ہر شے دکھائی دیا کرتی ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۷ تعمیر تو مکان کی بھی مشکل ہے۔ انسان کی تعمیر کے تو کیا کہنے! اپنے آپ نہ مکان بن سکتا ہے نہ انسان، ہر تعمیر مکان کی ہو یا انسان کی، معمار کی محتاج ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۸ ٹیپ ریکارڈ پہ سارے قرآن کریم کی تلاوت کی گئی، سامعین کو ثواب ملا۔ ٹیپ بیچارہ ٹیپ تھا، ٹیپ ہی رہا۔ قرآن عظیم کی تلاوت کے ثواب سے ٹیپ کی حالت ہمیشہ ہی جوں کی توں رہی۔ اور یہ معاملہ قابل غور ہے۔

الحمدللحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۰۹ ہر دل گرد و غبار میں لپٹا ہوا ہے۔ عشق کی تپش سے دل کے گرد کی میل جل کر بھسم ہو جاتی ہے۔ دل کی

میل جب جاتی رہتی ہے ، دل روشن ہوجاتا ہے ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔

الحمدللحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۰ ہم سب کہتے ہیں کہ دین کی طرف آؤ ، اللہ کی راہ میں نکلو ، لیکن ہم خود بات بات پر جھوٹ بولتے ہیں ، ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں ، چغلی کھاتے ہیں ، اپنے سینوں میں حسد وکدورت رکھتے ہیں اور کسی کو بھی اپنے جیسا نہیں سمجھتے ۔ اللہ کے بندوں کو جو اللہ کا پیغام سنانے کسی مسجد میں داخل ہوتے ہیں ، روک دیے جاتے ہیں ۔ بیچاروں کو بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی ۔

ایک مسجد میں لکھا ہوا دیکھا ؛ یہاں کوئی تبلیغ نہیں کرسکتا ۔

ایک اور مسجد میں یہ لکھا ہوا دیکھا ؛ یہاں ذکرِ الٰہی کی محفل نہیں ہوسکتی ۔

یا اللہ ! یارحمٰن : یا اللہ ! یارحمٰن ! یہ سب معاملات تیری رحمت کے محتاج اور قابلِ غور و اصلاح ہیں ! یا حیّ یا قیوم ! برحمتک استغیث ؛ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔

الحمدللحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۱ یہ کہہ :

حضور اقدس واکمل ، اکرم واجمل ، اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب ، محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے ۔ الحمدللحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۱۲ حبیب اس نے کہا ؛ اس کی کوئی ذات نہیں ، کوئی صفات نہیں ، کوئی حال نہیں ، کوئی مقام نہیں ، وہ تیرے در کا فقیر اور تیری رحمت کا امیدوار ہے ، تیرے سوا تیری قسم ، کسی کا بھی کچھ نہیں لگتا اور نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھتا ہے ۔ اس کی ہر شئے تیری ، تیرے ہی لیے اور تیرے ہی حوالے ہے ، تو

ہی اس کا ملجا، تو ہی اس کا ماویٰ، تو ہی اس کا والی اور تو ہی اس کا وارث ہے، راضی ہو گیا، سارے ہی گناہوں کو بخش دیا، نامۂ اعمال پہ لکیر پھیر دی جیسے کہ کسی نے کبھی کچھ کیا ہی نہیں ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۱۳ یا حی یا قیوم! اسمع واستجب اللہ اکبر الاکبر یا ذا الجلال والاکرام، عالم کو عمل، مومن کو کردار، مجاہد کو شجاعت، فقر کو زہد و تقویٰ عنایت فرما! یا حی یا قیوم! آمین! فرمائش تیری قدیم عادت ہے، اسے پھر سے دہرا، تیری تاریخ ایک مدت سے اس منظر کی منتظر ہے: یا حی یا قیوم! آمین۔ الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۱۴ ہمارے اللہ، اے ہمنشیں! تو کیا جانے اور ہم کیا جانیں کہ ہمارے اللہ کیا ہیں؟

ہمارے اللہ کون و مکان کی ہر شے کے خالق و مالک، رازق و حافظ و والی و وارث ہیں۔

ہمارے اللہ شہنشاہوں کے شہنشاہ، ذو الجلال والاکرام اور اپنی ہر مخلوق کے وکیل و کفیل و نصیر اور قادر المقتدر ہیں۔

ہمارے اللہ قریبٌ مجیبٌ، مجیب الدعوات، رحیم و ودود اور غفورٌ رحیم ہیں۔

ہمارے اللہ ارحم الراحمین، اکرم الاکرمین اور احکم الحاکمین ہیں۔

ہمارے اللہ اپنی ہر مخلوق کی فریاد کو سننے والے "سمیع بصیر" اور ہر فریادی کی فریاد کو سننے والے غیاث المستغیثین ہیں۔

ہمارے اللہ ہم سب کے لیے کافی ہیں اور جس کے لیے اللہ کافی نہیں اس کے لیے کوئی بھی کافی نہیں۔ ہر کفایت اللہ ہی کی کفالت کی بدولت ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۶۱۵ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، حبیبِ کردگار، مولائے غمگسار، طٰہٰ، یٰسٓ، مزمل، مدثر، حٰم، طسم، روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کل عالمین پر محیط ہے اور کل عالمین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دامنِ رحمت میں سما سکتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں اور اللہ کے سوا کسی کے بھی فہم وادراک میں نہیں آسکتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وکالت وکفالت سے بندہ جب اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے اللہ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتا ہے بخش دیا جاتا ہے اگرچہ اس کے گناہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نجات کا واحد موجب ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ؛

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا بِحُرْمَتِ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛ اٰمِيْن

اَلْحَمْدُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم مَا هُوَ اَهْلُهٗ ؛

۱۶۱۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَوَاضَعَ كُلُّ شَيْءٍ لِعَظَمَتِهٖ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی عظمت کے آگے ہر چیز عاجز ہے، اور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لِعِزَّتِهٖ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی عزت کے آگے ہر چیز ذلیل ہے، اور

الحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَضَعَ کُلَّ شَیْءٍ لِمِلْکِہٖ ، وَ

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس کی حکومت کے سامنے ہر شئے منقبض ہوئی ہے ، اور

الحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ کُلَّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِہٖ ط

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہر چیز کو اپنی قدرت کے مطیع کر رکھا ہے ۔

اور اس کے ذریعہ اللہ کے پاس کی چیز (رحمت و بخشش) طلب کرے تو اللہ سبحانہ اس کے لیے ہزار نیکی لکھتے ہیں اور اس کے ہزار درجے بلند کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے قیامت تک استغفار کرنے کے لیے مقرر فرما دیتے ہیں۔

(طبرانی - ابن عساکرؒ / کنز العمال جلد اول صفحہ ۲۰۵ شمار ۳۸۹۱)

امروز سعید و مسعود و مبارک
پنجشنبہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

احقر برکت علی لودھیانوی عفی عنہ
دارالاحسان